امامُ الکاذبین یعنی پیر محمد چیترالی چشتی کی مجموعہ

خرافات کتاب الجراحات کا منہ توڑ جواب

سِلُّ الحُسَامِ الھِندی

لِنُصرَۃِ

ہوئی ہے

مولانا سیفُ الرّحمٰن النقشبندی

مؤلف

شیخ الحدیث استاذ العلماء

حضرت علامہ مولانا مفتی غلام فرید ہزاروی نقشبندی

جملہ حقوق بحق محفوظ ہیں

نام کتاب: سل الحسام الہندی لنصرة
مولانا سیف الرحمان النقشبندی
طبع اول: 1996ء
تعداد: 1000
مصنف: مفتی غلام فرید ہزاروی محمدی سیفی
گوجرانوالہ
کمپوزر: میاں افتخار احمد بھٹہ۔
معاون کمپوزر: حافظ محمد آصف محمدی سیفی (راوی ریان شریف)
مطبع: **سیفی آرٹس کمپوزنگ اینڈ پبلشنگ سینٹر**
3۔ پریس مارکیٹ، نثار پلازہ، فیصل آباد

پیش لفظ

مختلف کتابیں اور رسائل فی رد المنکرین اشاعت کے مرحلے سے گذرے وہ پشاور اور کراچی والوں کے حصے میں آئے۔ زیر نظر کتاب "سل الحسام الھندی" مولفہ حضرت مفتی صاحب نے عام فہم اردو میں بحکم پیرو مرشد سیدی و مولائی حضرت میاں محمد حنفی سیفی تحریر فرمائی۔ حضرت مفتی صاحب نے جس جانفشانی اور عرق ریزی سے یہ کتاب لکھی اس کا اجر خدائے بزرگ و برتر عنایت فرمائے پیش نظر کتاب جس عظیم ہستی کے امر سے تحریر کی گئی ان کی دین اسلام اور اہلسنّت والجماعت کے لئے خدمات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ حضرت میاں محمد سیفی مدظلہ العالی صاحب کی دین اسلام کی خدمات کی عملی تفسیر راوی ریان شریف کا آستانہ ہے جہاں وکلاء' ڈاکٹرز' بزنس میں اور مختلف طبقہ فکر کے لوگ بلاامتیاز و تمیز ایک صف میں کھڑے نظر آتے ہیں

آپ نے خلوص اور محبت کے ساتھ جو بیڑا اٹھایا ہے اس کی سربلندی کے لئے یہ ضروری سمجھا کہ زندیق پیر محمد کے اعتراضات کا جواب مدلل دیا جائے۔ اس کاوش میں اپنی جان و مال کا اپنے سرکار حضرت سیدنا اخوندزادہ سیف الرحمان دامت برکاتھم پر قربان کرنا اور ان کی عزت و ناموس کے لئے ہر قربانی کا نذرانہ دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہنا آپ کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے

تمام سالکین درگاہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان بدست دعا ہیں کہ اللہ تعالی تمام جہانوں میں آقائے کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے آپ کو اعلی ترین درجات عنایت فرمائے تمام سالکین کو دین اسلام کی خدمت کے لئے آپ جیسا خلوص عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

حافظ محمد آصف محمدی سیفی راوی ریان شریف لاہور

اعتذار

محترم قارئین کرام!

معترض کذاب پیر محمد کی مجموعہ خرافات کتاب کا مفصل مدلل جواب خاک درگاہ سیفیہ حضرت قبلہ "مفتی صاحب" نے کتاب "سل الحسام الہندی لنصرۃ مولانا سیف الرحمٰن نقشبندی" کی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

جواب چونکہ مدلل اور جامع صورت میں ہے اس لئے دو جلدوں میں دیا جا رہا ہے۔ کچھ فنی خرابیوں کی وجہ سے بروقت کتاب منظر عام پر نہ آسکی، اس لئے ادارہ معذرت خواہ ہے۔

ذکر ثانی کمپوٹر ایکسپرٹ کا عربی سے نابلد ہونا بھی غلطیوں کے زیادہ ہونے کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن قارئین کرام سے درگزر کی توقع رکھتے ہیں۔
انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں کمی بیشی کا ازالہ کر دیا جائے گا۔

منجانب :۔ غلامان درگاہ محمدیہ سیفیہ

الحمد لله الذی هدانا لهذا وما کنا لنهتدی لو لا ان هدانا الله والصلوۃ والسلام علی من جمله هادیا وجاء بهدایته الله وعلی آله واصحابه الذین هم هداۃ خلق الله اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم

قارئین کرام ہمیں بڑا افسوس ہے کہ ہم ایک ایسے شخص کی خرافات اور بکواسات کا جواب لکھ رہے ہیں جسکے متعلق ہم نے بہت سے علماء کی زبان سے سنا ہے کہ وہ مردود الاساتذہ رہا ہے یعنی حد درجہ کا گستاخ ' بے ادب تھا اور اب وہ اولیاء کرام کی گستاخی کے درپے ہے مولانا روم علیہ الرحمہ نے ایسے ہی گستاخوں کے متعلق فرمایا ہے کہ۔

خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکاں زند

یعنی جب خداوند قدوس کسی کو ذلیل و خوار اور بے عزت اور ننگا کرنا چاہتا ہے تو پھر اس کو اپنے پاک بندوں (اولیا کرام) پر طعنہ زنی عیب جوئی اور بے جا اعتراضات میں لگا دیتا ہے یہی حال ہے پیر محمد نام نہاد چشتی چترالی کا جو سید الاولیاء سند الاصفیاء عمدۃ لاتقیاء رئیس الفقهاء سراج السالکین امام الکاملین سیدی و سندی ذخری لیومی و غدی حضرت قیوم زماں اخوند زادہ سیف الرحمان دامت برکاتہم العالیہ کی شان میں آج کل گالیاں بک رہا ہے اور آپ کے خلاف اپنے خبث باطنی کا اظہار الجراحات علی الخرافات کے نام سے کتاب لکھ کر کر رہا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے دستور چلا آ رہا ہے کہ انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم الرحمہ والرضوان سے انسانی شکل میں شیاطین برسرپیکار رہے ہیں اور ان کو جادوگر کاہن نجومی پاگل وغیرہ کہہ کر موتو بغیظکم کا مصداق بنتے رہے ہیں مگر یہ بھی اہل حق کی صداقت و حقانیت کی دلیل ہے۔ یہ انبیاء کے جانشین و جائز وارث ہوتے ہیں اس لئے ایسی عداوت و عناد و کینہ و بغض اور دشمنی کا

شکار ہو جانا بھی ان کے اہل حق ہونے اہل اللہ ہونے کی دلیل ہے قران کریم کی متعدد آیات کی یہی شہادت ہے اختصار کے پیش نظر آیات نقل نہیں کیں بوقت ضرورت پیش کی جاسکتی ہیں بہر حال یہ ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا انکار کسی عقلمند سے ممکن نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہر دور میں اللہ والوں کے خلاف حاسدین نے شور بپا کیا ہے ان کی مخالفت میں طوفان بد تمیزی بھی برپاء کیا مگر اللہ والوں کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکے بلکہ اپنی ہی عاقبت برباد کی ہے کچھ یہی حال اس نام نہاد چشتی کا ہے جو ایسے روحانی منبع فیض اور سر چشمۂ فیض کی مخالفت کر رہا ہے جن کے قدموں میں اسٹریلیاء جرمنی وغیرہ کے تعلیم یافتہ مغربی ممالک سے ڈگریاں پانے والے انگریز بھی آکر آپ کی توجہ پاک سے اسلام کی دولت اور ایمان کے خزانہ سے اپنے سینوں کو معمور کر لیتے ہیں آج بھی آپ کے آستانے پر بیرونی ممالک سے آئے ہوئے انگریز جو دولت ایمان سے سرفراز ہو چکے ہیں موجود ہیں۔

2۔ یہ ملاں ساری زندگی تقریریں کرتے ہیں وعظ کرتے ہیں درس دیتے ہیں

کسی کو ایک داڑھی شریف کی سنت کا پابند نہیں بنا سکتے داڑھی نہیں رکھوا سکتے عمامہ سر پہ نہیں پہنا سکتے

مگر کیا وجہ ہے کہ یہاں قیوم زماں کے قدموں میں عقیدت اور محبت سے آنے والے عشق رسول اور غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھل جاتے ہیں بلکہ آپ کے خلفاء کرام حضرات کی محافل ذکر میں آنے والے مرزائی مسلمان ہو جاتے ہیں چلئے راوی ریان شریف چل کر دیکھئے نصر اللہ خان جو راوی ریان ملز کا فورمین ہے اور سابق مرزائی تھا کیا وہ میرے پیرو مرشد بقیۃ السلف حجۃ الخلف حضرت میاں محمد حنفی سیفی صاحب دامت برکاتھم کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر بیعت نہیں ہوا بلکہ ائے ونڈی حضرات جو چالیس چالیس سال تک تبلیغی جماعت کے ساتھ چلے کاٹتے رہے وہ بھی اس کو چھوڑ کر میرے مرشد کامل کی بیعت میں آئے

متعدد مثالیں موجود ہیں کہ بدمذھب و بد عقیدہ اور بد کردار و بداعمال یہاں آکر صحیح العقیدہ صحیح المذھب باکردار باعمل نیکوکار پرہیزگار اور صحیح معنی میں غلام رسول بن چکے ہیں یہ سب فیض ہے قیوم زماں اخوند زادہ سیف الرحمان کا۔ یہ ملوانے جلتے ہیں حسد کی آگ میں مرتے ہیں ان کے کردار اور گفتار نے لوگوں کو دین سے متنفر کیا ہے اور حضرت قیوم زماں اور ان کے خلفاء و مریدین کے کردار و گفتار نے لوگوں کے دلوں میں خدا اور رسول ﷺ اور دین کی محبت پیدا کی ہے جس کو شک ہو وہ منڈی کس جاکر آپ کے آستانے اور راوی ریان شریف اور لاہور میں دیگر خلفاء حضرات کی محافل میں شریک ہو کر خود دیکھ سکتا ہے

عیاں راچہ بیاں

باقی اگر کسی بدبخت کو قیوم زماں کے آستانے پر حاضر ہونے کے باوجود بھی کچھ حاصل نہیں ہوا یا راوی ریان شریف جاکر بھی کچھ نہیں ملا تو یہ اسکی اپنی بدبختی اور سیاہ بختی اور شقاوت ہے اس میں ان آستانوں کا کیا قصور ہے کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس مدینہ میں اور مکہ میں رہنے والے سب مسلمان ہو گئے تھے؟ کیا سب کو فیض حاصل ہوا تھا؟ نہیں ہرگز نہیں بہت سے لوگ کافر اور منافق ہی رہے ہیں کیا اس میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قصور تھا؟ نہیں ہرگز نہیں کیا رسول اللہ ﷺ کے معجزات و کمالات کو دیکھ کر کفار اور منافقین نے تمسخر اور مذاق نہیں اڑایا؟ کیا جادوگر نہیں کہا؟ کیا اس سے معجزات و کمالات منتفی ہو جاتے ہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بس پھر ولایت و قیومیت و مجددیت کا انکار کرنے والے اگر انکار کرتے ہیں تو کرتے رہیں اس سے ولی کی ولایت قیوم کی قیومیت مجدد کی مجددیت میں کیا فرق پڑتا ہے جو شقی اور بدبخت اللہ والے کو گالی دیتا ہے بے ادبی کرتا ہے گستاخی کرتا ہے ولایت کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہو کر اپنی بدبختی کو چار چاند لگاتا ہے بقول علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمہ۔ ملاحظہ ہو ان کی عبارت

"خمن آذی الاولیا بسوء ظنه فقد خرج من دائرة الشریعته"۔

"جو شخص بدگمانی کر کے اولیا کرام کو اذیت و تکلیف دیتا ہے وہ شریعت کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے"

نیز فرمایا

"وذکر الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان معاداۃ الاولیاء والعلماء کاملین کفر عندا لجمہور وقال من عادی احدا من الاولیاء والعلماء العاملین والشرفاء فقد عادی ایمانہ"۔

یعنی امام محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ اولیاء کرام اور علماء عاملین سے عداوت و دشمنی کفر ہے جمہور (علماء) کے نزدیک اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی بھی ولی یا عالم باعمل سے دشمنی کرتا ہے تو در حقیقت اپنے ایمان کا دشمن ہے"۔

نیز فرماتے ہیں کہ والحاصل ان الانکار بالقلب او باالسان علی احد من اولیاء اللہ تعالی الذین ہم العلماء العاملون فهو کفر صریح والمنکر کافر باجماع المسلمین علی مقتضی جمیع مذاهب اهل الاسلام لانه انکر دین الاسلام والشریعة المحمدیه وهو لا یصرف انه انکر ذالک بجهله وغباوته بل یظن انه انما انکر اسرا باطلا و فعلا قبیحا تصوره نفسه و حکم بانه فعل ذالک الولی او قوله فحکم بسببه علی ذالک الولی بانه لیس بولی وانه فاسق او کافر او زندیق او ملحد والولی فی حقیقته امره من حیث یعلمه اللہ منه بری من جمیع مااعتقده فیه ذالک المنکر و عمله ذالک الذی انکره علیه وقوله ذالک الذی انکره علیه ایضا لیس شئی منهما

باطلا فی الشریعۃ والاکفراً ولا الحاداًوالزندیقۃ بل ذالک الفعل
طاعتہ وقربتہ الی اللہ تعالی وذالک القول قول حق وصواب وھو
محض ایمان و حقیقتہ معرفتہ ولایقان ولکن سماہ ذالک
المنکر کفراًاوالحاداًاو زندقتہ لمحض جہلہ وعنادہ و عدم اعترافہ
بالقصور عن علوم الاولیاء و معارف الصدیقین و عدم احساسہ
بطمس بصیرتہ و عمی قلبہ (الی ان قال) و حیث کان حکم
المنکر علی اولیاء اللہ ھو الکفر فیترتب علی ذالک مایترتب
علی الکفر من احکام شرالعیۃ کفسخ النکاح والاستتابہ وا
حراق الاوان اصر و کذالک بقیہ احکام المرتد

ترجمہ۔

اور حاصل کلام یہ ہے کہ کسی بھی ولی کی ولایت کا انکار دل سے یا زبان سے یہ کفر صریح ہے اور انکار کرنے والا کافر ہے تمام اہل اسلام کے اجماع سے تمام مذاہب اھل اسلام کے مقتضی کے مطابق کیونکہ اس نے دین اسلام اور شریعتہ محمدیہ کا انکار کیا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ اس نے دین اور شریعت کا انکار کیا ہے کیونکہ وہ جاہل اور غبی ہے بلکہ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے ایک باطل چیز اور فعل قبیح کا انکار کیا ہے یہ اس کا اپنا تصور ہے اور حکم لگاتا ہے کہ اس ولی کا فعل ہے یا اس کا قول ہے اس کی وجہ سے اس ولی پر یہ حکم لگایا ہے کہ یہ ولی ہی نہیں ہے اور یہ کہ وہ فاسق ہے یا کافر ہے یا ملحد یا زندیق ہے حالانکہ ولی حقیقتہ ان تمام چیزوں سے بری ہے جو اس نے اس ولی میں سمجھ رکھی ہیں نہ اس ولی کا قول باطل ہے نہ فعل نہ کفر ہے نہ الحاد نہ زندقہ ہے بلکہ یہ فعل حقیقت میں طاعت اور قربت الی اللہ ہے اور یہ قول حق و صواب اور محض ایمان اور حقیقت معرفت وایقان ہے لیکن یہ منکر اس کا نام کفر اور الحاد و زندقہ رکھتا ہے

جہالت اور عناد کی وجہ سے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یہ اولیاء کرام کے علوم اور صدیقین کے معارف سمجھنے سے قاصر ہونے کا اعتراف نہیں کرتا اور اس وجہ سے بھی کہ اس کو اپنی بصیرت کے مٹ جانے اور دل کے اندھا پن کا احساس نہیں رہا اور اس وجہ سے بھی کہ یہ اولیاء اکرام کے مدارک اور ان کے اسرار اور لمحات انوار کے کشف کے ادراک سے اس کا دل اندھا ہو چکا ہے جس کا اس کو احساس بھی نہیں ہے یہ منکر کفر وضلال الحاد و زندقہ کی وادیوں میں پلٹے لگا رہا ہے اور عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ وہ ایمان و طاعۃ اور لوگوں کے ارشاد اور لوگوں کو خطاء اور ضلالت سے بچا رہا ہے اور نصیحت و ہدایت دے رہا ہے مگر اس کو یہ شعور ہی نہیں ہے کہ وہ خود کفر و ضلال میں مبتلا ہے یہاں تک فرمایا علامہ نابلسی نے کہ جہاں منکر ولی کا حکم کفر ہو گا تو وہاں کفر پر احکام شریعت کا ترتب بھی ہو گا مثلاً نکاح کا فسخ ہونا اور توبہ کا مطالبہ اور واجب القتل ہونا اگر وہ اپنے کفر پر اصرار کرے۔ اسی طرح باقی احکام مرتد کے بھی لاگو ہوں گے یہ سب کچھ تب ہو گا جب ہمیں تحقیق سے ثابت ہو جائے کہ یہ قباحتیں اس میں موجود ہیں اور ہم اس پر قادر بھی ہوں ملاحظہ ہو

"الحدیقتہ الندیہ شرح الطریقہ المحمدیہ"۔ جلد اول صفحہ ۲۴۱ تا ۹۴۳

اس عبارت کا ایک ایک لفظ پیر محمد نام نہاد چشتی پر بالکل فٹ اور صادق آتا ہے اس نے ایک ایسے ولی کامل و اکمل کی ولایت کا انکار بھی کیا ہے اور ان کی شان میں گستاخی کا ارتکاب بھی کیا ہے جس کو دیکھ کر خدا اور خدا کے رسول کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جو اس حدیث پاک کا کامل مصداق ہیں کہ اذا رؤا ذکر اللہ کہ جب ان کو دیکھا جائے تو خدا یاد آتا ہے اس عبارت کے ایک ایک لفظ پر غور کریں ایک ایک جملے پر غور کریں تو حقیقت واضح ہو جائے گی کہ شان اولیاء میں گستاخیاں کرنے والا انکو کافر یا گمراہ قرار دینے والا ہوتا تو خود کافر و گمراہ ہے مگر اس کو اپنے کافر

اور گمراہ بے دین ہونے کا شعور باقی نہیں رہتا اس کی بصیرت ختم ہو گئی ہوتی ہے اس کا دل اندھا ہو گیا ہوتا ہے وہ ولی کو بھی کافر و فاسق ہی سمجھتا ہے یہی اس کی سیاہ بختی ہوتی ہے علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ الرحمہ کی اس عبارۃ میں بہت سے جملے قابل غور ہیں مگر یہ جملہ کہ ولی کی ولایت کا انکار دل سے ہو یا زبان سے کفر صریح ہے اور منکر باجماع المسلمین کافر ہے تمام مذاہب اسلام کے مطابق اور یہ کہ جمہور کے نزدیک اولیاء اور علماء عاملین سے عداوت بھی کفر ہے

اس پیر محمد اور اس کی حمایت کرنے والے علماء سوء اور مفتیان دجل و فریب خود غور کریں کہ وہ کس کی حمایت کر رہے ہیں دشمن اولیاء کی۔ کیا ایسا کر کے وہ خود اولیا کرام کے دشمنوں کے زمرہ میں داخل نہیں ہو رہے پیر محمد اور اس کے حامیوں کو چاہئے کہ وہ ایک ولی کامل و اکمل کی دشمنی سے توبہ کریں اور اپنی عاقبت کو تباہی سے بچائیں۔یہ نصیحت ہمارا فرض ہے تم مانو یا نہ مانو

قارئین محترم

پیر محمد نے اپنے مجموعہ خرافات کے صفحہ ۷ میں جواب بقدر جواب کے عنوان میں ایک یہ بات کہی ہے کہ فرقہ سیفیہ کا بانی پیر سیف الرحمان نے اپنی کتاب میں (یعنی ھدایتہ السالکین) میں میری تکفیر کرنے کے ساتھ ساتھ ہر اس مسلمان کو بھی کافر و زندیق و ملحد کہا ہے جو اس کو یا اس کے کسی مرید و خلیفہ کو اولیاء اللہ تسلیم نہ کرے اور اپنے ہر جائز و ناجائز عقیدہ و عمل کرتب و شعبدہ بازی کو عین شریعت قرار دیا اور اپنے اوپر اعتراض کرنے والے اور غیر شرعی حرکت پر گرفت کرنے والے کو کافر و زندیق کہا ہے

جواباً گذارش ہے کہ فرقہ سیفیہ کی کوئی حقیقت نہیں یہ محض ضد اور دشمنی کی بنا پر سیفیوں کو فرقہ سیفیہ قرار دیتا ہے یہ ایسا ہی ہے جیسے حنفیوں کو فرقہ حنفیہ کہا گیا ہے یا فرقہ

مرجسہ کہا گیا ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا علیہ الرحمتہ کے ماننے
والے سنی حنفیوں کو دیوبندیوں اور وھابیوں نے فرقہ بریلویہ مشہور کرر کھا ہے حالانکہ فرقہ
بریلویہ کا کوئی وجود نہیں ہے بریلوی کہلانا نہ مذھب ہے نہ فرقہ ہے علاقائی یا شخصی نسبت ہے
اسی طرح سیفی نہ کوئی جدید مذھب ہے نہ فرقہ۔ یہ بھی مقدس و بابرکت نسبت ہے یعنی شخصی
نسبت ہے بہرحال یہ شرم کی بات ہے اور پیر محمد کیلئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کیا وہ اپنے آپ
کو فرقہ بریلویہ کہلانا پسند کرتا ہے کیا یہ کہنا صحیح ہے اگر یہ صحیح نہیں تو پھر سیفیوں کو فرقہ سیفیہ
کہنا کہاں کا انصاف ہے نیز یہ کہنا کہ پیر صاحب نے ہر اس مسلمان کو بھی کافر و زندیق و ملحد کہا
ہے جو اس کو یا اس کے کسی مرید و خلیفہ کو اولیاء اللہ تسلیم نہیں کرتا۔ الخ

و اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سفید جھوٹ ہے آپ نے نہ یہ اپنے بارے میں فرمایا ہے نہ
اپنے کسی خلیفہ کے متعلق فرمایا ہے آپ نے صرف یہ لکھا ہے کہ ولی کی ولایت کا انکار کفر ہے
اور یہ بھی آپ نے اپنی طرف سے نہیں فرمایا بلکہ علامہ عبدالغنی نابلسی سے نقل فرمایا ہے جو
رائے آپ کی ہے وہی رائے علامہ نابلسی کی ہے نیز آپ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرا ہر
جائز و ناجائز عقیدہ و عمل عین شریعت ہے اور نہ آپ نے کسی جگہ یہ فرمایا ہے کہ مجھ پر
اعتراض کرنے والا اور میری کسی غیر شرعی حرکت پر گرفت کرنے والا کافر کہ مجھ پر اعتراض
کرنے والا اور میری کسی غیر شرعی حرکت پر گرفت کرنے والا کافر و زندیق ہے محض
ں اعتراض و گرفت کی وجہ سے اگر بعینہ یہ عبارت ھدایۃ السالکین سے کوئی شخص نکال کر
لھائے یا پیر محمد دکھائے تو ہم سے انعام لینے کا حقدار ہے کیا ہمت ہے کیا حوصلہ ہے مریدان

بنے

نہ خنجر اٹھیگا نہ تلوار ان سے۔
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اور یہ بھی آپ نے کہیں نہیں فرمایا کہ میرے کسی مرید و خلیفہ کو ولی نہ ماننے والا کافر و زندیق ہے ایسی عبارت بعینہ کتاب سے دکھانے والا بھی انعام کا حقدار ہو گا ایسے جھوٹ بول کر کیوں اپنی عاقبت کو برباد کرنے پر تلے ہوئے ہو کیوں اپنی عاقبت کے دشمن بن گئے ہو جھوٹ بولنا چھوڑ دو ورنہ لعنتہ اللہ علی الکاذبین کی تختی لکھوا کر گلے میں ڈال لو تاکہ لوگوں کو پتہ تو چلے کہ لعنتی ایسے ہوتے ہیں

اس عنوان مذکورہ بالا جواب بقدر جواب صفحہ ۷ میں پیر محمد لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے غلیظ و غیر اسلامی عقائد اور تمام مکاتب فکر اھل اسلام سے جداگانہ جدید نظریات کا اعتراف و اقرار کتابی صورت میں ظاہر کیا ہے۔

جواب الجواب یہ ہے کہ کسی معتبر کتاب کے حوالے سے یہ ثابت کرو کہ پیر صاحب نے فلاں نظریہ یا فلاں عقیدہ تمام اھل اسلام کے برعکس نکالا ہے اور یہ جدید ہے۔ کتب متقدمین و متاخرین میں موجود نہیں ہے اگر پیر محمد کی مراد اللہ تعالی سے ہونے اور مخلوق سے نہ ہونے کے یقین کا مسئلہ ہے تو پھر اس کو تو آپ خود بھی بظاہر غیر اسلامی اکابرین اسلام کی تشریحات کے خلاف شان الوھیت کی توہین و تنقیص کو متلزم اور اللہ تعالی کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے خلاف اور اللہ تعالی کے اوصاف سلبیہ سے بظاہر انکار باعث تخریب عقیدہ عوام اور موہم کفر عقیدہ شعیہ بدعیہ اور غیر اسلامی تبلیغ قرار دے چکے ہو ملاحظہ فرمائیں اپنی مجموعہ خرافات الجراحات کا صفحہ ۳۶

حکم شرعی ظاہر پر لاگو ہوتا ہے اور تم تسلیم کر چکے ہو کہ اللہ تعالی سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین ظاہری طور پر غیر اسلامی بھی ہیں اور اکابرین اسلام کی تشریحات کے بھی خلاف ہیں شان الوھیت کی توھین و تنقیص کو متلزم بھی ہیں اور اللہ تعالی کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے بھی خلاف ہیں اور یہ کہ اللہ تعالی کے اوصاف سلبیہ سے ظاہری

طور پر انکار بھی ہے اور عوام کے عقیدہ کی تخریب کا باعث بھی ہے اور عقیدہ شعیہ بدعیہ اور موہم کفر بھی اور غیر اسلامی تبلیغ بھی ہے

حیرت کا مقام ہے کہ ایک طرف تو پیر محمد ان دونوں جملوں کو ظاہری طور پر موہم کفر بھی مانتا ہے اور شان الوھیت کی توہین و تنقیص کو مستلزم بھی مانتا ہے اور اللہ تعالی کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے خلاف بھی مانتا ہے یہ بھی مانتا ہے کہ یہ اللہ تعالی کے اوصاف سلبیہ سے ظاہری طور پر انکار بھی ہے پھر یہ بھی کہتا ہے کہ انکے معانی میں کثیر احتمالات موجود ہیں حضرت اگر بظاہر غیر اسلامی ہیں شان الوھیت کی توہین و تنقیص کو مستلزم ہیں۔ الخ تو پھر ان میں ایمانی معنی یا اسلامی معنی کے احتمال کا کیا معنی ہے جب بظاہر تم نے ان کو غلط مانا ہے تو اب یہ صریح ہوئے اپنے مفہوم میں نہ کہ کنایہ اور جب یہ کنایہ نہیں اور یقیناً نہیں تمہیں بھی تسلیم ہے تو پھر ان میں احتمالات نکالنا کہاں کی عقلمندی ہے کیا یہ تضاد بیانی نہیں ایک طرف ظاہر المراد مانتے ہو یعنی غیر کنایہ قرار دیتے ہیں دوسری طرف کئی معانی کے احتمالات بیان کرتے ہو کیا یہ تضاد نہیں پھر کمال تعجب کی بات ہے کہ جب یہ جملے تمہارے نزدیک غیر اسلامی بھی ہیں شان الوھیت کی توہین و تنقیص بھی ہیں۔ الخ تو پھر حضور قبلہ پیر صاحب سے اختلاف و نزاع کی کیا وجہ باقی رہتی ہے اس مسئلہ میں تو تم نے حضرت پیر صاحب کا موقف و نظریہ خود بھی تسلیم کرلیا ہے پھر اعتراض اور گرفت کیسی اور کیونکر۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ "دروغ گو را حافظہ نہ باشد" اور پیر محمد اس کا کامل مصداق ہے

الغرض الجراحات کے صفحہ ۷ اور صفحہ ۳۶ کی عبارات باہم متضاد بھی ہیں اور صفحہ ۳۶ کی عبارت میں پیر محمد نے حضرت قبلہ عالم کے موقف کو تسلیم بھی کرلیا ہے پھر پیر محمد نے نہ معلوم اس کو اپنی انا کا مسئلہ کیوں بنالیا ہے حق تو یہ ہے کہ پیر محمد رائیونڈیوں کے مرکزی امیروں کی طرف سے کلمہ طیبہ کے مقصد کے حوالے سے مذکورہ دونوں جملوں کو جب بظاہر یعنی ظاہری

مور پر غیر اسلامی اور اکابرین اسلام کی تشریحات کے خلاف مان رہا ہے اور شان الوہیت کی توہین و تنقیص کو مستلزم بھی قرار دے رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات وافعال پر ایمان کے خلاف بھی کہہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ سے بظاہر انکار بھی ٹھہراتا ہے اور موہم کفر بھی اور باعث تخریب عقیدہ عوام بھی مانتا ہے عقیدہ شعیہ بدعیہ بھی مانتا ہے اور اس کو غیر اسلامی تبلیغ بھی مان رہا ہے پھر توبہ کرنے سے دیر کیوں کرتا ہے فوراً توبہ کرنی اس پر لازم ہے کیونکہ یہ سب کچھ مانکر پھر بھی کفر قرار نہ دینا خود کفر ہے اور کفر سے توبہ لازم ہے حیرت ہے ان علماء پر جو اس کے باوجود بھی پیر محمد کی حمایت کرتے ہیں اور حضرت پیر لاثانی قیوم زمانی مظہر مجدد الف ثانی کی مخالفت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے آمین

قارئین کرام۔پیر محمد کی عیاری و مکاری

پیر محمد صاحب بہادر نے بزعم خویش بڑی تلوار ماری ہے کہ رائے ونڈیوں کے امیروں کے کلمہ طیبہ کے مقصد کے حوالہ سے مذکورہ بالا دونوں جملوں کے متعلق لکھتا ہے کہ ان جملوں کے اندر جائز معانی کا احتمال بھی موجود ہے اس لئے ان جملوں کو کفریہ قرار نہیں دے سکتے اس کے بعد پانچ عدد احتمالات نکالتا اور بیان کرتا ہے ملاحظہ کریں الجراحات کا صفحہ ۳۶ ۔ ۳۹ جواباً عرض ہے کہ احتمال ہمیشہ کنایہ میں ہوتا ہے اور یہ متنازعہ جملے اپنے مفہوم میں صریح ہیں کنایہ نہیں اور ضد اور تعصب اور عناد کی وجہ سے انکو کنایہ یا مجمل قرار دینا ایسا ہی ہے جیسے بعض اکابر دیوبندی کی کفری عبارات کو علمائے دیوبند کنایہ قرار دے کر ان کی تاویلات فاسدہ کرتے ہیں اور ایک ایک عبارت کی متعدد توجیہات کرتے ہیں اور ہر عبارت میں متعدد احتمالات نکالتے ہیں مگر علمائے اہلسنت حنفی بریلوی کے اکابرین نے ان کی توجیہات و تاویلات اور احتمالات و تشریحات کو ہرگز قبول نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ ان کی عبارات اپنے مفہوم میں صریح اور واضح

ہیں اس لئے ان کی تاویلات کرنا توجیہات کرنا احتمالات نکالنا بجائے خود کفر ہے اسلئے پیر محمد کی پیش کردہ تاویلات اور توجیہات و احتمالات بھی اس نوعیت کی ہیں۔

کتب اصول فقہ میں صریح اور کنایہ کی بحث مفصل موجود ہے کنایہ کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ مااشتر المرادیہ یعنی کنایہ کا مرادی معنی مستور وچھپا ہوا ہوتا ہے اور صریح کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ ماظھر المرادیہ یعنی جس کا معنی ظاہر ہو وہ صریح ہے پھر صریح کا حکم بھی کتب اصول اور فقہ میں مثلاً اصول شاشی و دیگر کتب معتبرہ میں اور فقہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ صریح نیت کا محتاج نہیں ہوتا ملاحظہ اصول شاشی اور ہدایہ مطلب یہ ہے کہ صریح کلمہ یا جملہ چونکہ اپنے مفہوم میں ظاہر ہوتا ہے اس لئے وہ نیت کا محتاج نہیں ہوتا لہذا ہم کہتے ہیں کہ متنازعہ دونوں جملے اپنے مفہوم میں ظاہر ہیں نہ کنایہ ہیں اور نہ مجمل اس لئے ان کا ظاہری معنی ہی مراد ہوگا لاغیر اور ان جملوں کا ظاہر المراد ہونا خود پیر محمد نے بھی تسلیم کرلیا ہے ملاحظہ ہو الجراحات کا صفحہ ۳۶ کی منقولہ بالا عبارت اور صفحہ ۳۷ کی یہ عبارت کہ "دونوں جملے غیر اسلامی تبلیغ شان الوھیت کی بابت طریقہ تبلیغ پیغمبران علیہم السلام کے خلاف اور موہم کفر وغیرہ معانی قبیحہ و شنیعہ و کفریہ"۔الخ

اس عبارۃ میں ان جملوں کو غیر اسلامی شان الوھیت کی بابت پیغمبران علیہم اسلام کے طریقہ کے خلاف اور کفریہ تسلیم کرتا ہے صفحہ ۳۶ میں بظاہر کے الفاظ خود لکھتا ہے اگر یہ جملے ظاہر المراد نہ ہوتے تو پیر محمد خود یہ نہ لکھتا کہ یہ بظاہر کفریہ ہیں اور شان الوھیت کی توہین و تنقیص کو مستلزم ہیں اور اوصاف سلبیہ کا بظاہر انکار ہے ان کی عبارات نے متعین کردیا ہے کہ درحقیقت ان کے اپنے نزدیک بھی یہ جملے کفریہ ہیں اور کافرانہ ہیں مگر برا ہو تعصب اور عناد کا جو حق کا اقرار کرکے توبہ کرنے سے آڑے آجاتا ہے اگر یہاں احتمالات اور تاویلات نکالتے ہو تو پھر عبارات اکابر دیوبند میں علمائے دیوبند کی تاویلات و احتمالات کو کیوں معتبر نہیں مانتے

فما هو جوابکم فهو جوابنا

صفحہ ۳۸ پر پیر محمد لکھتا ہے کہ رائیونڈیوں کی طرف سے مذکورہ دونوں اختراعی و مجمل جملے کافی سے زیادہ غیر اسلامی اور کفری معنوں کو شامل ہیں اس عبارت میں بھی پیر محمد نے ان جملوں کو کافی معانی کفریہ پر مشتمل مانا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی گپ لگاتا ہے کہ یہ جملے مجمل ہیں اور بے شمار شرعی و جائز معنوں کو بھی شامل ہیں اس کے متعلق ہم اس کی اپنی قلم سے ان جملوں کا صریح اور ظاہر المراد ہونا ثابت کر چکے ہیں اس لئے مجمل پر مزید بحث نہیں کرتے کیونکہ اختصار ملحوظ ہے

ہم نے ان صفحات میں ثابت کر دیا ہے کہ پیر محمد نے متنازعہ دو عدد جملوں کو غیر کفری ثابت کرنے کے لئے جو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر پانچ عدد تاویلات و احتمالات نکالے تھے وہ تاویلات قابل قبول نہیں اور وہ احتمالات بھی ان جملوں میں نکالنا باطل و مردود ہے (فللہ الحمد علی ذالک)

پیر محمد کا سفید جھوٹ

قارئین کرام پیر محمد اپنی مجموعہ خرافات الجرحات کے صفحہ ۳۸ و صفحہ ۳۹ میں وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر ۲ کے عنوان میں لکھتا ہے لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمان) تمام مسلمانوں کی اس مسلمہ اعتقادی روش کے خلاف مسائل اعتقادیہ ضروریہ جو قطعی الثبوۃ ودلالۃ نصوص سے ثابت ہیں جیسے مسئلہ توحید و رسالت بعث بعد الموت جنت و دوزخ پل صراط وزن اعمال حتی کے سورہ اخلاص کے مدلول و منطوق شان الوہیت کی بابت اعتقادیات خمسہ یعنی اللہ تعالی کی احدیت حمدیت عدم والدیت عدم مولودیت عدم کفاءۃ میں بھی اپنے آپ کو حنفیہ کا مقلد کہتا ہے بلکہ اٹھتے بیٹھتے اس قسم کے غیر اسلامی عقیدہ کی تبلیغ کر کے خلق خدا کو گمراہ

کرتا ہے

جواب الجواب

قارئین کرام قرآن کریم میں خالق و مالک نے متعدد مقامات میں لعنت اللہ علی الکاذبین فرمایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا کامل ترین مصداق اس زمانے میں مولوی پیر محمد ہے مولوی صاحب تم نے حضرت اخوندزادہ صاحب دامت برکاتہم کی طرف اس عبارت منقولہ میں جن نظریات کی نسبت کی ہے اور دعوی کیا ہے کہ وہ مذکورہ بالا امور میں امام ابو حنیفہ کی تقلید کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی تقلید کی تبلیغ کرتے ہیں تمہاری ذمہ داری تھی کہ تم اس کے ثبوت کے لئے حضرت صاحب کی کسی کتاب کا بقید صفحات حوالہ دیتے یا آپ کے کسی خط کا حوالہ دیتے تم نے صفحہ ۳۸۔۳۹ میں یہ اپنا دعوی تو پیش کیا مگر اس پر کوئی حوالہ بطور ثبوت نہیں دیا ہے یہ تمہارے تمام اکاذیب اور جھوٹوں کا سردار جھوٹ ہے اگر آپ اپنے اس دعوی میں سچے ہیں تو آپ کی کسی کتاب کا بقید حوالا دیں ورنہ ہم تم کو امام الکاذبین قرار دینے پر مجبور ہوں گے

پیر محمد جہالت کا شاہکار

قارئین محترم۔ پیر محمد مجموعہ خرافات الجراحات کے صفحہ ۳۹۔۴۰ میں وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر ۳ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ رائیونڈیہ کے مرکزی امیروں کی طرف سے کلمہ طیبہ کے مقصد کے نام پر اللہ تعالی سے ہونے کا یقین اور اللہ تعالی کے امر کے بغیر مخلوق سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین ہونا۔ چاہئے کہ اختراعی و بدعی اور موہم کفر عبارت کی شرعی گرفت کر کے اپنی ناصحانہ و مبلغانہ طبیعت کے مطابق رائیونڈ جماعۃ کے امیروں کی اصلاح کی غرض سے ان کی غلط و غیر اسلامی عبارت کی بجائے شان الوھیت کی بابت اسلامی عقیدہ کی تلخیص و

مختصر ترین عبارت اپنے مقالہ الاستفتاء کے اندر میں اس نے اس طرح لکھی تھی قارئین محترم اس عبارت میں بھی پیر محمد نے متنازعہ جملوں کو اختراعی و بدعی موھم کفر غلط اور غیر اسلامی تسلیم کیا ہے پھر بھی تاویلات کرتا ہے اور احتمالات نکالتا ہے شرم تم کو مگر نہیں آتی

آگے لکھتا ہے کہ۔ اللہ تعالی سے اس کی شان اقدس کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اور اللہ تعالی کی شان کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین کرنا اسلامی عقیدہ ہے یعنی جتنے کام اللہ تعالی کی شان اقدس کیلئے مناسب ہیں ان سب کا اللہ تعالی سے ہونے کا یقین و عقیدہ کرنا چاہئے کہ اللہ تعالی اپنی شان و ذات کے مناسب سب کچھ کرتا ہے مثلاً کسی کو زندگی دنیا موت دینا عزت دینا ذلت دینا بادشاہ بنانا بادشاہی سے معزول کرنا کسی کو بخشنا اور کسی کو عذاب دینا۔ الخ

(الی ان قال) علی ھذا القیاس بے شمار غیر متناہی امور ایسے ہیں جو اللہ تعالی کی شان کے شایان اور اس کی ذات اقدس کے مناسب ہونے کی بنا پر اللہ تعالی سے ان کے ہونے کا ہر مومن و مسلمان کا عقیدہ و یقین ہے اور عالم اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے جس کا منکر ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ ولی اللہ بن جائے اس عبارت اور اس کے بعد کے چند جملے مجموعہ خرافات موسومہ بالجراحات کے صفحہ ۳۹۔ ۴۰ میں لکھنے کے بعد کہتا ہے کہ لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمان) اپنے مریدوں میں بیٹھ کر الاستفتاء میں میری اس عبارۃ و عقیدہ (اللہ تعالی سے اس کی شان اقدس کے لائق سب کچھ ہونے کا عقیدہ و یقین) ہے اور اللہ تعالی سے اس کی شان کے خلاف کچھ بھی نہ ہونے کا عقیدہ و یقین ضروری ہے کو کفریہ عقیدہ قرار دے کر نہ صرف اپنے آپ کو کبیرہ گناہ میں مبتلا کیا۔ الخ صفحہ ۴۰ (العیاذ باللہ تعالی منہ)

جواب الجواب

یہ تمام باتیں بے موقعہ اور بے محل ہیں جب متنازعہ دونوں جملے اپنے مفہوم میں صریح

اور واضح ہیں تو پھر الاستفتاء میں مذکورہ تشریحات و تاویلات سرے سے باطل ہیں یعنی یہ تاویلات اس عبارت میں نکالنا غلط ہے کیونکہ صریح میں تاویل کرنا بجائے خود کفر ہے ملاحظہ ہو "الحق المبین" صفحہ ۲۵۲۔ ۲۵۳ مولفہ امام اہلسنت غزالی زمان رازئی دوراں بیہقی وقت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ مشمولہ مقالات کاظمی صفحہ ۲۵۲۔ ۲۵۰ اور ملاحظہ ہو اکفار الملحدین صفحہ ۲۷ مولف انور شاہ کشمیری جو لکھتے ہیں کہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل یعنی صریح لفظ میں تاویل قبول نہیں کی جاتی

پیر محمد تمہیں یہ حق کس نے دیا ہے کہ ایسی عبارات میں ازخود تاویلات اور احتمالات نکال کر ایسی عبارات کو اسلامی بناؤ جن کو خود صفحہ ۳۷۔ ۳۶ پر کفری اور توہین الوہیت و تنقیص الوہیت کو متلزم اور غیر اسلامی وغیرہ قرار دے چکے ہو رہا مسئلہ لفظ شان کا اس کے متعلق بحث کا جواب یہ ہے کہ حضور قبلہ عالم نے ہدایتہ السالکین کے صفحہ ۳ سے صفحہ ۶۲ تک کسب اور اکتساب اور لفظ شان کے متعلق نہایت تفصیلی بحث کی ہے جو شاید پیر محمد سمجھنے سے قاصر رہا ہے اگر سمجھ گیا ہوتا تو ضرور توبہ کرلیتا یا پھر تعصب و عناد کا شکار ہو کر متجاہل بن گیا ہے اس بحث میں حضور قبلہ عالم نے بے شمار مفسرین اور محدثین کے حوالہ جات اور عبارات بھی نقل فرمائی ہیں جن کو نقل کرنے سے مضمون طویل ہو جائے گا اس لئے ہم خلاصہ عرض کرتے ہیں کہ حضور قبلہ عالم نے ہونے اور کرنے کا ایک ہی مادہ قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ کرنا مصدر معلوم ہے جبکہ ہونا مصدر مجہول ہے اور ہونا اور کرنا دونوں کسب ہیں اور کسب کی نسبت خدا کی طرف کرنا اسلامی عقیدہ نہیں ہے بلکہ یہ جبریہ کا عقیدہ ہے اور خدا کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کفر ہے اس پر آپ نے متعدد آیات متعدد حوالہ جات پیش فرمائے ہیں اسی طرح اکتساب کی نسبت بھی خدا کی طرف کرنا کفر ہے اور کسب و اکتساب سے کسی صورت بھی خدا تعالیٰ متصف نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ یہ صفت بھی حادث ہے اور قیام پذیر بھی

حادث کے ساتھ ہوتا ہے اور ذات باری تعالیٰ محل حوادث نہیں ہے

اور یہ کہ شان اللہ تعالیٰ کے مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے اور صفت خالقیت صفات خداوندی میں سے ایک صفت ہے ذات کے مراتب ذات میں سے نہیں ہے بلکہ صفات کے مراتب سے ہے اور کسب نہ شان کے ساتھ قیام پذیر ہے نہ صفت خالقیت کے ساتھ اور نہ ہی دوسری صفات خداوندی کے ساتھ ورنہ بصورت دیگر حادث کا قدیم یا قدیم کا حادث ہونا لازم آئے گا جو یقیناً کفر ہے

مگر پیر محمد نے کسب کو شان خداوندی کی صفت ٹھہرایا تو اس صورت میں صفت خالقیت اور صفت تکوین کا انکار لازم آتا ہے اور الحاد فی اسماء اللہ بھی لازم آتا ہے اور یہ بھی کفر ہے قرآن میں ہے وذر والذین یلحدون فی اسمائہ القرآن۔ کفار ہی کے حق میں نازل ہوئی ہے اور بعض کے نزدیک شان خداوندی صفات فعلیہ میں سے ہے لیکن حضرت مجدد الف ثانی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے اور اسماء صفات کے مرتبہ سے مافوق ہے البتہ شان خداوندی بالاتفاق قدیم ہے اس پوری بحث کا جواب پیر محمد نہیں دے سکا البتہ اپنی عبارات میں لفظ شان کی بحث میں شان ۔ بمعنی مناسب بالائق کرتا ہے اور بندہ کے خیال میں شان بایں معنی استعمال کرنا درست ہے خود حضرت صاحب کے ھدایۃ السالکین کے صفحہ ۲۷ کی پہلی سطر میں اردو ترجمہ میں لکھا ہے کہ امام ربانی کی عبارت کے ترجمہ میں کہ۔

(یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے) اس خط کشیدہ عبارت میں یعنی پہلے بندہ کو مجبور کرے پھر عذاب دے یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اس کے معنی کے لحاظ سے کوئی نزاع نہیں ہے نزاع صرف اس بات میں ہے کہ شان خداوندی کو کسب و اکتساب کا متعلق بنایا جائے اس کو حضور قبلہ عالم کفر قرار دیتے ہیں جبکہ پیر محمد کسب و اکتساب کو شان خداوند سے متعلق مانتا ہے اور یہ کہ حضور قبلہ عالم نے ہدایۃ السالکین کے صفحہ

۳۲ میں لکھا ہے کہ پیر محمد نے بندہ کے حقیقتہ فاعل اور کاسب ہونے کا انکار کیا ہے دوران بحث اور اس کو مجاز فاعل قرار دیا ہے جیسا کہ یہ جبریہ کا عقیدہ ہے یعنی بندے کو مجبور محض ماننا اور اللہ تعالی کو اعمال کا کاسب ٹھہرانا کفر ہے اور باطل ہے تو پیر محمد نے کہا کہ میرا تو یہ عقیدہ ہے۔ اگر اس عقیدہ سے کوئی کافر ہوتا ہے تو میں اول کافر ہوں تین بار یہ کلمات دہرائے پھر حضرت صاحب نے فرمایا اگر تیرا یہی عقیدہ ہے تو پھر تم اپنے اقرار کے مطابق کافر ہو اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صاحب نے اولاً اس کی تکفیر نہیں فرمائی بلکہ جب اس نے خود تین بار اپنے کافر ہونے کا اعلان کیا تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم اپنے اقرار کی وجہ سے یا اقرار کے مطابق کافر ہو معلوم ہوا کہ پیر محمد کا یہ پروپیگنڈا کرنا کہ پیر صاحب نے مجھے کافر کہا اور میرے کفر کا فتوی دیا ہے اور میری تکفیر کی ہے یہ عوام اور علماء کو دھوکہ دیا ہے اور تلبیسانہ کاروائی ہے پہلے خود ضد میں آکر اپنے آپ کو کافر قرار دیتا ہے اور شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو کافر کہے کفر کا اقرار کرے وہ کافر ہو جاتا ہے اس میں حضرت صاحب کا کیا قصور ہے کفر کا اقرار بھی کفر ہے جیسا کتب فتاوی میں مرقوم ہے

جیسا پیر محمد نے اپنے مجموعہ خرافات الجراحات کے صفحہ ۴۰ میں یہ لکھا اور اقرار کیا ہے کہ کاسبیت یعنی کاسب ہونا۔الخ

اس قسم کے بے شمار کام ایسے ہیں جو مخلوق کی شان کے شایان و مناسب و صفات محمودہ ہونے کے باوجود اللہ رب العالمین کی شان میں نامناسب و عیب و نقصان ہونے کی بناء پر ہر مومن مسلمان اس قسم کی چیزوں کے اللہ تعالی سے نہ ہونے کا عقیدہ و یقین رکھتا ہے اور یہ عالم اسلام کا اجتماعی و قطعی عقیدہ ہے الخ

اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر محمد اللہ تعالی کو کاسب نہیں مانتا مگر حضرت صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۲ پر یہ لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف کسب کی نسبت کرتا

ہے اور اللہ تعالیٰ کو کاسب مانتا ہے جب وہ خود کاسب یعنی کاسب ہونے کی نفی کرتا ہے تو پھر وہ کافر کیسے ہوا

جواب یہ ہے کہ پیر محمد قابل اعتبار آدمی نہیں ہے یہ پینترے بدلنے کا عادی ہے پچاس آدمیوں میں بیٹھ کر کہتا ہے کہ قرآن کریم میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں کسب کی نسبت بندے کی طرف کی گئی ہو مگر بعد میں وہ مفتی عبدالقیوم صاحب اور مولوی فضل سبحان صاحب کے سامنے انکار کر گیا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی ہو سکتا ہے بلکہ یقینی بات ہے بوقت مباحثہ اس نے اللہ تعالیٰ کو کاسب ٹھہرایا ہو مگر اب حضرت صاحب اور دیگر علماء کی گرفت سے بچنے کیلئے اپنی اب لکھی گئی کتاب میں صفحہ ۳۲ پر اللہ تعالیٰ سے کاسب یعنی کاسب ہونے سے انکار کر گیا ہے یہ حیلہ سازی ہے حضرت صاحب کو اس کے متعلق غلط بیانی کی کیا ضرورت ہے پھر حضرت صاحب بوقت مباحثہ اکیلے نہ تھے بلکہ متعدد علماء و دیگر حضرات بھی موجود تھے خود اس ناچیز کے سامنے اور مفتی عبدالقیوم صاحب اور مولوی فضل سبحان صاحب کے سامنے متعدد افراد نے شہادت دی تھی کہ پیر محمد نے واقعی بندے کے کاسب ہونے کا انکار کیا ہے یعنی یہ کہا ہے کہ بندے کے کسب کے متعلق قرآن میں ایک آیت بھی موجود نہیں ہے اب اگر علماء کی گرفت سے بچنے کی خاطر ایسا انکار کرتا ہے تو یہ اعلانیہ توبہ کرے اور خدا سے معافی مانگے کیونکہ اس نے متعدد آیات قرآنیہ کا صریح انکار کیا تھا ایک آیت قرآنیہ کا انکار کفر ہے تو متعدد آیات کا انکار یقیناً کفر ہے پھر یہاں لزوم کفر ہی نہیں بلکہ التزام کفر ہے اور التزام کفر کفر ہے یہ وہ ٹھوس حقیقت ہے جس کا انکار کوئی عالم دین نہیں کرتا

پیر محمد کا تجاہل عارفانہ

قارئین کرام پیر محمد اپنی کتاب کے مجموعہ خرافات مسماہ الجراحات کے صفحہ ۴۰ میں

بعنوان وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر ۴ میں لکھتا ہے کہ لفظ شان چاہے عربی ہونے کی حیثیت سے ہو یا عجمی اردو ہو یا فارسی بہرحال اسم جلالت (اللہ) کی طرف اس کی نسبت و اضافت تمام مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق جائز ہے اور یہ کثیر الاستعمال ہے اور کسی امام محدث و مفسر صوفی وغیرہ نے اللہ تعالی کی طرف اس کی نسبت و اضافت کو کفر نہیں کہا لیکن میں رے مخاطب پیر سیف الرحمان ایسے تلفظ و تکلم کو ہروقت کفر قرار دیتے ہیں جو قرآن و حدیث کے خلاف اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینے کے مترادف جرم ہے

جواب الجواب۔

قارئین حضرات غور فرمائیں کسی نے سچ فرمایا ہے کہ "دروغ گورا حافظہ نا باشد" ۔ع جھوٹ بولنے والے کا حافظہ صحیح نہیں ہوتا کہتا ہے کہ شان کی نسبت اللہ تعالی کی طرف کرنے کو کسی نے بھی کفر قرار نہیں دیا نہ امام نے نہ محدث نے نہ مفسر نے نہ صوفی نے

قارئین کرام یہ بھی پیر محمد کا سفید جھوٹ ہے حضور قبلہ عالم نے اپنی کتاب حدائتہ السا لکین میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ لفظ شان کی اضافت و نسبت اسم جلالت (اللہ) کی طرف کرنا کفر ہے بلکہ سرکار مبارک نے تو حدائتہ السا لکین کے صفحہ ۴ سطرے میں فرمایا ہے کہ "اور پھر ہم پر افتراء کرتا ہے کہ لفظ شان کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کرنا تم نے منع کیا ہے حالانکہ اس عظیم افتراء کا کوئی وہمی تصور بھی شاید ابھی تک کسی نے ہمارے متعلق نہیں کیا ہوگا تو پھر ہم کس طرح ایسا کہہ گئے؟الخ

پھر آپ صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں کہ اور شان خداوندی قدیم ہے اور صفات کے مرتبہ سے فوق ہے مراتب ذات میں سے ایک مرتبہ ہے۔الخ

پھر آپ صفحہ ۲۶۔۲۷ میں فرماتے ہیں ا، ، ربانی کی عبارت کے ترجمہ میں کہ فرمایا کہ یہ بات بھی اللہ تعالی کی شان سے بعید ہے کہ پہلے کسی بات پر مجبور کرے اور پھراس پر عذاب دے

ان تین عدد عبارات میں ہر عبارت پیر محمد کے جھوٹا ہونے کی شہادت دے رہی ہے
پہلی عبارت صفحہ ۴ میں آپ سرکار نے اس کو اپنے اوپر افتراء اور بہتان قرار دیا ہے دوسری عبارت صفحہ ۹ میں آپ خود ذات باری تعالی کی طرف شان کی نسبت فرمار ہے ہیں اور اس کو قدیم قرار دیتے ہیں اسی طرح صفحہ ۲۶۔۲۷ میں بھی لفظ شان کی نسبت و اضافت اللہ تعالی کی طرف فرماتے ہیں اگر یہ آپ کے نزدیک کفر ہوتا تو آپ ہرگز ایسا نہ لکھتے نہ اس کو افتراء عظیم قرار دیتے معلوم یہ ہوا کہ پیر محمد کذاب اور افترائی اعظم ہے

اور قرآن و حدیث کی روشنی میں افتری اور بہتان لگانے والا لعنتہ اللہ علی الکاذبین کا مصداق ہے اگر یہ اپنی بات میں سچا ہے کہ اپنے نقل کردا کلمات .عیبیہ حدایتہ الکسا لکین یا آپ کی کسی دوسری تحریر میں سے دکھادے تو ہم سے پانچ ہزار روپے انعام لینے کا حقدار ہے یعنی لفظ شان کی نسبت یا اضافت لفظ اللہ کی طرف کرنا کفر ہے یہ لکیر کشیدہ کلمات دکھاؤ تو انعام حاصل کرو کیا ہمت اور حوصلہ ہے؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازر میرے آزمائے ہوئے ہیں

قارئین کرام پیر محمد صفحہ ۱۴ پر وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر ۵ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ (عمامہ (دستار) باندھنا تمام اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق ہمارے آقا و مولی نبی کریم ﷺ کی سنت عادیہ اور سنت لباس ہے اور سنت نبویؐ ہونے کی نسبت سے اس کا استعمال کرنا باعث ثواب و خیر و برکت ہے اور عدم استعمال نہ گناہ نہ مکروہ نہ حرام یہ مسئلہ اپنی شہرت کے لحاظ سے اتنا واضح اور عام ہے کہ مذھب کی درسی کتابوں سے لے کر کتب فتاوی تک لکھا ہوا موجود ہے کہ مسلمانوں کے کسی قابل اعتماد امام مجتہد، صوفی، سالک یا مفسر و محدث نے بغیر عمامہ رہنے کو یا بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی نہیں کہا لیکن میرے مخاطب (پیر

سیف الرحمان) نے تمام اکابرین اسلام کے اس اجتماعی عقیدہ سے منکر ہو کر بغیر عمامہ اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کو مکروہ تحریمی اور بغیر عمامہ کے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہہ کر شدید بدعت ضلالہ کا ارتکاب کیا ہے جو بدعت اعتقادی و قولی و عملی ہر طرح کی بدعت ضلالہ اپنے پیٹ سے شریعت گڑھنے کے مترادف ہے جس کے مرتکب کو قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح مومن نہیں کہا جاسکتا چہ جائے کہ ولی اللہ ہو)۔

جواب الجواب

اس تحریر میں چند وجوہات سے سقم اور کمزوری ہے اولاً اس لئے کہ پیر محمد نے اس کو عقیدہ قرار دیا ہے حالانکہ یہ عقائد کے باب سے نہیں بلکہ احکام و فضائل کے باب سے ہے پھر اس کے عقیدہ ہونے پر کسی کتاب کا حوالہ بھی نقل نہیں کیا یا حوالہ کسی معتبر و معتمد شخصیت کا قول تک نقل نہیں کیا اس کا مطلب ہے کہ اس کو عقیدہ کہنا پیر محمد کا اختراع ہے اور جب یہ عقیدہ ہے ہی نہیں تو اجماعی عقیدہ کہنا پرلے درجہ کی حماقت ہے کس نے کس کتاب میں اس کو باب عقائد میں شامل کیا ہے حوالہ دو

ثانیاً پیر محمد نے اپنی زبان سے حضرت قیوم زماں کے سامنے متعدد افراد کی موجودگی میں عمامہ کے شریعت میں ہونے سے مطلقاً انکار کیا تھا عمامہ کو فعل قبیح اور خلاف قران گردانا تھا اور آیت کریمہ خذوا زینتکم عند کل مسجد (آلایہ) سے یوں استدلال کیا تھا کہ زینت کا حکم و امر ہے اور عمامہ میں زینت نہیں ہے اسلئے عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا شریعت اور قرآن کے خلاف ہے۔ اس کے ان اقوال پر آج بھی وہ گواہ موجود ہیں جنکے سامنے اس نے یہ خرافات کہی تھیں مگر اب اپنی غلطی کا احساس شاید اس کو ہوگیا ہے تو اب اپنے سابقہ مزعومات باطلہ کے برعکس مان گیا ہے کہ عمامہ سنت عادیہ و سنت لباس ہے اور سنت کی نیت سے استعمال کار ثواب و کار خیر و برکت ہے یعنی سنت زوائد میں سے ہے سنت ھدی و مؤکدہ

سے نہیں ہے۔ الحمد للہ کہ جس سنت کے وجود شرعی سے مطلقاً انکار کرتا تھا اب اس کو سنت تو مان لیا ہے جس کو قرآن و شریعت کے خلاف زبانی طور پر قرار دے چکا تھا اب اس کا سنت ہونا اور کار ثواب و کار خیر و برکت ہونا تسلیم کرلیا ہے سچ ہے الحق یعلو ولا یعلی۔ حق غالب آتا ہے مغلوب نہیں ہوتا یہ بھی حضرت صاحب کے دلائل کی قوت کا نتیجہ ہے

اب رہا یہ مسئلہ کہ یہ عمامہ شریف سنت ھدی سے ہے یا سنت عادیہ زوائد سے ہے تو اس کے متعلق گذارش ہے کہ قرآن کریم میں بھی اس کے سنت ھدی یا سنت زوائد یا امر تعبد یا امر عادی ہونے پر کوئی نص موجود نہیں اسی طرح حدیث پاک میں بھی امور مذکورہ پر کوئی نص موجود نہیں ہے یعنی سنت ھدی یا سنت زوائد امر تعبدی یا امر عادی ہونے پر کوئی نص موجود نہیں ہے اس لئے یہ مسئلہ اجتہادی ہی ہے ظنی ہے اب جن حضرات کا اجتہاد یہ ہے کہ یہ امر تعبدی نہیں امر عادی ہے یہ سنت ھدی نہیں سنت زوائد سے ہے وہ ان کتابوں کے حوالاجات سے استفادہ کرتے ہیں اور ان پر اعتماد کرتے ہیں جو درسی بھی ہیں اور بعض فتاوی بھی ہیں یہ لوگ چونکہ صرف لکیر کے فقیر ہیں خود کوئی مسئلہ استنباط یا استخراج کرنے کی صلاحیتوں سے بہرور نہیں اس لئے سابقین کے لکھے ہوئے کو کافی سمجھ کر اسی پر عمل پیرا ہیں ٹھیک ہے وہ اگر لکیر کے فقیر بنتے ہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہے لیکن جن کو خدا نے استنباط و استخراج کی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور فوق کل ذی علم علیم (الآیہ) کا مصداق بنایا ہے وہ اگر بعض جزوی فروعی مسائل میں جزوی اجتہاد کرتے ہیں اور قرآن و حدیث سے کوئی جدید مسئلہ بیان فرماتے ہیں تو تم ان پر اعتراض کیوں کرتے ہو کیا تمہارے نزدیک اجتہاد کا دروازہ کلاً و بعضاً ہر طرح بند ہے جزوی و فروعی اجتہاد تو قیامت تک جاری رہے گا قیامت تک جدید مسائل امت مسلمہ میں پیدا ہوتے رہیں گے اور ان کا حل کتاب و سنت فقہ حنفی کی روشنی میں احناف پیش تے رہیں گے انشاء اللہ تعالی

مگر یاد رہے یہاں حضرت قیوم زماں نے صرف اپنے استنباط و استخراج کو ہی عمامہ کے سنت موکدہ و سنت ھدی ہونے کا مدار نہیں بنایا بلکہ آپ نے بعض جید علماء و فقہاء کے اقوال سے بھی اپنے مخصوص انداز میں استدلال فرمایا ہے جن کے حوالہ جات و عبارات آئندہ مضمون میں ہم ھدایتہ السالکین سے بقید صفحات نقل کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ پہلے ہم حضرت قیوم زماں کا استدلال قرآن و سنت سے پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو

حضرت صاحب کا قرآن سے استدلال ملاحظہ ہو

حضرت صاحب ھدایتہ السالکین کے صفحہ ۱۳۳ پر لکھتے ہیں کہ عجب بات تو یہ ہے کہ جس آیت سے عمامہ کے ساتھ پڑھنے کی طرف اشارہ ہے اسی آیت سے تم (پیر محمد) نے نفی کیا ہے حالانکہ علامہ محمد انور شاہ کشمیری نے فیض الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۷-۸ ج ۲ پر اس آیت سے عمامہ کیلئے استدال کیا ہے کیونکہ عمامہ میں زینت ہے

قارئین محترم۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ قرآن کریم یا حدیث پاک سے استدال کے چار طریقے ہیں

۱ استدلال بعبارۃ النص

۲ استدلال بدلالتہ النص

۳ استدلال باشارۃ النص

۴ استدلال باقتضاء النص

ان میں سے کس بھی طریقہ سے مسئلہ ثابت ہو تو اس کو ثابت بالقرآن یا ثابت بالحدیث مانا جاتا ہے سائل کا اثبات صرف عبادت النص ہی ہیں منحصر یا محصور سمجھنا جہالت ہے لہٰذا ہمارے حضور قبلہ عالم نے اشارۃ النص کے طور پر قرآن کی اس آیت سے خذوا زینتکم

عند کل مسجد (الایہ) پر نماز کے وقت زینت کو پکڑو سے استدلال فرمایا ہے اور انور شاہ کشمیری کی کتاب فیض الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۷ ـ ۸ جلد ۲ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جس کی عربی عبارت یہ ہے کہ :۔

"ثم ان لفظ الزینۃ یقتضی ان یکون الرجل عندالمسجد احسن حالا مما سواہ وبنیہ الحدیث والفقہ ففی الحدیث ان عمامہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانت فی صلاتہ سبعۃ اذرع الخ

(الحدیث)یعنی پھر لفظ زینت کا تقاضا یہ ہے کہ نمازی آدمی بوقت نماز اچھے بلکہ بہت اچھے حال میں ہو نماز سے باہر کے حال کی نسبت اور اس کو حدیث اور فقہ نے بیان کیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف نماز میں سات گز (شرعی) ہوتا تھا اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آیتہ مذکورہ بالا میں لفظ زینت سے حدیث کی روشنی میں عمامہ بھی زینت میں داخل ہے۔ علاوہ ازیں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ نماز میں شرعی سات گز ہوتا تھا۔

اگر سوال کیا جائے کہ علامہ انور شاہ کشمیری نے منقولہ عبارت میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ فقہ میں مستحب یہ ہے کہ نماز تین کپڑوں میں ہو جن میں عمامہ بھی داخل ہے۔ اور یہ کہ ترک عمامہ مکروہ نہیں ہے۔ میرے نزدیک۔ تو اس عبارت میں فقہی لحاظ سے ترک عمامہ کی عدم کراہت بھی مصرح ہے۔ یہ بھی کہ نماز میں عمامہ کا استعمال صرف مستحب ہے۔ یعنی واجب نہیں ہے۔

تو جواباً گذارش ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری نے ترک عمامہ کی عدم کراہت کو عندی سے مقید کیا ہے۔ یعنی میرے نزدیک ترک عمامہ مکروہ نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ علامہ کشمیری کے نزدیک عدم کراہت مستلزم نہیں کہ کسی کے نزدیک بھی مکروہ نہ ہو یہ کب ضروری کہ ان کے نزدیک جو عمل مکروہ نہیں ہے۔ وہ کسی کے نزدیک بھی مکروہ نہ ہو چنانچہ وہ خود فیض الباری صفحہ ۸ جلد ۲ میں نقل کرتے ہیں کہ صاحب فتاوی دیلیہ نے

ترک عمامہ کو مکروہ قرار دیا ہے اور یہ فتاوی علماء سند کی تصانیف میں سے ہے۔ بلکہ خود شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ میری تحقیق یہ ہے کہ جن علاقوں ' شہروں میں عمامہ کو قابل احترام سمجھا جاتا ہے۔ وہاں اس کا ترک کرنا مکروہ ہے اور جن شہروں میں لوگوں کی عادت بھی نہیں اور اس کو کوئی معتمد باچیز نہیں جانتے تو وہاں مکروہ نہیں ہے۔

لہٰذا چونکہ پاکستان کے تمام علاقوں میں ' تمام شہروں اور دیہات میں عمامہ کو محترم سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ عموماً دیکھا گیا ہے کہ جس شخص کے سر پر عمامہ ہوتا ہے۔ اس کو اگر باریش ہو تو عالم دین یا معظم پیر اور شیخ تصور کیا جاتا ہے۔ اور عام لوگ تو اسی وجہ سے اس کے ہاتھ تک چوم لیتے ہیں اگر وہ باریش نہیں تو پھر اس کو عام لوگ بڑا نمبردار' جاگیردار' چوہدری وغیرہ تصور کرتے ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ عمامہ پاکستان میں عموماً محترم قرار دیا جاتا ہے۔ اور عمامے والا بھی قابل احترام مانا جاتا ہے۔ لہٰذا انور شاہ کشمیری صاحب کی تحقیق کے مطابق پاکستان میں ترک عمامہ مکروہ پاتا ہے۔ لہٰذا اس ضمنی سوال کا جواب بھی الحمد اللہ تحقیقی طور پر عرض کردیا گیا ہے۔

حضرت صاحب کی دوسری دلیل

یہ ہے کہ حدیث پاک میں ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ علیکم بالعمائم فانھا سیماء الملائکہ۔ (مشکواۃ) لازم پکڑو عمامہ کو کیونکہ عمائم فرشتوں کی نشانی ہے۔ حضرت صاحب نے متعدد احادیث قولی نقل فرمائی ہیں اسی طرح حضرت صاحب نے فقہی قواعد و ضوابط اور اقوال بھی نقل فرمائے ہیں مگر پیر محمد نے نہ کسی حدیث کا جواب دیا نہ کسی قاعدہ فقہی کا کسی بھی عبارۃ منقولہ کا جواب دینے کی جرءت نہیں کرسکا صرف لن ترانیوں سے کام چلانے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آیتہ کریمہ میں خذوا امر کا صیغہ ہے اور امر عندالاطلاق وجوب کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے اشارۃ عمامہ کا وجوب مفہوم ہوتا ہے۔ پھر فرمایا علیکم میں علی

التزام کے لئے ہے۔ تو صراحۃ عمامہ کا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس الخ کہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان فارق و مابہ الامتیاز عمامے ہیں الخ۔ ایسی احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عمامہ پر عمل کرنا شعار ہے۔ اہل ایمان کا اور ترک عمامہ شعار ہے۔ مشرکوں کا اور قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر کوئی صراحتاً مباح یا مستحب امر ہو لیکن جب مومنوں یعنی اہل ایمان کا شعار بن جائے اور اس کی ضد کافروں اور مشرکوں کا شعار بن جائے تو شعار کی حیثیت سے وجوب کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ اور اس کی ضد شعار کفار ہوجانے کی وجہ سے حرام قرار پاتی ہے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم(الحدیث) کی حدیث کے مطابق کفار و مشرکین کے شعار سے اجتناب و احتراز کرنا لازم ہوجاتا ہے۔

پھر حضرت صاحب نے بحر الرائق ' اشباہ والنظائر ' درالمختار ' کنوز الحقائق کے حوالوں سے یہ بھی ثابت فرمایا کہ ذمی کافر کو عمامہ باندھنے سے روکا جائے گا خواہ وہ عمامہ زرد ہو ' چمک دار ہو ' اور مجمع الانہر کے حوالے سے بھی یہ نقل فرمایا ہے۔ پھر آپ نے دیلمی ' مرقات کتاب اللباس 'لمعات صفحہ ۵۸۳ ج ۳ تاریخ ابن عساکر سے عمامہ کے نماز کے لئے سنت ہونا نقل فرمایا صفحہ ۱۴۲ - ۱۴۳ میں اور مواھب الدنیہ علامہ بیجوری سے سنت موکدہ محفوظہ اور سنت المسلمین ' سنت الاسلام ' سنت مستمرہ ' ابن العربی ' ابن الجزری ' شرح الشمائل للمناوی مرقات ' جامع الصغیر للسیوطی ' عینی شرح بخاری کتاب اللباس مظاہر حق صفحہ ۴۷۰ ج ۱ کے حوالہ جات پیش فرماتے ہیں اور اعلی حضرت کے فتاوی رضویہ (مکتبہ نعیمیہ دیپا سرائے سنبھل) سے عبارت نقل فرمائی ہے۔ کہ عمامہ سنت متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً حد ضروریات دین تک پہنچا ہوا ہے۔ عمامہ سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ (موکدہ) ہے۔ اوف سنت کا

، خفاف کنر ہے۔ ۔ علامہ بیجوری کا قول ہے۔ العمامتہ سنت موکدۃ
، محفوظہ لم یترکھا الصلحاء یعنی عمامہ سنت موکدہ محفوظہ ہے جس کو صلحاء
نے ترک نہیں فرمایا پھر آپ نے ھدایت السکا لکین صفحہ ۱۴۸ میں بحرالرائق ' شامی '
وجمیع کتب فقہ سے یہ قاعدہ بھی نقل فرمایا ہے۔ کہ واجب اور سنت موکدہ کا ترک عمداً
مکروہ تحریمی ہے۔ بحوالہ الفقہ علی المذاہب الاربعہ صفحہ ۲۸۰ جلد ۵ اور یہ بھی مخفی نہ
رہے۔ کہ گناہ ترک واجب سے متعلق ہے۔ اور سنت موکدہ بھی واجب سے متعلق
ہے۔ اور سنت موکدہ بھی واجب کی قوت میں ہے۔ اور سنت موکدہ وہ ہے جس پر نبی
کریم ﷺ نے مواظبت کی ہو اور چند دفعہ ترک نہ کیا ہو تو مواظبت وجوب کی
دلیل ہے۔ اور قارئین پر مخفی نہیں کہ عمامہ باندھنا نبی کریم ﷺ کی سنت دائمہ
(مستمرہ) متواترہ لازمہ ہے الخ۔ ان حوالہ جات ' عبارات اور استدلالات اور قاعد و
ضوابط میں سے کسی ایک کا بھی معقول جواب نہیں دے سکا یہ پیر محمد کے جواب سے
عاجز و قاصر ہونے کی ٹھوس دلیل ہے۔ "ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود" کا مصداق بنکر
بولتے جانا تو کوئی کمال نہیں۔

سوال۔ اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ میں بالخصوص اور
کسی بھی اور کتاب میں بالعموم عمامہ کو نماز میں یا بیرون نماز میں سنت موکدہ نہیں فرمایا
پھر حضرت پیر صاحب نے ھدایتہ السا لکین میں اس کے سنت موکدہ ہونے کو فاضل
بریلی کی جانب منسوب کیوں کیا ہے۔ ؟ کیا یہ ناجائز تصرف نہیں ہے۔ انکی عبارت میں
اور کیا تحریف معنوی نہیں ہے۔ ؟

الجواب

فاضل بریلی نے فتاوی رضویہ صفحہ ۹۷ ج ۳ میں لکھا ہے۔ کہ عمامہ سنت متواترہ
ہے جس کا تواتر یقیناً حد ضروریات دین تک پہنچا ہے۔ اس عبارت میں اس کے سنت
متواترہ ہونے کی تصریح بھی ہے۔ اور اس کے تواتر کے حد ضروریات دین تک پہنچنے کی

صراحت بھی ہے۔ آگے فرماتے ہیں عمامہ سنت دائمہ ہے اور لازمہ ہے ۔ اب کوئی سائل سے پوچھے کہ لازم کا معنی مستحب ہے۔ ' افضل ہے۔ ' یا مباح ہے۔' یا سنت غیر موکدہ ہے۔ لازمہ کے ان معنی پر کوئی حوالہ کوئی دلیل تو لاؤ بھائی صاحب لازمہ کا معنی موکدہ ہی ہو سکتا ہے۔ لاغیر اس لئے حضرت پیر صاحب دامت برکاتہم کا لازمہ کا معنی موکدہ کرنا بریکٹ میں بالکل بجا ہے۔۔ رہا ان فتوی میں عمامہ کے استعمال کو نماز میں نماز کے مستحبات میں شامل قرار دینا تو یہ قابل توجیہ ہے اس کی مناسب توجیہ کی جانی چاہئے اگرچہ مشکل ہے۔ اور بصورۃ دیگر آپ کے کلام میں متضاد ثابت ہوگا اور علماء کے کلام میں تضاد کا پایا جانا کوئی امر بعید نہیں ہے۔ اور نہ یہ باعث توہین و تحقیر ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی خطا ہے۔ اور خطا کے صدور سے علماء محفوظ نہیں ہوتا جیسا کہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۶ کا جواب

قارئین کرام پیر محمد چشتی اپنی کتاب مجموعہ خرافات کے صفحہ ۱۴۱ میں مذکورہ بالا عنوان میں لکھتا ہے۔ کہ مذاہب اربعہ اہلسنت و جماعت کے تمام پیروکار ' اکابرین نے ، ٹوپی کے ساتھ نماز پڑھنے کو جائز سمجھ کر تاریخ کے مختلف ادوار میں متعدد قسم کی ٹوپیاں پہن کر الکنہ تبائنہ اور اقوام متعدد کے بقدر لاتعداد ولا یحصی بے شمار محدثین ' فقہا کرام' سالکین و صوفیاء کرام اور اولیاء عظام نے نمازیں پڑھی ہیں جن میں درج ذیل معدودے چند ٹوپیاں اب بھی مشہور و معلوم ہیں قادری ٹوپی' چشتی ٹوپی' رام پوری ٹوپی' بنگالوی ٹوپی' سیالوی ٹوپی' ترکی ٹوپی اور کسی وقت مدنی ٹوپی مشہور تھی اور قراقلی ٹوپی ' لیاقت ٹوپی جناح کیپ پہن کر بھی ہر مسلک کے علماء کرام و صوفیاء عظام نماز پڑھتے تھے اور کسی بزرگ یا امام محدث' مفسر' مجتہد' سالک عالم یا مفتی نے (صرف ٹوپی پہن کر مکروہ تحریمی کہنے کی جرءت نہیں کی لیکن پیر سیف الرحمن نے ٹوپی سے نماز کو

مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔ اور اپنے مریدین کو صرف ٹوپی سے امامت کرانے والے کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ چاروں طریقت کے بزرگان دین اور اہلسنت والجماعت کے چاروں مذاہب کے خلاف جدید شریعت اپنے پیٹ سے نکال کر بدعۃ سیئہ اور ضلالہ کا مرتکب ہوا ہے۔۔

الجواب

قارئین کرام آپ کو معلوم ہے۔ دلائل شرعیہ چار ہیں کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ، اجماع امت اور قیاس مجتہد۔ صرف ٹوپی سے نماز کے بلاکراہت جواز پر پیر محمہ نہ تو کتاب اللہ سے کوئی دلیل لا سکا ہے۔ اور نہ سنت رسول ﷺ سے اور اجماع امت سے نہ قیاس مجتہد سے پوری کتاب میں بلاکراہت جواز پر کوئی بھی دلیل اولاً شرعیہ سے نہیں دے سکا ہے۔ حالانکہ اس کا فرض تھا کہ وہ بلاکراہت جواز کا مدعی ہے۔ تو عدم کراہت پر دلیل شرعی پیش کرتا۔ دلیل کیا دی ہے۔ وہ یہ کہ بزرگان دین وغیرہ وغیرہ صرف ٹوپی سے نماز پڑھتے تھے اور کسی نے بھی اس کو مکروہ تحریمی نہیں کہا۔ جناب تمہارے پاس کیا دلیل ہے۔ کہ بزرگان دین بغیر عمامہ صرف ٹوپی سے نماز پڑھتے تھے اول تو یہ بات محل نظر ہے۔ بلکہ بے شمار بزرگان دین پر ترک سنت کا الزام لگا رہا ہے۔ اور اتہام دے رہا بزرگوں کی مصنوعی یا حقیقی تصاویر جو عموماً ملتی ہیں ان میں بھی صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ ہمیشہ عمامہ استعمال کرتے تھے اور یہ کہنا کہ کسی نے بھی مکروہ تحریمی کہا۔ چشتی دماغ کا علاج کسی ماہر ڈاکٹر سے کرواؤ کیا تمہیں معلوم نہیں عدم نقل نقل عدم نہیں ہے۔۔ کیا یہ قاعدہ فتاوی رضویہ میں نہیں پڑھا نہیں دیکھا تو اب دیکھ لو ملاحظہ ہو صفحہ ۹۷ ج ۳

اگر بزرگان دین کا عمامہ سمیت ٹوپی پر نماز پڑھنا منقول بھی نہ ہو تو پھر بھی اس کو عدم کراہت کی دلیل نہیں بنا سکتے۔

قارئین محترم۔ بزرگان دین تو ترک اولی سے بھی پرہیز کرتے تھے پھر یہ کیسے مان

لیں کہ بزرگان دین اس سنت کو چھوڑے رکھتے تھے ؟ جس کی فضیلت میں تقریباً بیس احادیث مرفوعہ و موقوفہ موجود ہیں اور جن کو فاضل بریلوی نے فتاوی رضویہ صفحہ ۹۷ جلد سوم میں بھی نقل فرمایا ہے۔ سنت زائدہ ہی سہی مگر سنت تو ہے۔ جو اولی کو ترک نہ کرتے تھے وہ سنت وہ سنت لباس نبوی کو کیسے چھوڑے رکھتے تھے ہی بزرگوں پر بہتان ہے۔ اور بزرگوں سے بدگمانی ہے۔ اور ظن المومنین خیراً کے خلاف ہے۔۔

قارئین حضرات چشتی کذاب نے ٹوپیوں کی اقسام کی تفصیل بیان کی ہے۔ کہ قادری ٹوپی، چشتی ٹوپی، بنگالی ٹوپی وغیرہ۔ شاید یہ بھی اس کے نزدیک استدلال کی کوئی خاص قسم ہے۔۔ جناب والا شرعی دلیل لاؤ عدم کراہت پر اگر کچھ لوگوں نے یا بعض نام نہاد پیروں نے سنت نبوی ﷺ اور اسوہ رسول ﷺ سے غافل ہو کر صرف ٹوپی پہنی ہے۔ یا صرف ٹوپی سے نماز پڑھی یا پڑھائی ہے۔ تو ان کا یہ فعل حجت شرعی کیوں کر بن گیا ہے۔۔ یہ تو عملی کوتاہی ہے۔ اور ولکم فی رسول اللہ ﷺ اسوۃ حسنہ کے خلاف عمل ہے۔ جو حجت شرعی نہیں ہو سکتا اور اس کو اجماع قرار دینا بھی غلط ہے۔ کیونکہ علیکم بالعمائم کے مقابلہ میں ہے۔۔ اور فرمانی رسول ﷺ کے مقابلہ میں آنے والا کوئی قول یا عمل جہان میں کسی کا بھی ہو ہرگز حجت اور قابل عمل نہیں ہو سکتا۔

بدعت سیہ اور بدعت ضلالہ تو وہ عمل ہے۔ جو سنت کا رافع ہو جس سے کسی سنت کا ترک لازم آئے یہاں تو صرف ٹوپی سے نماز پڑھنے یا پڑھانے کی صورت میں تکرک سنت لازم آتا ہے۔ لہٰذا بدعۃ سیہ یا بدعۃ ضلالہ تو بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی سے نماز پڑھنا قرار پاتا ہے۔ نہ کہ عمامہ کے ساتھ۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد۔
جو چاہے۔ آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

• صبا کجا غم تن ہمہ داغ داغ شد

کا مصداق یہ مجموعہ خرافات نامی کتاب پیر محمد کی ہے۔ جس کا ایک ایک جملہ مذکورہ بالا محاورہ کا مصداق ہے۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر ۷

قارئین کرام! صفحہ ۴۲ میں مذکورہ بالا عنوان میں پیر محمد نام نہاد چشتی لکھتا ہے۔۔ کہ اہلسنت و جماعۃ تمام مکاتب فکر اور مذاہب اربعہ کا اکابرین فقہاء کرام' محدثین ' مفسرین صوفیاء کرام ' سالکین اور اہل حق نے بلا نکسیر سر پر عمامہ باندھنے کو رسول اللہ ﷺ کی سنت لباس و سنت عادیہ اور سنن زوائد کے زمرہ می شمار کیا ہے۔ کسی نے بھی اس کو سنن ہدی یا واجب کے زمرہ میں شمار نہ کیا لیکن پیر صاحب نے سنن موکدہ قرار دے کر تمام مجتہدین علماء و محدثین واکابرین اسلام کی مخالفت کرکے اپنے پیٹ سے شریعت گڑھی ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ پر بہتان و افتراء کیا ہے۔ اس بدعۃ اعتقادیہ خلاصہ مردودہ کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔۔

الجواب۔ قارئین کرام! کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ "ملاں آں باشد کہ چپ نہ شود" پیر محمد بھی اس کا مصداق کامل ہے۔ حضرات محترم جن حضرات نے عمامہ کو سنت لباسی سنت عادی یا سنت زائدہ لکھا یا کہا ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ان کو کافر کہا ہے۔ نہ گمراہ نہ فاسق البتہ ان کی تحقیق سے مردانہ وار اختلاف کیا ہے۔ اگر بقول اعلی حضرت فاضل بریلوی ائمہ ثلاثہ امام اعظم ابوحنیفہ امام ابو یوسف امام محمد علیہم الرحمتہ سے عصری تقاضوں عصری ضرورتوں کے پیش نظر دلائل کی روشنی میں محقق عالم کے لئے اختلاف کرنا جائز ہے۔ بعض فروعی مسائل میں تو پھر اور کون ہے۔ جس سے اختلاف حرام ہے۔ یا جس سے اختلاف کرنا ضلالت بدعۃ ضلالہ اعتقادیہ ہے یہ سب جاہلانہ نظریہ ہے۔ دیکھئے فتاوی رضویہ جلد پانچویں صفحہ ۲۴ ۔ ۲۵ اس حصہ میں مولانا شجاعت علی

قدری نے ایک مقالہ لکھا ہے۔ اعلی حضرت کی فقاہت پر جس کو فتاوی رضویہ کی پانچویں جلد میں شامل کیا گیا ہے۔ قادری صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اہم کارنامہ یہ ہے کہ وہ متقدمین و متاخرین فقہاء و اصولیین پر نہایت خراج دلی سے تنقید فرماتے ہیں مولانا رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتح القدیر کو جگہ جگہ محقق علی الاطلاق لکھتے ہیں مگر جب یہی محقق علی الاطلاق وضوء میں بسم اللہ و ذکر الہی کو واجب نہیں قرار دیتے ہیں تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اقول با یائت المستدل بسمی حتی سمیع ماسمع یعنی مستدل (ابن ہمام) نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں کی یہاں تک کہ جو سنا وہ سنا پڑا پھر فرماتے ہیں اور مسئلہ تسمیہ اول تنہا محقق کی اپنی بحث ہے۔ کہ نہ ائمہ مذہب سے منقول نہ محققین مابعد میں مقبول۔ پھر مولانا فرماتے ہیں کہ یعنی جبکہ خلاف اختلاف زمانہ سے ناشی نہ ہو۔ کما افتوا بجواز الاجازۃ علی التعلیم والآذان والامامتہ الخ فتاوی رضویہ صفحہ ۲۱ جلد ۱ صفحہ ۲۵ جلد ۳ پر سید شجاعۃ علی قادری صاحب لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا سطور سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں

۱ اگر کسی عالم کے پاس قوی دلائل ہیں تو وہ اپنے پیش رو سے حق اختلاف رکھتا ہے۔ خواہ وہ کتنا ہی محقق علی الاطلاق کیوں نہ ہو۔

۲ ائمہ مذہب (جیسے ابو حنیفہ و ابو یوسف و امام محمد سے بھی) اختلاف زمانہ کے باعث اختلاف جائز ہے۔

۳ مولانا رحمہ اللہ علیہ نہایت روشن دماغ تھے وہ محققین سے اختلاف کرتے بلکہ ائمہ مذہب سے بھی اختلاف زمانہ کے باعث اختلاف ہو جائز قرار دیتے تھے الخ

ملاحظہ ہو فتاوی رضویہ صفحہ ۲۵ جلد ۵ (مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

ان عبارات سے واضح ہے۔ محقق عالم متقدمین و متافرین علماء سے دلائل کی روشنی میں اختلاف کرسکتا ہے۔ بلکہ یہ اس کا حق ہے۔ لکیر کا فقیر نہیں بننا چاہئے جیسے آج کل

کے بعض علماء کا ذہن ہے۔ اگر محقق علی الاطلاق ابن ہمام وضو میں بسم اللہ و دعائی و واجب عملی قرار دیتے ہیں اور فاضل بریلوی اس بحث کو تنہا ان کی اپنی بحث قرار دیتے ہیں اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ بحث ائمہ مذہب سے بھی منقول نہیں۔ محققین مابعد میں بھی مقبول نہیں تو اس کا مطلب ہے۔ کہ امام ابن ہمام نے اس ضمن میں .. بحث کی ہے۔ جو ان سے پہلے کسی سے منقول نہیں تو پھر یہ کہلایا جائے کہ ابن ہمام نے ایک نئی بدعۃ ضلالہ و بدعۃ سیئہ عملی کا اجراء کیا ہے۔ اختراع کیا ہے۔ جس کے متعلق متقدمین نے کوئی ذکر نہیں کیا کیا یہ کہا جائے کہ ابن ہمام نے وہ مسئلہ اپنے پیٹ سے نکالا ہے۔ گھر سے شریعت گھڑی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ منہ)

اعلی حضرت صرف اپنے لیئے ہی کسی عالم و محقق سے اختلاف کا جواز نہیں مانتے بلکہ دیگر محققین کو بھی دلائل کے ساتھ اختلاف کی اجازت فرماتے ہیں حتی کہ ائمہ مذاہب امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف امام محمد سے بھی بعض اوقات بعض صورتوں میں اختلافات کا جائز قرار دیتے ہیں بیان قادری کے مطابق بقول مسئلہ عمامہ میں اور اس کے سنت ہدی اور سنت موکدہ یا اس کے وجوب میں اپنی تحقیق تحریر میں اگر فرق ثانی سے اختلاف کرتے ہیں اور بجائے سنت زائدہ کے سنت ہدی و موکدہ قرار دیتے ہیں اور نماز کو بغیر عمامہ صرف ٹوپی سے اگر مکروہ قرار دیتے ہیں تو یہ بھی ان کا حق ہے۔ وہ محقق ہیں ۔ بحر ذخار ہیں عالم بے بدل ہیں بحر العلوم ہیں ان کی ذات میں وہ صلاحیتیں موجود ہیں جو آج کے دور میں کسی اور میں مفقود ہیں

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۸

قارئین کرام مذکورہ بالا عنوان میں جو کچھ پیر محمد نے صفحہ نمبر ۴۲ ۔ ۴۳ اور ۴۴ تک لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام علماء سلف و خلف علماء ظاہر و باطنی اہل شریعت و اہل طریقت کا اتفاق ہے۔ کہ جو استاد علوم اسلامیہ پڑھا کر شاگردوں کو اسلامی

عقیدہ و عمل ے صراط مستقیم پر گا... ہے۔ اور علم ظاہری و باطنی پر عالم نماز روزہ حج
زکواۃ حرمت شراب، زناء وغیرہ اور علم باطنی جس کا معلوم، متعلق صرف قلب
عقل کے واسطہ سے توفیق ایزدی سے پہچاناجاتا ہے۔ جیسے مقامات عشرہ تصوف مثلاً توبہ،
زہد، توکل صبر، شکر، فقر، خوف، رجاء، محبت، رضا اور احوال قلبیہ جیسے حال و
جذب وغیرہ وغیرہ تو ان کی تعلیم دینے والا استاد اور شیخ رسمی پیروں سے افضل و اعلیٰ
ہے۔ جو صرف عوام الناس کو لوٹنے کے لئے شعبدہ بازی حیلہ و فریب سے کام چلاتے
ہیں اور اپنے متعلق لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ میں عین شریعت ہوں و عین طریقت
ہوں ایک توجہ کے ساتھ تباہ و برباد کروں گا غوث اعظم بھی اس وقت ہوتے تو میرے
مرید ہوتے مجھ پر اعتراض کرنے والا کافر ہوگا۔ چاروں سلاسل کے ماننے والوں پر
واجب ہے۔ کہ وہ ان کو چھوڑ کر میرے مرید ہوجائیں اس قسم کے بے بنیاد اور باطل
دعووں کے زریعہ بے چارہ مریدوں کو ذہنی غلام اور ذریعہ آمدن بنانے رسمی پیروں سے
استاد و شیخ موصوف کا حق شریعت و طریقت دونوں کے حوالہ سے ہزار ہا درجہ زیادہ ہے
لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمان) مذکورہ اوصاف کے حامل رسمی پیر کا حق مذکورہ
اوصاف کے حامل مذھبی استاد و شیخ کے حق سے زیادہ بتاتا ہے۔ اور ان کو علماء سے
نفرت دلاتا ہے۔۔

الجواب بعون الملک الوھاب

قارئین محترم اس مذکورہ بالا عبارت میں جو کچھ بھی کہا گیا ہے۔ سب جھوٹ ہے۔
اور سفید جھوٹ ہے۔ یہ پڑھ کر پیر محمد خبیث الباطن کے خبث باطنی کا اندازہ لگانا بھی
مشکل ہوگیا ہے۔ جی چاہتا ہے۔ کہ یہاں ضرور لعنتہ اللہ علی الکاذبین پڑھا
جائے اور پیر محمد کا تصور کرکے پڑھا جائے ارے خبیث البطن تو تھا ہی اب تو نے اپنے
خبیث الباطن ہونے پر بھی مہر لگا دی ہے۔ مگر شرم تم کو نہیں آتی۔ تم نے حضرت

قیوم زماں کی طرف وہ بات منسوب کردی ہے۔ جو آپ نے نہیں کہی اور نہ لکھی ہے۔ آپ کی کسی تحریر میں یہ بات دکھا دے کہ حضرت قیوم زماں علم ظاہری اور علم باطنی کی تعلیم دینے والے استاد و شیخ پر رسمی پیروں کو ترجیح دیتے ہیں اور رسمی پیروں کو ظاہری و باطنی علوم پڑھا کر صراط مستقیم پر لگانے والے استاد و شیخ پر فضیلت دیتے ہیں اور ان کو ان سے افضل و اعلی قرار دیتے ہیں تو دس ہزار روپے نقد انعام ناچیز سے لے سکتا ہے۔۔ ارے ظالم جھوٹے بدباطن ۔ بدبخت حضرت صاحب صرف علم ظاہری پڑھانے والے اساتذہ سے ان مشائخ کو افضل قرار دیتے ہیں جو علم ظاہری کے ساتھ علم باطنی کے بھی حامل ہیں اور علم شریعت و علم طریقت دونوں کو جانتے بھی ہیں اور دونوں پر عمل پیرا بھی ہیں اور اپنے مریدین و تلامذہ کو بھی دونوں قسم کے علوم کی تعلیم و تربیت دیتے ہیں یہ یقیناً افضل ہیں ان کے افضل ہونے میں کیا شک ہے۔ درحقیقت پیر محمد کے اپنے شاگر پیر محمد سے متنفر ہوکر اور اس کے کردار و گفتار کی دوغلی چال اور منافقانہ روش کو دیکھ کر حضرت صاحب کے مرید ہوچکے ہیں بلکہ حضرت سے فیض حاصل کرکے خلافت مطلقہ پر فائز ہوکر روحانی فیض آگے مخلوق خدا میں تقسیم کررہے۔ ہیں اس لئے یہ جھوٹ بولتا ہے۔ یہ حسد و بغض کی آگ میں جلتا ہے۔۔

حضرت صاحب قبلہ کی روحانی و نورانی صورت مبارکہ دیکھ کر ہر کوئی متاثر ہوجاتا ہے۔ سوائے ازلی شقی و بدبخت کے اور ازلی شقی تو خود رسول اللہ ﷺ سے بھی متاثر نہیں ہوئے اگر پیر محمد جیسے متاثر نہیں ہوئے تو کون سی آفت آگئی ہے۔ یا اگر کوئی متاثر ہونے کے بعد متنفر ہوگیا ہے۔ تو کیا حضور ﷺ کی ذات مبارکہ پر ایمان لانے والے کاتبان وحی مرتد نہ ہوگئے تھے کیا یہ حقیقت نہیں ہے۔ ؟ پھر اس کو وجہ اعتراز کیونکر بنایا جاسکتا ہے۔ حضرت صاحب تو زور ہی یہ لگاتے ہیں کہ علم ظاہر پر اکتفاء نہ کرو بلکہ علم باطن کو حاصل کرو اور علم شریعت و طریقت دونوں پر عمل کر کے قرب خداوندی حاصل کرو۔

پیر محمد کی جہالت

پیر محمد صفحہ ۴۳ پر ایک طرف تو یہ کہتا ہے۔ کہ ان کو تاثر دیتے ہیں کہ میں عین شریعت عین طریقت ہوں وغیرہ وغیرہ مگر اسی صفحہ ۴۳ کی آخری سطر میں یہ بھی لکھتا ہے۔ کہ اس قسم کے بے بنیاد اور باطل دعووں کے ذریعہ الخ۔ ارے جب وہ مذکورہ بالا امور مریدین کے تاثرات ہیں مریدین کے تاثرات پیرو مرشد کے دعوے کیسے بن گئے دعوی تو مدعی کا فعل ہے۔ اور تاثر مرید کا فعل ہے۔ یا انفعال ہے۔ مرید کا فعل یا انفعال پیر کا دعوی کیونکر بن سکتا ہے۔ آپ نے دعووں کے ذکر صریح الفاظ میں کیا ہے۔ ایک دعوی بھی حضرت صاحب کی کسی کتاب کسی تحریر بصورت دعوی دکھا دیں تو میں آپ کو دس ہزار روپے نقد انعام دینے کو تیار ہوں آپ کی تحریر میں یہ دکھائے کہ میں ایک توجہ کے ساتھ تباہ و برباد کردوں گا۔ دوسرا دعوی یہ کہ اس وقت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی بھی ہوتے تو میرے مرید ہوتے۔ تیسرا دعوی یہ کہ میری کسی بات میں شک کرنے والا یا مجھ پر اعتراض کرنے والا کافر ہوگا۔ چوتھا دعوی یہ کہ دیگر سلاسل کے سجادہ نشینوں اور پیروں کے مریدوں پر واجب ہے۔ کہ وہ ان کو چھوڑ کر میرے ہاتھ پر بعیت ہو جائیں۔

ان چار عدد دعاوی میں سے پیر محمد اگر ایک دعوی بھی حضرت صاحب کی کسی کتاب یا کسی تحریر میں دکھا دے تو دس ہزار روپے انعام لینے کا حقدار ہے۔ بشرطیکہ بعینہ یہ الفاظ یہ کلمات یہ جملے دکھائے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر۹

اس بحث میں پیر محمد نے ریاکاری کی بحث چھیڑی ہے۔ صفحہ ۴۴ مذکورہ بالا عنوان

میں جو کچھ لکھا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ میرے مخاطب پیر سیف الرحمان (دامت برکاتھم) کا حال یہ ہے کہ عام حالات میں ٹھیک ٹھاک ہوتا ہے۔ لیکن جب کوئی نیا شکار دیکھتا ہے۔ تو سینہ ہلانے لگ جاتا ہے۔ (العیاذ باللّٰہ تعالٰی من ذالک الخرافات) خصوصاً نئے آنے والے سے معانقہ کے وقت سینہ ہلا کر اپنے قلب و لطائف کے علی الدوام غیر اختیار متحرک بالذکر ہونے کا تاثر دیتا ہے۔ اس ریاکاری پر میری طرف سے شرعی گرفت یہ ہے کہ جب نفلی نماز جس کا استحباب قطعی الثبوت ہے۔ ریاکاری کے لئے استعمال کرنا حرام ہے۔ تو لطائف کو جن کا ثبوۃ معدودے چند صوفیاء کرام سے متضاد عبارات کے ساتھ منقول ہے۔ قطعی ثبوت کہہ کر اپنی روحانی کرامت جاری القلب بالذکر ہونے کا تاثر دینا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔

الجواب

قارئین کرام! قرآن کریم و احادیث مبارکہ میں ریاکاری کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اس کی حرمت لاریب ہے۔ مگر جہاں قرآن و حدیث کی کتابوں میں ریاکاری کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ وہاں کسی مسلمان پر بدگمانی اور بہتان تراشی کو بھی حرام ہی فرمایا ہے۔ جس طرح وہ گناہ ہے اس طرح یہ بھی گناہ ہے پھر پیر محمد کی یہ بدگمانی کہ پیر صاحب ریاکاری کرتے ہیں یہ کسب حلال و جائز ہے۔ ارے ریاکاری فعل قلب ہے۔ اور فعل قلب پر پیر محمد جیسے خبیث الباطن کو کیسے آگاہی حاصل ہوئی ہے۔ کسی کی نیت پر شبہ کرنا کہاں جائز ہے۔ "انما الاعمال بالنیات اور لکل امر منھما" بخاری صفحہ اول ج ۱

اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اور ہر ایک انسان کے لئے وہ ہے جس کی وہ نیت کرتا ہے۔ اور نیت فعل قلب اور قلبی عمل ہے۔ اس پر آپ کو آگاہی کیونکر ہوئی ۔ آپ کا یہ کہنا کہ ریاکاری کی علامات اس کی دلیل ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہ علامات حضرت پیر

صاحب کی ذات میں ہر لحظہ موجود رہتی ہیں۔ ہم نے آپ کو کبھی بھی اس حالت میں نہیں دیکھا کہ آپ کسی کو ملتے وقت معانقہ کرتے وقت یا کسی اور وقت بے ... کا ارشود ہدایت نہیں دیکھا۔ ہمیں کبھی بھی ریاکاری اور دکھلاوے کا شبہ نہیں ہوا یہ تو سفید جھوٹ ہے۔ بلکہ بالخصوص مجھے سرکار مبارک نے خود فرمایا تھا ایک موقعہ پر کہ لطائف کا متحرک ہونا ولایت کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اور چند اولیا کرام کا ذکر بھی کیا تھا کہ فلاں فلاں بالکل ولی تھے مگر ان کے لطائف کی حرکت نظر نہ آتی تھی بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا لطائف کا حرکت نہ کرنا زیادہ بہتر ہے۔ جن کی مجلس ذکر میں انگریز آکر اسلام قبول کرنے عیسائی آکر مسلمان ہوجائیں جن کے چہرہ نورانی کو دیکھ کر فاسق و فاجر فسق و فجور سے تائب ہوجائے خدا کی قسم ہم نے خود اپنی آنکھوں سے اس انگریز کو دیکھا ہے۔ جو آپ کی روحانیت سے متاثر ہوکر عیسائیت سے توبہ کرکے حلقہ بگوش اسلام ہوکر خلافت پاچکا ہے۔ اور ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔

ارے ان کی شان تو کہنا ہی کیا ہے۔ ہم نے تو ان کے بعض خلفاء مثلاً سیدی و مرشدی میاں محمد حنفی سیفی دامت برکاتہم العالیہ راوی ریان شریف کی خدمت میں ایسے لوگوں کو دیکھا جو جدی مرزائی و قادیانی تھے۔ مگر آج وہ مرزایت سے قادیانیت سے تائب ہوکر سرکار میاں صاحب مبارک کے خلیفہ مقید ہیں جنھوں نے بندہ کو خود بتایا تھا کہ میرے خاندان و برادری کے ستر مرزائی میاں صاحب سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر چکے ہیں۔ یہ نصر اللہ خان صاحب ہیں جو راوی ریان ملز میں فور مین ہیں۔ پھر جناب جعفر خان صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک رائیونڈ میں رہ کر چلے کئے ہیں۔ مگر کچھ حاصل نہیں ہوا۔ حضرت میاں صاحب کی مجلس ذکر میں آیا تو دل کی دنیا بدل گئی۔ اور بھی کئی ایسے لوگ جو گمراہ تھے راہ راست پر آچکے ہیں۔ میاں صاحب کی توجہ مبارک سے جس کے مرید و خلیفہ کا مقام یہ ہے ان کے اپنے مقام کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔۔ پھر ایسی شخصیت ریاکار ہو، دکھاوا کرتی ہو نعوذ باللہ، فراڈ کرے دھوکہ

دے اور سینے کو ہلائے۔ لوگوں کو تاثر دینے کے لئے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ البتہ دیکھنے والا اگر مخلص نہیں، عقیدت مند نہیں، گستاخ ذہن رکھتا ہے۔ تو ایسے بے ادب کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ لوگوں نے نبی کے معجزات دیکھے، ولی کی کرامات دیکھیں، مگر ایمان نہ لائے۔ شق القمر کا معجزہ ملاحظہ کیا۔ اور بھی متعدد معجزات دیکھے تھے مگر بالاخر جادوگر کہ کر انکار کر دیا تھا۔ یہ صاحب شق القمر رجعت شمس وغیرھا کے غلام اور پیروکار ہیں۔ اگر آج نام نہاد چشتی جیسے گمراہ قطعی ان کے تقوی اور خدمت دین اور خلوص اخلاص للہ اور توجہات کے اثرات کا انکار کرتے ہیں تو یہ کوئی حیرانگی اور تعجب کی بات نہیں ہے۔ ہمیشہ اہل اللہ کے کمالات کا انکار کرنے والے اور ان کے کمالات کو اپنے مزعومہ رنگ میں پیش کرنے والے موجود رہتے ہیں۔

آج بھی اگر سرکار مبارک کے کمالات کا انکار کیا جارہا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ماننے والے جانثار کرنے والے، قربان ہونے والے بھی تو موجود ہیں۔ ماشاء اللہ تعالیٰ

رہا یہ کہ پیر محمد نے کہا کہ میری شرعی گرفت یہ ہے کہ جب نفلی نماز جس کا استحباب الثبوۃ ریاکاری کے لئے استعمال کرنا حرام ہے تو لطائف کے ذاکر ہونے کا تاثر دینا کیونکر جائز ہے۔ تو جواباً عرض ہے کہ اس طرح تو بہت سی عبادات کو ریاکاری مد میں لاکر حرام قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ذکر بلجہر، بلند آواز سے درود کا پڑھنا، نماز کے بعد، اذان سے قبل یا بعد درود سلام مع القیام بعد الجمعہ ان کو بھی ریاکاری کی مد میں لایا جا سکتا ہے۔ بلکہ دیوبندی، وہابی یہ بھی اعتراض کرتے ہیں۔ جن کے جوابات ہمارے اکابرین دیتے رہے ہیں۔ "فما هو جوابكم فهو جوابنا" مزید یہ کہ بعض دفعہ، بعض امور فی نفسہ تو قبیح ہوتے ہیں مگر حسن لغیرہ بن جاتے ہیں کسی دوسری وجہ سے۔ جیسے جنازہ فی نفسہ قبیح ہے۔ شبہ بعبادۃ الاصنام کی وجہ سے۔ مگر حق مسلم کی ادائیگی کی وجہ سے یہ حسن بن چکا ہے۔ یوں ہی جہاں فی نفسہ قبیح ہے مگر تخریب بلاد

اللہ اور قتل انسان کی وجہ ہے۔ مگر اعلاء کلمتہ حق اور اسلام کی سربلندی کی وجہ سے یہ حسن بن گیا ہے جو بعض حالات میں فرض بن جاتا ہے۔ اور مثالیں بھی دی جا سکتی ہیں۔ مگر اختصار کی وجہ سے دو مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ جیسے یہاں قبیح لعینہ حسن لغیرہ بن چکا ہے۔ کیا یہاں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سینے کو یا لطائف کو حرکت دینا بتکلف' بغرض محال' اگر فی نفسہ قبیح بھی ہو تو عوام کو ذکر الٰہی کی طرف راغب کرنے' دین کی طرف رغبت دلانے اور شریعت کے پابند بنانے' اور خدا کے بندے بنانے کی نسبت سے حرکت دینا تاکہ عوام متاثر ہو کر ہمارے قریب آئیں۔ اور اسی بہانے ذکر الٰہی میں لگ جائیں پھر مز ذاکر بن جائیں۔ تو یہ کیوں حسن لغیرہ نہیں بنتا۔ یقیناً حسن لغیرہ بن جاتا ہے۔ لہٰذا پیر محمد کی عومہ شرعی گرفت پادر ہوا ہے۔ اور یہ گرفت جس پر پیر محمد کو بڑا ناز تھا ہم نے اس کی بنیاد کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔"الحمد للّٰہ علی ذالک"
قارئین کرام! پہلے تو پیر محمد لطائف کو غدودیں کہا کرتا تھا بلکہ اپنی کتاب مجموعہ بکواسات کے صفحہ 12 پر نمبر 9 غدود کی تصریح کرتا ہے اور لکھتا ہے :۔ آپ سینہ کی غدود کو ہلا کر۔ الخ

مگر میرے حضرت صاحب کی کرامت ہے کہ اب وہ اپنی اسی کتاب مجموعہ خرافات میں لطائف کے وجوب کا اقرار کرتا ہے۔ صفحہ 44/45 میں لکھتا ہے کہ لطائف کو جن کا ثبوت معدود چند صوفیاء کرام سے متضاد عبارات کے ساتھ منقول ہے۔ الخ۔ اس عبارت میں لطائف کا وجود تسلیم کر لیا ہے۔ پھر صفحہ 45 پر لکھتا ہے کہ جن صوفیاء کرام نے اپنے اپنے انداز میں لطائف کی تشریح کی ہے۔ الخ۔ اس عبارت میں بھی لطائف کا وجود اور ان کی تشریح از صوفیاء کرام ہے۔ تسلیم کر لیا ہے۔ یہ حضرت صاحب کی کرامت ہے۔ "الحمد للّٰہ علی ذالک" **قارئین کرام!** پیر محمد صفحہ 45 پر لکھتا ہے کہ جن صوفیاء کرام نے اپنے اپنے انداز میں لطائف کی تشریح کی ہے ان سے اس طرح کی تحریک اختیاری لطائف کی کہیں بھی ثابت نہیں ہے۔

جواباً گذارش ہے کہ فتاوی رضویہ مولفہ فاضل بریلوی جلد نمبر2 سے نقل کر چلے ہیں۔ کہ عدم نقل، نقل عدم نہیں۔ جب عدم نقل یعنی کسی چیز کا منقول نہ ہونا، نہ ہونے کی نقل و ثبوۃ نہیں ہے۔ لہٰذا پیر محمد کا یہ کہنا غلط ہو گیا کہ اس طرح کی اختیاری تحریک لطائف کہیں بھی ثابت نہیں ہے۔

مزید یہ کہ حضرت صاحب نے کب اور کہاں فرمایا ہے کہ تحریک لطائف اختیاری ہے۔ یہ تو تمہاری بد گمانی ہے۔ جو بجائے خود گناہ ہے۔ اگر حضرت صاحب نے یہ کہیں فرمایا ہوتا تو تمہارا اعتراض مذکور قابل اعتناء قرار پاتا، مگر آپ نے یہ فرمایا ہی نہیں۔ اگر آپ کو اسرار ہے تو آپ کی تحریر سے باحوالہ ثابت کرو۔ ورنہ "لعنت اللّٰه علی الکاذبین" پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لو۔ نیز جب تواجد من شبہ بقوم فھو منھم کی دلیل سے جائز ہے تو اسی دلیل سے اپنے اختیار سے تحریک لطائف بھی تو جائز ہوگی۔ وہاں بھی وجد کی نقل کی وجہ سے تواجد جائز ہے تو یہاں غیر اختیاری حرکت لطائف والوں سے اختیاری حرکت لطائف والوں کی مشابہت ہے اور تواجد کے جواز کی صراحت دیکھنی ہے۔ تو ملاحظہ ہو :۔ "الحدیقته الندیه شرح طریقه محمدیه" صفحہ نمبر 543 جلد دوئم میں فرماتے ہیں۔ "فان طریق الوجد والتواجد الذی تعلمه الفقراء الصادقون فی هذا الزمان و بعدہ کما کمانو ایعلمونه من قبل فی الزمان الماضی نور و ہدایته و اثر توفیق من اللّٰه و عنایته" یعنی وجد و تواجد کا طریقہ جس کو سچے فقراء نے سیکھا ہے اس زمانے اور اس کے بعد جیسے کہ جانتے تھے وہ اس سے قبل ماضی کے زمانے میں یہ نور اور ہدایت ہے اور خدا کی توفیق کا اثر ہے۔ اور اس کی عنایت ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ "قال المناوی رحمته اللّٰه تعالیٰ فی طبقات الاولیاء فی ترجمه الشیخ ابراہیم دسوقی انه قیل للجنید قدسی سره ان قوما تواجدون و یتمایلون فقال دعوهم مع اللّٰه

یفرحون۔ الخ۔ یعنی امام مناوی فرماتے ہیں طبقات اولیاء نامی کتاب میں۔ شیخ ابراہیم دسوقی کے ترجمہ میں کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ سے سوال کیا گیا کہ کچھ لوگ تواجد (بلتکلف وجد کرنا) کرتے ہیں اور دائیں بائیں جھکتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو' کچھ نہ کہو' وہ خدا کے ساتھ خوش ہوتے ہیں۔ صفحہ 545 جلد 2 میں فرماتے ہیں "ولا شک ان التواجد و ھو تکلف الوجد و اظھارۃ من غیر ان یکون لہ وجد حقیقتہ فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی و ھو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول ﷺ من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ"

ترجمہ :۔ اور شک نہیں کہ تواجد اور وہ از خود وجد کی صورت بنتا ہے اور وجد کا اظہار کرنا ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کو حقیقی وجد ہو۔ اس میں وجد حقیقی رکھنے والوں سے شبہ پایا جاتا ہے اور یہ صرف جائز ہی نہیں بلکہ شرعا مطلوب بھی ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرتا ہے وہ انہی میں سے ہوتا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کیا ہے۔

یہاں سے عبارات ضمنی طور پر نقل کی ہیں۔ جن سے صرف یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ تواجد جو حقیقی وجد کی نقل ہے یہ حدیث مذکورہ سے جائز ثابت ہے۔ جب یہ حقیقت ہے تو پھر لطائف کی تحریک اور مشق کرنا یا کرانا تاکہ غفلت دور ہو اور سوئے ہوئے لطائف بیدار ہو کر ذاکر بن جائیں یہ کیوں جائز نہیں۔ یقیناً یہ بھی جائز ہے۔ کیونکہ حقیقی ذاکرین کے ساتھ یہ بھی شبہ ہے۔ جس کا جواز ہی ثابت بالحدیث نہیں بلکہ اس کا مطلوب شرعی ہونا بھی حدیث قولی مرفوع سے ثابت ہے۔ اور علامہ جلال الدین سیوطی" فرماتے ہیں کہ مسئلہ :۔ "فی جماعتہ صوفیتہ اجتمعوا فی

مجلس ذکر ثم ان شخص من الجماعته قال من المجلس ذاکر او استمر علی ذالک لوارد فعل له فهل له فعل ذالک سواء کان باختیاره ام الا و هل لاحد منصه وزجره عن ذالک

الجواب :۔ لا انکار علیه فی ذالک و قد سئل عن هذا السوال بعینه شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی فاجاب بانه لا انکار علیه فی ذالک و لیس لما منع التعدی بمنعه ویلزم المتعدی بذالک التعزیر ' وسئل عنه العالامته برهان الدین الانباسی فاجاب بمثل ذالک و زاد ان صاحب الحال مغلوب و المنکر محروم ما ذاق لذة التواجد ولا صفاله المشروب قال فی آخر جوابه :۔ و بالجملته فا الاسلامته فی تسلیم حال القوم و اجاب بمثل ذالک بعض ائمته الحنفیه۔ والمالکیته کلهم کتبوا علی هذا السوال بالموافقته من غیر مخالفته۔ (الحاوی الالفتاوی)۔ جلد 2 صفحه نمبر 234

ترجمه :۔ سوال صوفیاء کی ایک جماعت ذکر کی مجلس میں جمع تھی پھر جماعت میں سے ایک شخص ذکر کرتے ہوئے کھڑا ہو گیا اور وارد ہونے والی کیفیت کی وجہ سے کھڑا ہی رہا۔ تو اسے ایسا کرنا جائز ہے؟ خواہ اس نے اپنے اختیار سے ایسے کیا۔ یا بغیر اختیار کے۔ کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ اسے منع کرے اور زجر و توبیخ کرے۔

جواب :۔ اس شخص پر اس معاملہ میں کوئی انکار نہیں ہے۔

یہی سوال بعینہ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی سے کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اس شخص پر اس بارے میں کوئی اعتراض و انکار نہیں ہے۔ اور منع کرنے والے کو روکنے کا حق نہیں ہے جو شخص اس پر زیادتی کرے گا وہ خود سزا کا حق دار ہے۔ علامہ برہان الدین ابناسی سے یہ سوال پوچھا گیا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا اور مزید فرمایا کہ صاحب حال مغلوب ہے اور منکر محروم ہے۔ اس نے تواجد کی لذت نہیں چکھی اور نہ اسے صاف شفاف مشروب ملا ہے۔ آپ نے اپنے جواب کے آخر میں فرمایا خلاصہ یہ ہے کہ سلامتی قوم کے حال کو تسلیم کرنے میں ہے۔ ایسے ہی جواب بعض حنفی اماموں اور مالکی اماموں نے دیا ہے۔ سب نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے موافقت کی ہے۔ اور کسی نے مخالفت نہیں کی۔ (الحاوی للفتاوی صفحہ 234 جلد 2)

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ وجد و تواجد پر مشتمل عبارات نقل کرنے سے مقصد یہاں وجد و تواجد کا ثبوت نہیں وہ اپنے مقام پر انشاء اللّٰہ آئے گا۔ یہاں صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ تواجد جو حقیقی وجد کی صرف نقل ہے اور اس کی وجہ سے تواجد کی مشابہت وجد حقیقی والوں سے ہوتی ہے تو اس مشابہت یا تشبہ کی وجہ سے تواجد کو علامہ عبد الغنی نابلسی اور علامہ جلال الدین سیوطی جائز بلکہ مطلوب شرعی قرار دے رہے ہیں۔ حدیث کی روشنی میں تو بندہ ناچیز کہتا ہے کہ تحریک لطائف اگر

بالفرض اختیاری ہی ہو تو چونکہ اس کی مشابہت غیر اختیاری حرکت لطائف والوں سے ہے اس لئے من شبہ بقوم فہو منہم فرمان رسول اللہ ﷺ کے مطابق یہ بھی جائز بلکہ امر مطلوب شرعی ہے۔ لہذا پیر محمد کا یہ اعتراض اور گرفت بھی بے بنیاد اور باطل و مردود ہے۔

قارئین کرام! صفحہ 45 جلد 2 میں لکھتا ہے کہ لطائف ان کے ناموں' مقامات اور احوال کی قطعی الثبوۃ کہ کر اس اختیاری عمل کو مسلمانوں پر لازم و فرض قرار دینا بے بنیاد اور اپنے پیٹ سے شریعت گڑنے کے مترادف ہے۔

الجواب :۔ حضرت قارئین! حضرت صاحب نے ہدایتہ السالکین صفحہ 183 میں صرف یہ فرمایا ہے کہ اب ہم اولاً یہ واضح کر دیتے ہیں کہ لطائف کے اسماء اور لطائف کے کمالات نصوص قطعیہ اور حدیث صریحہ اور ائمہ و بزرگان دین کے اقوال اور احوال سے ثابت ہے اس کے بعد حضرت صاحب نے چند آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ نقل فرما کر لطائف کے اسماء اور کمالات قطعی الثبوۃ آیات اور بعض احادیث مبارکہ سے ثابت فرماتے ہیں اور صفحہ 191 پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب ارشاد الطالبین سے لطائف کے کمالات اور تصوف کی فرضیت کے متعلق ایک عبارت نقل فرمائی ہے۔ صفحہ 14 سے جس کا ایک جملہ یہ ہے کہ پس تحصیل کمالات ولایت از فرائض آمدہ۔ یعنی ولایت کے کمالات کا حاصل کرنا فرائض میں سے ہے۔ یہ عبارت قضیہ مہملہ ہے جو موجبہ جزئیہ کے حکم میں ہوتا ہے جس کا مفاد یہ ہے کہ بعض اہل اسلام پر اس کا حاصل کرنا لازم ہے۔ یہ مراد نہیں کہ ہر فرد مسلم پر فرض ہے۔ یعنی فرض سے مراد فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہو سکتی ہے۔ پھر سرکار مبارک نے از خود سے نہیں فرمایا بلکہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی سے نقل فرمایا ہے۔ بقید صفحہ اگر اعتراض ہی کرنا تھا پیر محمد کو' تو بجائے حضرت صاحب کے قاضی صاحب پر اعتراض کرتا جو اصولی بات ہے۔ صفحہ 45 پر جلد 3 پر پیر محمد اعتراض یوں کرتا ہے اس خود اختیاری عمل کو

...جد اور حرکت لطائف کا نام دے کر اپنے آپ کو اخص الخواص اولیا کرام مشہور کرنا مسلمانوں کو بیوقوف بنانے کے مترادف ہے۔ اس لئے کہ وجد بمعہ اقسام کے غیر اختیاری عمل ہوتا ہے۔ جس کا شعور اور ادراک باقی ہوتے ہوئے آغاز کرنے اور ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ بلکہ میرے مخاطب (پیر سیف الرحمان) اپنی مرضی و اختیار سے محل وقوع کی مناسبت کو دیکھ کر آغاز بھی خود کرتا ہے اور اختتام بھی خود کرتا ہے۔ ایسے حالات میں اس عمل کو وجد یا حرکت لطائف کے ساتھ مشہور کرنا کذب دروغ گوئی اور تصوف و سلوک کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے۔

الجواب :۔ وجد اور وجد کی حقیقی کیفیات یقیناً غیر اختیاری چیز ہیں اور تواجد کے بالکل برعکس ہے۔ کیونکہ تواجد امر اختیاری ہے اور اختیاری ہونے کے باوجود مطلوب شرعی ہے۔ من شبہ بقوم فھو منھم حدیث پاک کی روشنی میں جیسا کہ الحدیقہ اور الحاوی الفتاوی کی سابقہ منقولہ عبارات سے واضح ہے۔

قارئین کرام! اس صفحہ 45 پر پیر محمد نے جو کچھ کہا اس کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ پیر سیف الرحمان جھوٹ کہتا ہے۔ اور لطائف حرکت کو اخص الخواص اولیاء کرام کی کرامت و خرق عادت قرار دیتا ہے۔ یہ اس کا کرتب ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔

قارئین کرام! یہ ظالم خود پرلے درجے کا حاسد ہے حسد کی آگ میں جلتا ہے اور حضرت قیوم زماں پر بہتان تراشی کرتا ہے۔ کبھی کچھ بکتا ہے اور کبھی کچھ۔ دراصل علماء کرام کو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ بدبخت علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ رحمتہ کی اس عبارت کا کامل مصداق ہے۔ عبارت ملاحظہ ہو :۔

"و اتھم نفسکٔ فی القصور عن معرفتہ اولیاء اللّٰہ تعالٰی ولا تسئی الظنون فی احدمنھم۔" یعنی اولیاء کرام کی پہچان کے متعلق اپنی کوتاہی کے

سلسلے میں اپنے آپ کو مہم سمجھ اور کسی ولی کے بارے میں بدگمانیوں میں مبتلا نہ ہو۔
پھر فرمایا "فمن آذی الاولیاء بسوء ظنه فقد خرج من دائرة
الشریته" جو اولیاء کو بدگمانی کرکے اذیت دیتا ہے وہ دائرہ شریعت سے خارج ہو
جاتا ہے اب خود پیر محمد غور کرے کہ اس نے ایسی بدگمانیاں کرکے کیا اپنے آپ کو دائر
شریعت سے نکال باہر نہیں کرلیا۔ آگے فرماتے ہیں کہ "بالیظن انه انما انکر
امراً باطلًا و فعلًا ضبیحًا تصوره فی نفسه و حکم بانه فعل ذالل
الولی او قوله فحکم بسببه علی ذالك الولی بانه لیس یولی و ان
فاسق او کافر او ملحد اور زندیق و الولی فی حقیقته امره من
حیث مایعلمه تعالٰی منه بری من جمیع ما اعتقده فیه ذالل
المنکر و عمله ذالك الذی انکره علیه و قوله ذالك الذی انکر
علیه ایضًا لیس شئی منهما باطًا فی شریعته ولا کفراً و لا
الحاداً ولا زندقته بل ذالك الفعل طاعته و قربته الی اللّٰه تعالٰی و
ذالك القول قول حق و صواب هو محض ایمان و حقیقت
معرفته و ایمان و لکن سماه ذالك منکر کفراً و الحاداً او زندقت
لمحض جهله و عناده و عدم اعرافه بالقصور عن علوم الاولیا
و معارف الصدیقین عدم احساسه بطمس بصریته و عمی قلب
عن ادراک مداکهم و الکشف عن حقائق اسرار هم و لمحات
انوار فالمنکر یتقلب فی اودیته الکفر و الضلال والالحا
والزندقته و هو معتقد انه یتقلب فی اودیته الایمان و الطاع
وارشاد الناس الی الاحتراز عن الخطاء و الضلال و انصیحته
الهدی و هو لا یشعر فکفره عند اللّٰه تعالٰی یستظهر له و امثا
ممن مواقعه علی الانکار المذکور یوم القیامته (الی ان قال)

لكن الآن فی الدنیا لایحکم المنکر ھو نفسه علی نفسه
بالکفر ولا امثاله یحکمون علیه بذالک لاصرار المنکرین
کلھم علی عقیدة واحدة ھی الانکار فالحکم علیھم باالاسلام
بنی علی مجرد زعمھم۔الخ

ترجمہ :۔ بلکہ یہ منکر گمان کرتا ہے کہ اس نے کسی باطل چیز برے فعل کا انکار کیا ہے۔ جس کے برے ہونے کا تصور اس نے خود کر لیا ہے اور یہ حکم لگاتا ہے کہ یہ اس ولی کا فعل یا قول ہے۔ اس سبب سے اس ولی کے خلاف حکم لگاتا ہے۔ یہ ولی نہیں بلکہ فاسق یا کافر یا ملحد یا زندیق ہے۔ اور ولی درحقیقت اللہ تعالیٰ علم کی حیثیت سے ان تمام باتوں سے بری ہے۔ جن کا اعتقاد اس منکر نے اس ولی کے متعلق کر رکھا ہے اور اس عمل سے جس کا یہ اس پر انکار کرتا ہے اور اس قول سے جس کا یہ انکار کرتا ہے ان میں سے کوئی چیز (درحقیقت) باطل نہیں ہے۔ شریعت میں اور نہ کفر ہے نہ الحاد ہے' نہ زندقہ ہے بلکہ یہ فعل طاعۃ اور قربت ہے باری تعالیٰ کی اور یہ قول حق و صواب ہے اور محض ایمان اور حقیقتہ معرفت ہے اور ایقان و یقین ہے لیکن یہ منکر اس کو کفر و الحاد اور زندقہ کہتا ہے۔ محض اپنی جہالت اور عناد کی وجہ سے۔ اور اس وجہ سے کہ اولیاء کرام کے علوم اور صدیقوں کے معارف سے اپنی کوتاہی کا اعتراف نہیں کرتا اور اس کو یہ احساس ہی نہیں رہا کہ اس کی بصیرت محو ہو چکی ہے۔ اور دل اندھا ہو گیا ہے اولیاء و صدیقین کے مدارک کے ادراک سے اور ان کے اسرار کے حقائق اور انکے انوار کے لمحات کے کشف سے انکار کرنے والا کفر و ضلال اور الحاد و زندقہ کی وادیوں میں بھٹک گیا ہے اور عقیدہ یہ رکھتا ہے کہ وہ ایمان و طاعۃ اور لوگوں کی ہدایت کا کام کر رہا ہے اور لوگوں کو خطاء و ضلال و گمراہی سے بچانے میں مصروف ہے۔ اس کو اپنے متعلق شعور ہی نہیں اس کا کفر عنقریب اس پر اور اس کے حامیوں پر جو انکار مذکور میں اس کی موافقت کرتے ہیں ظاہر ہو جائے گا قیامت کے دن (یہاں

تک دیا) کہ لیکن اب دنیا میں اپنے آپ پر خود کفر کا حکم نہیں لگاتا اور نہ اس کے حامی ایسا کرتے ہیں۔ کیونکہ ان سب کا ایک ہی عقیدہ ہے۔ اور وہ انکار ہے لہٰذا اس پر اسلام کا حکم محض ان کے زعم و گمان پر مبنی ہے۔ الخ۔

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض لوگ جو خود کفر و ضلال و الحاد و زندقہ میں مبتلا ہے وہ بعض اولیاء کرام کے حالات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اسی وجہ سے ان اولیاء کرام پر کفر و ضلال و الحاد و زندقہ کا حکم لگاتے ہیں۔ اپنے کفر و ضلال و الحاد و زندقہ کا انکار کرتے ہیں۔ اپنے آپ کو ایمان والا سمجھتے ہیں مگر حقیقتاً وہ دائرہ شریعت سے خارج ہو چکے ہوتے ہیں۔ طمس بصیرت دل کے اندھے ہونے کی وجہ سے اولیاء کرام پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ خود کو ھادی و مرشد سمجھتے ہیں یہ اپنے زعم کے مطابق تو مسلمان ہوتے ہیں مگر حقیقت میں یہ کافر یا ملحد یا زندیق ہوتے ہیں۔ اس عبارت کا ایک ایک لفظ پیر محمد اور اس کے حامیوں پر فٹ آتا ہے۔ علامہ نابلسی کی قبر پر اللہ تعالیٰ کی کروڑ ہا رحمتیں نازل ہوں، جنہوں نے پیر محمد جیسے لوگوں کی حقیقت واضح فرما دی ہے۔ پیر محمد نے اپنی مجموعہ خرافات میں جس قدر بکواسات و خرافات جمع کر کے اپنی عاقبت تباہ و برباد کی ہے ان سب کے جواب کے لئے یہی ایک عبادت کافی و وافی ہے۔ ملاحظہ الحدیقتہ الندیہ شرطریقتہ المحمدیہ صفحہ 242 اور 241 جلد 1

قارئین کرام! پیر محمد کی کتاب میں جہاں کہیں بھی اس نے حضرت قیوم زماں پر جھوٹ یا فریب کاری وغیرہ وغیرہ کے اتہام و الزام لگائے ہیں ان سب کا جواب چونکہ عبارت مذکورہ بالا میں آچکا ہے اس لئے آئندہ ہم ایسی باتوں کے متعلق کچھ نہیں لکھیں گے۔ البتہ جو مسئلہ آئے گا اس کا جواب انشاء اللہ ضرور دیا جائے گا۔

پیر محمد کا سفید جھوٹ

صفحہ 46 پر لکھتا ہے کہ کار خیر سے منع یا بخل کرنا اور علم نافع کا کتمان کرنا الخ

کبیرہ ہے جبکہ پیر سیف الرحمان اپنے خلفاء کو شدید تاکید کرتا ہے کہ جب تک کوئی شخص تم کو اخص الخواص اولیاء اللہ اور قیوم کے ردیف کملات ہونے کا یقین پختہ نہ کریں۔ اس وقت تک یہ چیز کسی کو نہ بتانا اور خود بھی اس کا یہی معمول ہے۔

الجواب :۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے ہمیں بھی آپ نے فلامتہ مطلقہ عطاء فرمائی ہے اور آگے لوگوں کو بعیت کرنے کی اجازت فرمائی ہے مگر ہمیں تو کبھی بھی کوئی ایسی بات آپ کی ذات میں نظر نہیں آئی نہ کبھی آپ نے ایسا فرمایا ہے نہ کبھی یہ فرمایا کہ مجھے قیوم زماں اور مجدد عصر ثانی' یہ عبارت جراحات میں پڑھ کر ہم نے فوری طور پر " لعنت اللّٰہ علی الکاذبین" الضرالفہ مرۃ پڑھا۔ پیر محمد کی خبث روح کی خباثت کے پیش نظر الف الف مرہ کا اضافہ کیا ہے۔ اور پیر محمد کا یہ کہنا کہ پیر سیف الرحمان صاحب ۔(مدظلہ) کا اپنے لطائف کو حرکت دینا یہ اختیاری عمل و کرتب و شعبدہ بازی ہے۔ تو جواباً عرض یہ ہے کہ یہ بھی بے بنیاد اتہام ہے اور الزام ہے۔ جو گناہ کبیرہ ہے اور حرام ہے۔ اور حرام کو حلال سمجھ کر کرنے والا کافر اور حرام سمجھ کر کرنے والا فاسق ہوتا ہے۔ اور کسی اچھے عمل کو اختیاری طور پر کرنا من شبہ یقوم فھو مسھم کی بنیاد پر اچھا ہی ہے خواہ اختیاری ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ الحادیقتہ الندیہ اور الحاوی للفتاوی کی سابقہ نقل کروہ عبارت سے ثابت ہے۔ اور پیر محمد کا یہ کہنا کہ اس عمل کو چند درویشوں کو سکھانے سے انکار کرنا' کتھان علم نافع ہے۔ تو حقیقتاً یہ سفید جھوٹ ہے ایسا ہرگز نہیں ہوا کیونکہ حضرت صاحب کے پاس کوئی ایسا عمل جو کرتب اور شعبدہ بازی کہلا سکتا ہے ہرگز نہیں ہے۔ یہ معاندانہ پروپیگنڈا ہے۔ پیر محمد اور اس کے حواریوں کا۔ اگر حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ پر سلطان شمس الدین التمش کی موجودگی میں ایک سازش کے تحت چند خدام واحباب کی موجودگی میں ایک عورت آکر یہ کہ سکتی ہے کہ اس شیخ کو کہو کہ میرے ساتھ نکاح کرے۔ کیونکہ میں اس کے بچے کی ماں بننے والی ہوں (معاذ اللہ)۔ تو پھر پیر محمد جیسا حاسد اپنے رفقاء اور حامیوں سے مل کر ایسے بہتان

لگانے کی سازش کیوں نہیں کر سکتا۔ یہ سب معاندانہ اور حاسدانہ سازش کا نتیجہ ہے۔ اور کچھ نہیں۔ مگر ایسی سازشیں اور منصوبے بنانے والے بالاخر خود ہی ذلیل و رسواء ہوا کرتے ہیں۔ اللہ والوں کا تو کچھ نہیں بگڑتا۔ حزب الشیطان کا ہمیشہ یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ اللہ والوں پر اعتراض اور ان کی عیب جوئی کرتے رہتے ہیں۔

وضاحت خلاصہ مطلوبہ مسئلہ نمبر 10

قارئین کرام! پیر محمد صفحہ 47،46 تا 48 پر لکھتا ہے کہ مذاہب اربعہ اہلسنت و الجماعت کے اکابرین کی تصریحات کے مطابق کسی بھی مسلمان کی تکفیر کا مسئلہ نہایت باریک ہے اور جائے احتیاط ہے اور جمہور متکلمین و فقہاء احناف کے اسلامی دستاویزات میں بلا نکیر اصول بحیثیت قانون اسلامی لکھا ہوا موجود ہے کہ۔ اہل قبلہ یعنی تمام ضروریات دینیہ کے ماننے والے کسی بھی مسلمان کی تکفیر کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہوا موجود ہے کہ کسی اہل قبلہ مسلمان کے غلط کلمہ میں 99 وجوہات و احتمالات کفر کے ہوں۔ اور صرف ایک احتمال جائز عمل و معنی کا ہو سکتا ہو۔ تب بھی اس پر حکم کفر کا لگانا ناجائز و ناروا ہے۔ لیکن میرے مخاطب (پیر سیف الرحمان) بلا جھجک مولانا الیاس قادری سمیت دعوت اسلامی والوں کو، سنی تحریک مولانا مودودی مرحوم سمیت تمام جماعت اسلامی، تمام اہل تشیع اور تمام سلفیہ الحدیث والوں کو کافر مطلق کہہ کر اس مسلمہ اسلامی قانون کو پامال کر رہا ہے اور صرف ان کو ہی نہیں بلکہ اپنی ولایت و قیومیت اور مجددیت کو نہ ماننے والے اور اپنے ناجائز اعتقادات و حرکات پر اعتراض کرنے والے ہر مسلمان کو کافر ابدی، اجماعی اور قطعی کافر، ملحد، زندیق وغیرہ القاب خبیثہ سے منسوب کرکے اندرون پاکستان بھی افغانستان کی طرح فساد برپا کر رہا ہے۔

الجواب :۔ قارئین کرام! پیر محمد نے منقولہ عبارت میں دو باتیں کہی۔ ایک یہ کہ

مذاہب اربعہ خصوصاً جمہور احناف و فقہاء و متکلمین کے نزدیک کسی تکفیر میں انتہائی احتیاط ضروری ہے۔ کسی اہل قبلہ مسلمان کی تکفیر نہیں ہو سکتی۔ اگر ایسے مسئلہ کے کلمہ میں 99 احتمال کفر اور ایک احتمال اسلام کا ہو تو اس کو بھی کافر قرار نہیں دے سکتے۔ الخ۔

دوسری بات یہ کہی کہ پیر سیف الرحمان (مدظلہ) یہ احتیاط نہیں کرتے کہ ہر کسی کو کافر قرار دے دیتے ہیں۔ دعوت اسلامی' سمیت مولانا الیاس قادری کے۔ سنی تحریک کو مولانا مودودی مرحوم کو' تمام جماعت اسلامی کو تمام اہل تشیع کو اور سلفیہ اہلحدیث کو مطلق کافر کہتے ہیں بلکہ جو ان کو ولی' قیوم' مجدد نہیں مانتا اور ان کی حرکات پر اعتراض کرتا ہے اس کو بھی کافر قرار دیتے ہیں۔

پہلی بات کا جواب یہ ہے کہ جہاں پر مذاہب اربعہ کے اکابرین اور خصوصاً احناف جمہور فقہاء و متکلمین کے مذکورہ بالا اصول و ضابطہ اسلامی کا تعلق ہے وہ درست ہے۔ اور اگرچہ پیر محمد نے اس کو کسی کتاب کے حوالے سے نقل نہیں کیا مگر ہم پھر بھی درست مانتے ہیں یہ اصول مسلمہ ہے۔ مگر اس اصول کے استعمال میں پیر محمد جیسے جاہل ٹھوکر کھاتے ہیں یہ اصول ایسے کلمات سے متعلق ہے جو کلمات اپنے مفہوم میں صریح نہیں ہوتے۔ بلکہ کنایہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ متعدد اور مختلف معانی کا احتمال صرف کنایات میں ہوتا ہے۔ یہ احتمالات صریح میں نہیں ہوتے۔ کیونکہ صریح کی تعریف ہے ماظہر المرادبہ (اصول شاشی) جس کا معنی ظاہر ہو اور کنایہ کی تعریف یہ ہے کہ استترالمرادبہ جس کا معنی پوشیدہ ہو۔ تو احتمال کنایہ میں ہوتا ہے نہ کہ صریح میں۔ اور پہلے ہم بتا چکے ہیں کہ راونڈیوں کے اکابر کا کلمہ کے مقصد کے حوالے سے جو کچھ کہا ہے کہ وہ عبارت صریح ہے کنایہ نہیں ہے لہٰذا وہ عبارت کفریہ ہے اور اس کا کفری ہونا خود پیر محمد بھی تسلیم کر چکا ہے۔ چنانچہ پیر محمد خود مجموعہ خرافات کے صفحہ 36 پر لکھتا ہے کہ اگرچہ الظاہر غیر اسلامی ہیں کلمہ طیبہ کے حوالہ سے اکابر یہ اسلام کی تشریح کے خلاف ہیں۔

شان الوہیت کی توہین و تنقیص کو ملتزم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے خلاف ہیں۔ الخ۔

یہ عبارت واضح کر رہی ہے کہ متنازعہ عبارت کو پیر محمد بھی غیر اسلامی، شان الوہیت کی توہین و تنقیص کو ملتزم ہیں۔ بظاہر اللہ تعالیٰ کی اوصاف سلبیہ کا بظاہر انکار ہے۔ لہٰذا پیر محمد کا اس متنازعہ عبارت کو غیر اسلامی بظاہر شان الوہیت کی توہین و تنقیص اور اوصاف سلبیہ کا انکار ماننے کے باوجود اسلامی بنانے کی کوشش کرنا ان کی جہالت کی غماز ہے۔

دوسری بات یہ کہا ہے کہ عبارت منقولہ بالا میں حضرت پیر صاحب کے متعلق یہ کہنا کہ آپ فلاں کو بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ فلاں کو بھی اور فلاں کو بھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مولانا الیاس قادری اور ان کی دعوت اسلامی اور مودودی اور جماعت اسلامی وغیرہ کو کافر قرار دینے کا تعلق ہے تو یہاں تفصیل کی ضرورت ہے۔ مثلاً یوں کہ جو شخص خدا اور رسول کا گستاخ ہے، خواہ مومن ہے یا توہینی گستاخانہ عبارات سے آگاہ ہو کر بھی ان کو صحیح مانتا ہے یا کوئی بھی وجہ کفر اس میں پائی جاتی ہے تو یہ یقیناً کافر ہے۔

اس کے کفر میں شک نہیں مگر جو شخص خود گستاخ بھی نہیں اور گستاخانہ عبارات کی صحت کا قائل بھی نہیں یا گستاخانہ عبارات سے آگاہ بھی نہیں چاہے وہ جماعت اسلامی کا ہو یا کوئی بھی ہو وہ ہرگز کافر نہیں ہے محض دیوبندی ہونا کافر ہونے کی دلیل نہیں ہے نہ یہ وجہ کفر ہے۔ ہم نے کہیں بھی یہ نہیں پڑھا کہ حضرت صاحب نے کہیں یہ لکھا ہو کہ مولانا الیاس قادری اور دعوت اسلامی والے کافر ہیں اور نہ ہی یہ پڑھا ہے کہ سنی تحریک والے کافر ہیں یا تمام شعیہ بلاتفصیل کافر ہیں یا تمام مودودیئے بلاتفصیل کافر ہیں یہ صرف حضرت صاحب کے خلاف ان لوگوں کو اکسانے کا حربہ استعمال کیا ہے تاکہ یہ سب لوگ آپ کے خلاف میرے ساتھ ہوجائیں اور دعوت اسلامی اور سنی تحریک والے ان سیفیوں کو جگہ جگہ نقصان پہنچائیں مگر اس کی یہ مراد انشاء اللہ تعالیٰ کبھی بھی پوری نہ ہوگی موتو بغیظکم کا مصداق یہ خود ہی جل جل کر مرجائے گا اگر تائب نہ ہوا۔

کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ کتاب و سنت کے علاوہ مشائخ و علماء کے اقوال میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے جب مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے تو پھر یہاں پر پیر محمد کے اس قول کا مفہوم مخالف معتبر ہوگا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام شعیہ بلااستثناء اور تمام مودودیئے تمام رائیونڈیئے پیر محمد کے نزدیک بلاتفصیل مسلمان ہیں کوئی بھی ان میں کافر نہیں ہے۔ کیا یہ درست ہے کیا پیر محمد اس کا جواب دے گا؟۔ کیا واقعی پیر محمد کے نزدیک تمام دیوبندی اور مذکورہ بالا لوگ واقعی مسلمان ہیں؟۔

پیر محمد کی یہ ذمہ داری اور فرض تھا کہ وہ حضرت قیوم زماں کی کسی کتاب یا تحریر کا حوالہ دیتا کہ فلاں کتاب فلاں صفحہ پر آپ نے مولوی الیاس قادری صاحب اور دعوت اسلامی اور سنی تحریک کو کافر قرار دیا ہے مگر وہ اپنی اس ذمہ داری اور فرض سے عہدہ برا نہیں ہوسکا جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بات سفید جھوٹ ہے محض ان لوگوں کو آپ کے خلاف غضب ناک کرنے کی ناکام کوشش ہے۔ دعوت اسلامی والوں اور سنی تحریک کے نوجوانوں کو خود غور کرنا ضروری ہے کہ کیا ایسے جھوٹے شخص کی بات پر یقین کرنا مناسب ہے یا نہیں

پیر محمد صفحہ ۴۷ پر لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے میرے اعتراضات کا جو خلاصہ نکالا ہے وہ غلط ہے اعتراض اول ثالث رابع اور عاشر کے خلاصہ میں میری طرف سے جھوٹ گھڑتے ہیں کہ بلکہ میرے نزدیک کسی بھی شخص کو کافر کہنا غلط ہے اور اصول اسلام کے خلاف ہے دیکھو صفحہ ۳ سطر اول و دوم۔ نیز میرے اعتراض کے متعلق صداقت و امانت اور ایمان کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے صفحہ ۳ سطر نمبر ۷ تا ۱۰ لکھا ہے کہ۔ ''کسب و اکتساب کو تقسیم کرکے بعض کو اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کو کاسب لبعض الامور بنایا اور بعض کو اللہ کی شان کے منافی ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ سے ان کا صدور نفی کیا اسی طرح اعتراض خامس سادس اور سابع کا خلاصہ اپنے پیٹ سے بیان کیا ہے صفحہ ۱۳۲ پر لکھا ہے کہ اعتراض نمبر ۵ ۶ اور ۷ کا خلاصہ یہ ہے کہ عمامہ کو پیر محمد نے غیر مسنون جان کر اسے سنت جاننا نبی علیہ السلام پر بہتان ،

کذب گردانا ہے حالانکہ میرے اعتراض کے کسی بھی گوشہ میں ان کے گھڑے ہوئے مذکورہ خبیث و مردود اور غیر اسلامی الفاظ کا نام و نشان تک نہیں ہے الخ“

الجواب۔ قارئین کرام!۔ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں .بعینہ پیر محمد کے الفاظ و عبارت نقل کررہا ہوں بلکہ خلاصہ نقل کیا ہے اور خلاصہ میں پیر محمد کا عندیہ پیش کیا گیا ہے یعنی کسی شخص کو کافر کہنا خلاف اصول اسلامی سمجھتا ہوں۔ اس کی اپنی عبارت اس کی مجموعہ خرافات جراحات صفحہ ۱۱ پر یہ ہے (اور کسی مسلمان کے مجمل الفاظ یا غلط کلمہ کی وجہ سے اس پر حکم کفریا فتوی کفر صادر کرنے کے لئے اسلامی اصول کے خلاف سمجھتا ہوں) حضرت صاحب نے اس کا خلاصہ یہ پیش کیا ہے کہ بلکہ میرے نزدیک کسی بھی شخص کو کافر کہنا غلط ہے اور اصول اسلام کے خلاف ہے

صفحہ ۳ ان دونوں عبارتوں میں قطعی طور پر ملخص کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے جو مفہوم پیر محمد کی عبارت کا ہے وہی حضرت صاحب کے نقل کردہ خلاصہ کی عبارت کا ہے الفاظ میں فرق ہے مفہوم میں کوئی فرق نہیں ہے لہٰذا یہ سفید جھوٹ ہے کہ پیر صاحب نے خلاصہ غلط نقل فرمایا ہے

نیز پیر محمد کا یہ کہنا کہ صفحہ ۳ سطر ۷ تا ۱۰ پر لکھا ہے کہ۔

”کسب و اکتساب کو تقسیم کرکے بعض کو اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کو کاسب بعض الامور بنایا اور بعض کو اللہ تعالیٰ کی شان کے منافی ٹھرا کر اللہ تعالیٰ سے

ان کا صدور نفی کیا الجراحات صفحہ ۴۷ پر یہ خلاصہ میری عبارت کا نہیں ہے یہ پیر صاحب نے اپنی طرف سے گھڑا ہے"

یہ بھی پیر محمد نے اپنی گلو خلاصی کی چال چلی ہے کہ پیر صاحب نے اختصار کی خاطر اصل عبارت نقل نہیں فرمائی خلاصہ نقل کیا ہے لہٰذا میرے لئے گنجائش موجود ہے کہ میں کہہ دوں کہ یہ خلاصہ ہی غلط ہے میری عبارت کا یہ خلاصہ نہیں ہے قارئین کرام ہم پیر محمد کی اصل عبارت نقل کرکے آپ سے انصاف کی اپیل کرتے ہیں کہ آپ خود انصاف فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ یہ خلاصہ اس کی عبارت کا ہے یا نہیں ہے اس کی اپنی عبارت یہ ہے اللہ تعالیٰ سے اس کی شان کے مطابق سب کچھ ہونے کا یقین اور اس کی شان اقدس کے خلاف اس سے کچھ بھی نہ ہونے کا یقین میرے سمیت تمام عالم اسلام کا مشترکہ عقیدہ ہے۔

یہ عبارت ھدایتہ السالکین میں جو پیر محمد کا خط حضرت صاحب نے نقل فرمایا ہے اس میں موجود ہے بلکہ خود پیر محمد کی اپنی مجموعہ خرافات الجراحات کے صفحہ ۱۱ سطر ۴ میں بھی موجود ہے۔ جب ہونے اور نہ ہونے کی بحث میں پیر محمد نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہاں ہونے سے مراد پیدا ہونا نہیں یا کرنے سے پیدا کرنا نہیں تو پھر لازمی نتیجہ اس کا یہ ہے کہ یہاں اس بحث میں پیر محمد کے نزدیک ہونے سے مراد ہے خدا سے کسی ایسے فعل کا سرزد ہونا (یعنی کسب) جو اس کی شان کے مطابق ہے اور کرنے سے اس کے نزدیک مراد ہے اللہ تعالیٰ کا کسی ایسے فعل کو کرنا (یعنی اکتساب) جو اس کی شان کے لائق ہے

اسی طرح اللہ تعالیٰ سے نہ ہونے یا نہ کرنے کا مطلب ہے کہ کسی ایسے فعل کا نہ ہونا (کسب) یا نہ کرنا (اکتساب) جو اس کی شان کے لائق اور مناسب نہیں ہے تو پھر یہی خلاصہ ہوا عبارت مذکورہ متنازعہ کا کہ کچھ امور جو شان خداوندی کے لائق ہیں خدا ان کا کاسب ہے اور جو اس کی شان کے لائق نہیں ان کا وہ کاسب یا مکسب نہیں ہے ہماری اس بحث سے ثابت ہوگیا کہ پیر محمد کی عبارت کا خلاصہ یا ملخص وہی ہے جو حضور قبلہ پیر صاحب نے پیش فرمایا ہے ہونے اور کرنے کو جب پیر محمد نے کسب و اکتساب کے ساتھ خاص نہیں مانا تو پھر کس کے ساتھ خاص مانتا ہے جب ہونے اور کرنے کو بھی پیدا ہونا اور پیدا کرنا نہیں مانتا تو پھر کسب و اکتساب ہی کے معنی ہیں اور اغیرہ لہٰذا خلاصہ اپنی جگہ درست ہے اور انکار گلو خلاصی کے لئے ہے مگر باوجود ہاتھ پاؤں مارنے کے گلو خلاصی نہیں ہو سکتی سچ کہا گیا ہے کہ "چہ دلاوراست دزدے کہ بکف چراغ دارد"۔

پیر محمد صفحہ ۴۸ پر لکھتا ہے کہ صفحہ ۱۳۲ پر لکھا ہے (یعنی ہدایۃ السالکین میں) کہ اعتراض نمبر ۵ ۶ اور ۷ کا خلاصہ یہ ہے کہ عمامہ کو پیر محمد نے غیر مسنون جان کر اسے سنت جاننا نبی علیہ اسلام پر بہتان و کذب گردانا ہے الخ۔ اب قارئین کرام! خود پیر محمد کی عبارت نقل کرتا ہوں آپ خود فیصلہ کرلیں کہ مذکورہ خلاصہ پیر محمد کی عبارت کا ہے یا نہیں۔ عبارۃ ملاحظہ ہو۔

۵۔ بغیر عمامہ نماز پڑھنے کو آپ نے مکروہ تحریمی کہا ہے اور سنن ھدی اور سنت مولد؛

لہا ہے جبکہ میرے نزدیک آپ کا فتوی نہ صرف غلط فحش ہے بلکہ شریعت پر بہتان و کذب ہے اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ و بہتان ہے پیر محمد کی یہ عبارت حضرت صاحب کی ہدایتہ السالکین میں پیر محمد کے خط میں موجود ہے نمبر ۵ اور نمبر ۷ میں اور خود اس کی کتاب مجموعہ خرافات الجراحات صفحہ ۱۲ میں اس کے خط میں موجود ہے اب دیکھئے حضرات قارئین پیر محمد کی عبارت میں صراحۃ موجود ہے کہ بغیر عمامہ کے نماز کو مکروہ تحریمی کہنا میرے نزدیک غلط فحش اور شریعت پر بہتان و کذب ہے اور رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ و بہتان ہے ظاہر ہے کہ بعینہ عبارۃ میں اور اس کے خلاصہ میں الفاظ و کلمات کا فرق تو ضرور موجود ہوتا ہے مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ مفہوم و مدلول میں بھی فرق ہے یا نہیں تو ظاہر ہے کہ پیر محمد سنت موکدہ اور سنن ھدی میں شامل نہیں مانتا بلکہ وہ صرف سنت عادیہ لباسیہ مانتا ہے ایسی صورت میں اگر قبلہ عالم نے یہ لکھا ہے کہ پیر محمد نے عمامہ کو غیر مسنون جان کر اسے سنت جاننا نبی علیہ اسلام پر بہتان و کذب گردانا ہے تو یہ کب غلط ہے واقعی امر یہ ہے کہ پیر محمد عمامہ کو سنت موکدہ بھی نہیں مانتا اور سنت ھدی میں شامل نہیں سمجھتا تو حضرت صاحب کا مطلب یہ ہے کہ پیر محمد عمامہ کو غیر موکدہ و غیر سنت ھدی جان کر اس کو سنت موکدہ یا سنت ھدی جاننے کو نبی علیہ اسلام پر بہتان اور کذب گردانتا ہے یہی عبارت کا صحیح خلاصہ ہے پیر محمد سے پوچھو جب یہ خلاصہ غلط ہے تو کیا تم اقرار کرتے ہو کہ عمامہ تمہارے نزدیک مسنون ہے یعنی سنت موکدہ و سنت ھدی ہے یا نہیں شق اولی کی صورت میں جھگڑا ختم کیونکہ

تم نے ہمارا مدعا مان لیا اور شق ثانی کی صورت میں خلاصہ منقولہ درست ثابت ہو گیا تو

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اگر حضرت کا مقصد یہ ہو کہ پیر محمد عمامہ کو غیر مسنون جان کر یعنی سنت موکدہ بھی نہیں اور سنت غیر موکدہ بھی نہیں مانتا تو پھر یہ اعتراض کر سکتا ہے مگر ایسا ایک لفظ بھی موجود نہیں جس سے ثابت ہو کہ حضرت کا مقصد یہ ہے کہ پیر محمد کے نزدیک عمامہ نہ سنت موکدہ ہے نہ غیر موکدہ بلکہ ہدایتہ السالکین میں آپ نے خود لکھا ہے کہ پیر محمد عمامہ کو سنت عادیہ لباسیہ قرار دیتا ہے لہٰذا پیر محمد کا یہ اعتراض بھی انتہائی احمقانہ و جاہلانہ ہے۔

قارئین کرام یہاں تک تو بندہ ناچیز سگ آستانہ عالیہ سیفیہ نے پیر محمد کے دس سوال یا دس عدد وضاحتوں کے جوابات لکھے ہیں اب اس صفحہ ۴۸ سے آگے الجراحات یعنی آپریشنوں کا انشاء اللہ تعالیٰ آپریشن کیا جائے گا ہر آپریشن کی عبارت کا خلاصہ دیانت داری کے ساتھ نقل کر کے جواب عرض کیا جائے گا اور فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیا جائے گا وہ خود فیصلہ کریں کہ حق پر کون ہے

جراحات الفرید علی عنق المرید

قارئین کرام ! صفحہ ۴۸ کے تقریباً نصف سے صفحہ ۵۲ کے نصف تک جو کچھ پیر محمد نے بکا ہے وہ نرے خرافات ہیں اور جھوٹ ہیں اور الفاظ کے ھیر پھیر میں سوائے

گالیوں کے کچھ نہیں ہے جواباً ہم کیا کہیں گالی کا جواب گالی ہی سے دیں تو یہ تہذیب کے خلاف ہے اس لئے ہم صرف چند باتوں کا جواب دے گے گالیوں کا نہیں

صفحہ ۴۹ سطر نمبر ۱۰ میں لکھتا ہے کہ کثیر تعداد میں اپنے مرید علماء کو جن کو وہ استاد کل اور ثانی شیخ احمد سرھندی کہتا ہے الخ یعنی پیر سیف الرحمان (مدظلہ) اپنے مرید علماء کو ثانی شیخ احمد سرھندی کہتا ہے لعنتہ اللّٰہ علی الکاذبین۔ قارئین کرام اس جھوٹے فریبی لومڑی کے کردار سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم کو اپنے منقولہ بالا الفاظ کو عبارۃ حضرت قیوم زماں کی کسی کتاب یا کسی تحریر سے نکال کر دکھائے آپ نے کب کسی مرید عالم کو کس کتاب یا کسی کتابچے میں شیخ احمد سرھندی علیہ الرحمہ کا ثانی کہا یا لکھا ہے اگر یہ عبارت پیر محمد بعینہ آپ کی کسی بھی کتاب سے دکھا دے تو دس ہزار روپے انعام کا حقدار ہے بذریہ کسی بھی عدالت وہ ہم سے یہ انعام لے سکتا ہے

اگر نہ دکھا سکے تو پھر فان لم تفعلو ولن تفعلو فاتقوالنار التی وقودھاالناس ولھجارۃ کا مصداق نہ بنے بلکہ سچ مچ توبتہ النصوح کرکے حضرت صاحب سے معافی مانگ لے اہل حق کا شیوہ جھوٹ پر اڑنا نہیں بلکہ حق واضح ہونے پر توبہ کرنا ہے اور غلطی تسلیم کرنا ہے

پیر محمد ان صفحات میں کہتا ہے کہ میرے فلاں سوال کا جواب پیر صاحب نے نیس دیا فلاں کا بھی نیس دیا غلط کہتا ہے حضرت صاحب نے اپنے مخصوص عالمانہ انداز میں جواب دیا ہے مگراس کم فہم، کم عقل اور موٹے دماغ کی لومڑی کی سمجھ میں اگر کوئی

جواب نہں آیا تو اس میں حضرت صاحب کا کوئی قصور نہیں قصور اس کے قاصر فہم کا ہے اور ہم نے بھی سابقہ صفحات میں پیر محمد کے تمام سوالات کے مدلل جوابات عرض کردیے ہیں کسی سوال کو تشنہ نہیں چھوڑا (الحمد لله على ذالک)

صفحہ۵۱ پر پیر محمد کہتا ہے کہ جن تین اعتراضات سے برءۃ و انکار کیا گیا ہے تو میری معلومات کے مطابق یہ انکار جواب دینے سے لاچاری و عاجزی کی وجہ سے تقیہ پر مبنی ہے الخ ۔ جواباً گذارش ہے یہ تمہارا زعم باطل ہے تم ھدایتہ السالکین کو بغور پڑھو تو تمہیں اپنے ہر سوال کا تسلی بخش جواب ملے گا حضرت کے مقابلہ میں تو تم طفل مکتب کی حیثیت نہیں رکھتے تم خود جواب دینے سے قاصر و عاجز ہو اس لئے المرئا یقیس علی نفسه کے مطابق اپنے اوپر قیاس کرتے ہو شرم تم کو مگر نہیں آتی

یہ کہنا کہ پیر محمد کا اعتراض نمبر ۲ ۔ ۴ ۔ اور ۱۰ کے التزام سے انکار کیا ہے جواباً گذارش ہے کہ یہ کب ضروری ہے کہ ہر سوال کو صحیح تسلیم کیا جائے ظاہر ہے جو سوال قابل تسلیم ہوتا ہے اس کو تسلیم کیا جاتا ہے اور تسلیم کرکے جواب دیا جاتا ہے جو سوال تسلیم کے قابل نہیں ہوتا اس کاانکار کرکے جواب دیا جاتا ہے یہ کہنا کہ سوال نمبر۴ کو صرف عنوان میں ذکر کیا ہے مگر جواب قطعاً کچھ بھی نہیں دیا

قارئین کرام۔ سوال نمبر ۴ یہ تھا کہ سر پر ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کو آپ نے ناجائز مکروہ مکروہ تحریمی کہا ہے۔ اب جواب ھدایتہ السالکین کے صفحہ ۱۳۲ سے صفحہ ۱۵۰ تک موجود ہے جہاں بحث ہی صرف عمامہ و ٹوپی کی کی گئی ہے ان صفحات میں

حضرت صاحب نے مدلل طریقہ ہے ثابت فرمایا ہے کہ عمامہ کو بغیر نماز مکروہ تحریمی ہے اور یہ کہ ٹوپی پر عمامہ ہونا فارق بین المسلمین والمشرکین ہے حدیث پاک کی روشنی میں تو کیا سوال نمبر ۶ کا جواب ہو نہیں گیا یقیناً ہو چکا ہے آپ اپنے دماغ کا علاج کسی ماہر ڈاکٹر سے کرائیں

پھر کہتا ہے کہ نمبر ۹ سوال کا جواب دینے کی بجائے موضوع سے جدا اور غیر متعلقہ چیزوں کا ذکر کر کے اصل اعتراض کا کوئی جواب نہیں دیا میرا اعتراض تحریک اختیاری پر ہے وجد یا حرکت کل بدن و جزو بدن پر نہیں ہے جواباً گذارش ہے کہ پہلے اس پر بحث کر چکے ہیں اور جواب دے چکے ہیں مگر چونکہ یہاں وہ کہتا ہے کہ حضرت صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا اس لئے یہاں اس کا جواب حضرت صاحب کی کتاب میں تلاش کرتے ہیں

چنانچہ حضرت قیوم زماں ھدایتہ السالکین صفحہ ۱۸۳ میں لکھتے ہیں کہ الجواب۔ قارئین کرام پر واضح ہے کہ پیر محمد کے ناویں اعتراض سے تین باتیں نکلتی ہیں (۱) پیر محمد لطائف سے انکار کرتا ہے اور لطائف کے اسماء اور کمالات سے بھی انکار کرتا ہے اور استہزا لطائف کو غدود کہتا ہے۔ (۲) پیر محمد لطائف کی حیات اجراء اور حرکت پر استہزاء کرتا ہے۔ (۳) اور حرکت لطائف کو دھوکہ بازی اور مشق سمجھتا اور گناہ و حرام قرار دیتا ہے اس کے قرآنی آیات و احادیث و اقوال بزرگان دین سے پیر محمد کی ہر بات کا جواب دیا ہے مگر پیر محمد اب کہتا ہے کہ جواب نہیں دیا کیونکہ میرا اعتراض حرکت پر

نہیں تحریک پر ہے تو جناب تحریک پر آپ کا اعتراض بے بنیاد اور بدگمانی پر مبنی ہے جو ازروئے قرآن حرام ہے جس پر مکل بحث ہم پہلے کر چکے ہیں دوبارہ اس کو پڑھ لیں حضرت صاحب کی اپنی بحث ایک منصف مزاج دیانت دار غیر معاند کے لئے کافی و واضح ہے باقی ضدی ہٹ دھرم اور معاند کے لئے تو سارا قرآن بھی کفایت نہیں کرسکتا اگر تواجد اختیاری ہونے کے باوجود جائز ہے من تشبہ بقوم والی حدیث سے تو تحریک بھی اس علت کی وجہ سے جائز ہے آخر اس کے جواز کی علتہ شبہ کو کیوں نہیں بنا سکتے۔

قارئین کرام پیر محمد صفحہ ۵۲ پر لکھتا ہے کہ اس صورت حال کے مطابق دس میں سے صرف پانچ اعتراض یعنی ۱ ۳ ۵ ۷ ۸ کا مکمل طور پر التزام کرکے جو سلیمی جوابات دیئے ہیں میں ہر قسم کے مجادلہ و مکابرہ کو ناجائز و حرام سمجھ کر تفوق تکبرو تعصب سے من کل الوجوہ بالاتر ہو کر ان کا صحیح آپریشن کروں گا وغیرہ وغیرہ۔

جواباً گذارش ہے کہ پیر محمد یہ تاثر دے رہا ہے کہ پیر سیف الرحمن (مدظلہ) نے میرے دس سوالات میں سے پانچ کے جوابات دیئے ہیں جبکہ دو سوالوں سے مکمل خاموشی اختیار کی ہے اور تین سے انکار کیا ہے ہم نے سابقہ صفحات میں واضح کردیا ہے کہ حضرت صاحب قبلہ نے ہر سوال کا جواب مدلل انداز میں پیش کردیا ہے چونکہ ان پانچ جوابات کے سمجھنے سے خود قاصر و عاجز رہا ہے اور ظاہر ہے جن سوالوں کے سمجھنے سے قاصر رہا ہے ان کے جوابات کیونکر دے سکتا تھا اس لئے بہانہ بنا کر کہتا ہے کہ

صرف پانچ کے جوابات دیئے ہیں جن کا میں آپریشن کروں گا۔

قارئین کرام ! اب ہم صفحہ ۵۲ سے اس کے دوسرے آپریشن کا خلاصہ نقل کرکے پھر اس کے آپریشن کا آپریشن ایسا کریں گے کہ خود (پیر محمد بھی) یاد رکھے گا کہ کسی سگ آستانہ عالیہ سیفیہ نے خوب درگت بنائی ہے

قارئین کرام پیر محمد صفحہ ۵۲ پر الجراحات نمبر۲ میں لکھتا ہے کہ اعتراض اول یعنی اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین مخلوق سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ دونوں جملے مجمل ہیں اور معانی کثیرہ جائز و غیر جائز کا احتمال رکھنے کی وجہ سے ایسے کلام کے مسلم قائل پر دائرہ اسلام سے خارج و کافر اور کافر قطعی ہونے کا حکم لگانا غلط فحش اور ناجائز ہے قارئین کرام مذکورہ بالا دونوں جملوں کو پیر محمد کا مجمل قرار دینا بجائے خود مردود ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین و عقیدہ یہ دونوں جملے اپنے مفہوم میں صریح ہیں یعنی جو کچھ ہوا ہے ہو رہا ہے یا ہوگا وہ صرف اللہ سے ہوتا ہے اور مخلوق سے کچھ بھی نہیں ہوتا جب یہ جملے مجمل اور کنایہ نہیں بلکہ صریح ہیں تو پھر ان کی تاویل اور توجیہ کرنا اور بزور یا سینہ زوری کرکے ان کو اسلامی بنانا ایسا ہی ہے جیسے علماء دیوبند اپنے اکابر کی متنازعہ عبارات کو اسلامی اور صحیح ثابت کرنے کے لئے تاویلات و توجیہات کرتے ہیں ار بے شمار کتابیں ان کی تاویلات کے سلسلہ میں لکھی گئی ہیں اور پھر بھی علماء اہلسنت حنفی جو پنجاب میں اپنے آپ کو بریلوی کہلاتے ہیں اور پیر محمد بھی اپنے آپ کو بریلوی ہی بتاتا ہے ان کی تاویلات و توجیہات کو نہیں

مانتے بلکہ ان تاویلات کو تاویلات فاسدہ کہہ کر رد کرتے ہیں اور تکفیر کو حق و صواب جانتے ہیں کیوں جناب کیا وجہ ہے کہ ان تاویلات کو ماننے سے انکار کرتے ہو اور یہاں خود باطل و فاسد تاویلات کا سہارا لیتے ہو یہاں ان تاویلات کو باطل یا فاسد کہنے کا مطلب یہ نہیں کہ ان تاویلات کا مفہوم باطل و فاسد ہے ان تاویلات کا مفہوم اپنی جگہ درست و حق و صواب ہے مگر ان کا متنازعہ دو عدد جملوں سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ جملے نہ مجمل ہیں نہ کنائیہ بلکہ وہ اپنے مفہوم میں صریح اور ظاہر ہیں اور ان کے صریح و ظاہر المراد ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خود پیر محمد بھی ان کو بظاہر غیر اسلامی شان الوھیت کی توہین اور تنقیص کو ملتزم نہیں مانتا ہے چنانچہ پیر محمد خود اپنے مجموعہ خرافات الجراحات کے صفحہ ۳۶ پر لکھتا ہے کہ ہذا راوئنڈیہ کے مرکزی امیروں کی طرف سے کلمہ طیبہ کے مقصد کے حوالہ سے مذکورہ دونوں جملے اگرچہ بظاہر غیر اسلامی ہیں کلمہ طیبہ کے حوالے سے اکابرین اسلام کی تشریحات کے خلاف ہیں شان الوھیت کی توہین و تنقیص کو ملتزم ہیں اللہ تعالٰی کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے خلاف ہیں اللہ تعالٰی کے اوصاف سلبیہ سے بظاہر انکار ہے الخ

قارئین کرام اس عبارت میں پیر محمد نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ متنازعہ جملے بظاہر غیر اسلامی ہیں شان الوہیت کی توہین و تنقیص ہیں ذات باری تعالٰی اور اس کی صفات و افعال پر ایمان کے خلاف ہیں جب پیر محمد خود ان کو بظاہر ایسے مانتا ہے تو شریعت کا حکم بھی تو ظاہر پر لاگو ہوتا ہے نہ کہ باطن پر۔ جب یہ جملے ایمان کے خلاف ہیں تو پھر یقیناً

کفر کے مطابق و موافق ہوں گے کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ ایمان کے خلاف ہو کر ایمان کے موافق بھی ہو ایمان کے خلاف ہیں تو ضرور کفر کے موافق ہیں اور جو کفر کے مطابق و موافق ہے وہ کفر ہے شان الوہیت کی توہین و تنقیص کو ملتزم ہیں اور ذات باری تعالیٰ کے اوصاف سلبیہ کا بظاہر انکار ہے تو معلوم ہوا کہ درحقیقت پیر محمد بھی ان جملوں کو ظاہراً کفریہ ہی مانتا ہے مگر حضرت پیر صاحب سے عناد و بغض و حسد آڑے آیا ہوا ہے جس کی وجہ سے خواہ مخواہ تاویلات کے چور دروازے سے ان عبارت کو اسلامی ثابت کرنے کی ناکام کوشش کررہا ہے اس کی اپنی عبارۃ منقولہ بالا اس کے خلاف جاتی ہے اور یہ عبارت اس کی مابعد والی لیکن سے شروع ہونے والی عبارت پر پانی پھیر رہی ہے۔ "سچ ہے اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"

قارئین محترم! پیر محمد صفحہ ۵۳ پر لکھتا ہے کہ میرے مخاطب پیر سیف الرحمان (مدظلہ العالی) اس اعتراض کا جواب اپنی کتاب میں مع اعتراض سوم و چہارم و عاشر صفحہ ۲ تا صفحہ ۱۷ تک جو دیا ہے اس کا خلاصہ ولب لباب یہ ہے کہ ۔ اردو زبان میں کرنا اور ہونا یہ دونوں لفظ اور پشتو اور فارسی زبانوں میں ان کا معنی کول اور کیدل کردن و شدن کسب و اکتساب کے ساتھ خاص ہیں اور ہر زبان میں ان دونوں کا مادہ بھی ایک ہے جو کسب ہے اور جس کام میں آلہ و جوارح انسانی کے ساتھ عمل موجود نہ ہو پر ان الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ چونکہ باجماع المسلمین اور قطعی و یقین دلائل کی روشنی میں کسب سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اکتساب نسبت کرنا یا اللہ کو

کاسب کہنا ایسا عقیدہ رکھنا کفر صریح ہے اسی طرح انسانوں سے کسب و اکتساب کو نفی کرکے انسان کے کاسب اعمال ہونے سے انکار کرنا بھی آیات قرآنیہ سے انکار ہونے کی وجہ سے صریح کفراور مذھب جبریہ ہے اور رائیونڈیوں نے جو جملے استعمال کئے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے ہونے کا یقین اور مخلوق سے نہ ہونے کا یقین ان میں کسب و اکتساب (ہونا) صراحۃ نسبت ہوا ہے یعنی صراحۃ اللہ تعالیٰ کو کاسب بتا کر اللہ تعالیٰ کے کاسب ہونے کا عقیدہ و یقین کیا گیا ہے اس لئے کہ ہونا یا کرنا یا دوسری زبانوں میں ان کے ہم معنی تمام الفاظ کسب کے ساتھ خاص ہیں بغیر کسی کسب کے کسی بھی فعل کے لئے استعمال نہیں ہوتے لہٰذا یہ کلام صریح الکفر ہے کفر پر ظاہر الدلالۃ ہے اس کا قائل بالاجماع کافر ہے اسی طرح دوسرا جملہ یعنی مخلوق سے نہ ہونے کا یقین مخلوق کے کسب اختیاری کی نفی کرنے میں ظاہر الدلالۃ و صریح المراد اور ناقابل تاویل ہے جس کی وجہ سے اس کا قائل و معتقد شخص انسان کے بااختیار کاسب الاعمال ہونے پر دلالۃ کرنے والی آیات قرآنیہ کا منکر ہو کر قطعی کافر ہے

پیر محمد حضرت قیوم زماں کی عبارت کالب لباب نقل کرنے کے بعد صفحہ ۵۴ پر لکھتا ہے کہ (حضرت) پیر سیف الرحمان (دامت برکاتہم) کا جواب بناء الغلط علی الغلط کے طور پر اس بنیادی غلط و جہالت پر مبنی ہے کہ ہونا اور کرنا یہ دونوں لفظ نیز دیگر لغتوں میں ان کے ہم معنی الفاظ کسب کے ساتھ خاص ہیں یعنی جو فعل آلہ و جوارح انسانی کے عمل کے بغیر ہوتا ہو اس پر ان الفاظ کا استعمال غلط و ناجائز ہے

صفحہ ۵۵ پر پیر محمد لکھتا ہے کہ پیر صاحب اچھی طرح پھنس گیا ہے ملاحظہ ہو کتاب حدایتہ السا لکین صفحہ ۵ ۶ ارشادات فرماتے ہیں اور ہونے کرنے دونوں کا مادہ ایک ہے جو کسب ہے لیکن ان دونوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ ایک مصدر مجہول اور دوسرا مصدر معلوم ہے کیونکہ فعل کے مصدر کے کل چھ معانی ہوتے ہیں عندالمحققین (۱) مصدر معلوم (۲) مصدر مجہول (۳) حاصل بالمصدر المعلوم (۴) حاصل بالمصدر المجہول (۵) مصدر مبنی الفاعل (۶) مصدر مبنی المفعول اور ان معانی کا مراد لینا متبادلاً ہوتا ہے نہ جمعاً یا قدر مشترک کے طریقہ سے۔ پس ہونا اور کرنا دونوں ایک ہی فعل کے مصادر ہیں لیکن ایک مصدر معلوم ہے جو کرنا ہے اور دوسرا مصدر مجہول ہے جو کہ ہونا ہے۔

اب دونوں کا مادہ ایک ہی ہے جو کہ کسب ہے لیکن معلومیت اور مجہولیت کا فرق ہے الخ ان عبارات کو نقل کرنے کے بعد پیر محمد صفحہ ۵۶ پر بنیادی غلطی کی گرفت کے عنوان میں لکھتا ہے کہ پیر سی الرحمان (صاحب مدظلہ العالی) کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کسب سے پاک ہے اور اللہ کو کسب نسبت کرکے کاسب ہونے کا عقیدہ کرنے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ بالکل درست بلکہ میرے سمیت تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ا طرح مخلوق سے کسب اختیاری کو نفی کرنے والا شخص بھی مسلمان نہیں ہوسکتا یہ بھی درست بلکہ میرے سمیت تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے بلکہ میں بھی اس کی تصدیق و توثیق کرتا ہوں ان باتوں میں کوئی اختلاف ہی نہیں

جواباً بندہ ناچیز کی گذارش یہ ہے کہ تسلیم کا یہ انداز تو علماء دیوبند کی ان کتابوں میں بھی موجود ہے جن میں کفری و متنازعہ عبارات کی تاویلات و توجیہات کی گئی ہیں علماء دیوبند نے بھی ان عبارات کے گستاخانہ مفہوم سے جو علماء بریلوی نے سمجھا ہے اور پیش کیا ہے اس کو کفر ہی قرار دیا ہے اور گستاخانہ ہی تسلیم کیا ہے مگر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ مفہوم ان عبارات متنازعہ کا ہے ہی نہیں اس لئے جو مفہوم بریلوی علماء نے نکالا ہے ہم بھی اس کو گستاخانہ اور کافرانہ مانتے ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنے ولے کو ہم بھی کافر قرار دیتے ہی مگر ہمارے اکابر کی عبارات کا یہ مفوم ہے ہی نہیں نہ انہوں نے اس مفہوم کی نیت کی ہے اور نہ یہ مفہوم انکی مراد ہے کیا اس پیر محمد کے انداز فکر اور علماء دیوبند کے فکر میں کوئی فرق ہے؟ کیا وجہ ہے کہ وہ بریلوی علماء کے پیش کردہ گستاخانہ مفہوم کو گستاخانہ مانیں اور کفریہ قرار دیں تو پھر بھی ان کی بات نہ مانی جائے اور بدستور ان کو کافر ہی قرار دیا جائے لیکن یہاں پیر محمد متنازعہ جملوں کو باوجود بظاہر غیر اسلامی اور بظاہر ذات باری کی اوصاف سلبیہ کا انکار اور شان الوہیت کی توہین و تنقیص کو ملتزم ماننے کے پھر بھی تاویلات و توجیہات کر کے ایسا لکھنے و کہنے والوں کو مسلمان ہی قرار دیتا ہے اور ان کو کافر قرار دینا غلط مانتا ہے (ملاحظہ ہو پیر محمد کی مجموعہ خرافات الجراحات صفحہ ۳۶)

علماء دیوبند سے تو یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ تمہارا ایسے مفاہم و مطالب کو کفریہ قرار دینا تمہارے مسلمان ہونے اور کفر سے بچنے کے لئے کافی نہیں بلکہ تم پر لازم ہے

کہ تم اعلانیہ توبہ کرو اور ایسی عبارات اور ان کے قائلین سے اپنی براءت کا اظہار بھی کرو بصورت دیگر تم کفر کی زد سے نہیں بچ سکتے ہم یہاں یہی بات پیر محمد سے کہتے ہیں کہ تم بھی مذکورہ تصدیق و توثیق سے اس کفر سے نہیں بچ سکتے جو تم نے متنازعہ دو جملوں کی تصدیق و صحیح کر کے کیا ہے ان جملوں کو مجمل قرار دے کر جو تم نے ان کو اسلامی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے جب تک تم اس کفر سے توبہ نہیں کرتے تب تک تم محض مذکورہ بالا عبارۃ کی تصدیق و توثیق کر کے اس کفر سے نہیں بچ سکتے تم پر توبہ فر ہے اڑو نہیں ض نہ کرو ض ی بچوں کا کردار نہ اپناؤ بلکہ فوراً توبہ کر کے اپنی عاقبت کو بچاو ورنہ ٹھکانہ بہت برا ہوگا اگر کہا جائے کہ علماء دیوبند کی عبارات صریح ہیں ان پر مذکورہ متنازعہ جملوں کو قیاس نہیں کرسکتے تو جناب جواب یہ ہے کہ ان کی عبارات کو صریح تو تم قرار دیتے ہو وہ خود تو ان کی صراحتہ کو نہیں مانتے وہ بھی تو ان عبارات کو مجمل و کنایہ قرار دیتے ہیں آپ کی طرح اسی لئے تاویلات کرتے ہیں یہی حال آپ کے ان متنازعہ جملوں کو مجمل و کنایہ قرار دینے کا ہے حقیقہ یہ دونوں جملے صریح الدلالتہ ہیں ان کے معنی میں کوئی استتار و پوشیدگی نہیں ہے

قارئین کرام صفحہ ۵۷ پر پیر محمد حضرت قیوم زماں کی تقریر پر اعترا کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ۔ لیکن مفتی سیف الرحمان (مدظلہ العالی) کا یہ فتویٰ کہ ہونا اور کرنا یہ دونوں لفظ کسب کے ساتھ خاص ہیں اور جس کام میں آلہ و جوارح انسانی کے ذریعہ عمل موجود نہ ہو وہاں ان الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ہونے اور مخلوق

سے نہ ہونے کا عقیدہ و یقین مخلوق سے کسب اختیاری کی نفی کرنے اور اللہ تعالیٰ کے لئے کسب ثابت کرنے کے معنی میں ظاہر الدلالتہ و صریح المراد اور ناقابل تاویل ہونے کی وجہ سے قطعی کفر ہے بنیادی طور پر قابل گرفت و غلط ہے ہم اس انوکھے مفتی صاحب سے پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ ہونا و کرنا کسب و اکتساب کے ساتھ خاص اور کسب کے معنی میں ظاہر الدلالتہ و صریح المراد و ناقابل تاویل ہونے کا مسئلہ حکم شرع ہے یا مسئلہ لغت یا آپ کا اپنا اجتہاد ہے الخ

الجواب والاعانته من اللہ الوھاب

کسی بھی لفظ کلمہ یا جملہ یا عبارت کا صریح یا کنایہ ہونا نہ شرع پر موقوف ہے نہ لغت پر نہ اجتہاد پر جس پر صریح کی تعریف صادق آتی ہے وہ صریح ہے اور جس پر کنایہ کی تعریف صادق آتی ہے وہ کنایہ ہے اصول شاشی ہی کم از کم پڑھ لی ہوتی تو یہ ٹھوکر نہ کھاتے عبارات کفریہ علماء دیوبند کو صریح الدلالتہ اور ظاہر المراد ثابت کرنے کے لئے کون سی آیت کون سی حدیث؟۔ کس امام کا اجتہاد پیش کیا گیا ہے؟۔ کونسا اجماع امت پیش کیا گیا ہے؟۔ کون سے امام کا اجتہاد پیش کیا گیا ہے؟۔ ان کے صریح الدلالتہ و ظاہر المراد ہونے پر فما ھوا جوابکم فھو جوابنا

الفاظ کے معانی باوجود سماعی ہونے کے چونکہ الفاظ کے ضمن میں ہوتے ہیں اسی لئے ماظاہر المراد بہ سے صریح کی تعریف کی گئی ہے اور مااستتر المراد بہ سے کنایہ کی

تعریف کی گئی ہے اس لئے کسی لفظ یا کلمہ یا جملے کا صریح المراد ہونا یا ظاہر الدلالتہ ہونے کا معیار تعریف ہے تعریف سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ صریح ہے اور یہ کنایہ ہے نہ کہ سماع سے۔

قارئین کرام نمبروار پیر محمد کے تین عدد آپریشنوں کا حشر آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں مزید ملاحظہ فرمائیے کہ جب بقول پیر محمد کسی لفظ یا کلمہ کا معنی سماعی ہوتا ہے لاغیر تو پھر ہم پوچھتے ہیں کہ پیر محمد صاحب جب آپ نے خود ان متنازعہ جملوں کو بظاہر غیر اسلامی شان الوہیت کی توہین و تنقیص کو ملتزم اور اکابرین اسلام کی تشریحات کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی اوصاف سلبیہ سے بظاہر انکار پر مشتمل تسلیم کیا ہے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۶ پر تو پھر آپ ہی بتائیے کہ آپ نے یہ سب کچھ بلا دلیل کہا ور لکھا ہے یا آپ کے پاس کوئی دلیل شرعی ہے یا کوئی لغت کی دلیل ہے یا کسی امام مجتہد کا اجتہاد ہے یا آپ کا اپنا اجتہاد ہے کچھ تو بتائیے نا کیونکہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے اس لئے کہ آپ نے ہی یہ کہا ہے۔ وہ آیت وہ حدیث وہ لغت کی کتاب وہ اجتہاد بحوالہ کتب بقید صفحات پیش کریں جن کی روشنی میں آپ نے مذکورہ بالا سب کچھ ان دونوں جملوں کے متعلق کہا ہے کیا ہم امید رکھیں کہ آپ حوصلہ کر کے ہمارا یہ مطالبہ پورا کریں گے فان لم تفعلو ولن تفعلوا فاتقوالنارالتی وقودھاالناس والحجارہ اعدت للکافرین

(القرآن)

صفحہ ۵۸ پر پیر محمد بعنوان آپریشن نمبر ۴ لکھتا ہے کہ مقام تعجب ہے کہ عقیدۃً و عملاً امام ابو حنیفہ کے مقلد ہونے کے یہ مدعی شخص اپنی بے محل اجتہاد فی اللغتہ کو قطعی سمجھ کر مخالفین پر حکم کفر کرتا ہے جب کہ امام ابو حنیفہ کے با محل و جائز اجتہادات بھی کسی مسلمان نے قطعی و یقین سمجھ کر اس کی مخالفت کرنے والوں کو کافر کہنے کی جسارت نہیں کی

الجواب ولاعانته من اللہ الوہاب

لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔ حضرت قیوم زماں نے کہاں اور کب یہ فرمایاہے کہ میں یہ حکم کفر جو لگا رہا ہوں یہ میرا اجتہاد ہے اور میں اس اجتہاد کو قطعی سمجھ کر اسی کی بنیاد پر حکم کفر لگا رہا ہوں یہ بات اگر پیر محمد حضرت صاحب کی کسی کتاب سے دکھا دے تو منہ مانگا انعام لینے کا حقدار ہے مگر یہ کبھی بھی ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ یہ سفید جھوٹ اور سراسر بہتان تراشی ہے جو حرام ہے اور حرام کا مرتکب فاسق ہوتا ہے دیکھا آپ نے کہ آپریشن نمبر ۴ کا کیا حشر ہوا ہے

صفحہ نمبر ۵۸ پر ہی لکھتا ہے کہ آپریشن نمبر ۵ کسی معتبر کتاب لغت میں دیکھے بغیر صرف کتاب البطن سے اس طرح کا معنی و مسئلہ بتانا اور فتوی دینا علماء راسخین و اولیاء کاملین کی تصریحات کے مطابق عناد بے وقوفی شقاوت کے سواء اور کچھ نہیں ملاحظہ ہو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نور اللہ مرقدہ الشریف فرماتے ہیں کہ "نادیدہ جواب

دادن از کمال عناد و سفاہت است" مکتوب نمبر۲۶۶

الجواب بعون الملک الوھاب

سچ ہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

حضرت صاحب دامت برکاتھم العالیہ نے تو جو فتوی دیا وہ قرآنی آیات و احادیل ا سے اس کو مئوید فرمایا ہے مگر تمہاری مجموعہ خرافات میں کسی مسئلہ پر شاید ہی کوئی دلیل دی گئی ہو عموماً بلا دلیل ہی لکھتا چلا جاتا ہے۔ خود اس مسئلہ زیر بحث میں تم بتاؤ تم نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے کس کتاب کا حوالہ دیا ہے ایک بھی حوالہ سرے سے نہیں دیا اب تو بتا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی عبارت کا مصداق تو ہے یا نہیں یقیناً تو ہی اس عبارت کا اصلی مصداق ہے کیوں جناب یہ آپریشن کا آپریشن ٹھیک ہے یا نہیں یقیناً ہے ۔ اب خود بتا سفہیہ اور بے وقوف اور عناد کا مجسمہ کون ہے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ تاکہ تجھے معلوم ہو کہ اس عبارت کا مصداق تو ہی ہے مجھے یہاں اس بے وقوف کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے اشارہ جو یہ کسی سے سنکر کہ لمبی داڑہی والا بے وقوف ہوتا ہے اپنے چہرے کی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر کہنے لگا میری یہ داڑھی لمبی ہے اس کو چھوٹا کرتا ہوں تاکہ بے وقوفوں والی یہ نشانی باقی نہ رہے رات کا وقت تھا داڑھی کو مٹھ میں پکڑ کر باقی کو چراغ پر کرتا ہے تاکہ مٹھ سے زائد جل جائے اور صرف ایک مٹھ داڑھی باقی رہ جائے جب چراغ کی آگ لگی اور ہاتھ کو تپش لگی تو

منہ کو چھوڑ دیا ور ساری داڑھی جل گئی تب کہنے لگا واقعی میں ہی بے وقوف ہوں یہی حال پیر محمد کا ہے

کہ کسی بھی کتاب کا حوالہ خود اس موقعہ پر نہیں دیتا مگر حوالہ نقل کرتا ہے امام ربانی کا کہ بغیر کتاب دیکھے جواب دینا بے وقوفی ہے جناب والا حضرت قیوم زماں کی کتاب ہدایتہ السالکین تو حوالہ جات بقید صفحات سے بھری ہوئی ہے مگر تمہاری کتاب مجموعہ خرافات بالکل حوالہ جات سے خالی ہے تقریباً۔ یہ ہے تمہارے آپریشن کا آپریشن ملاحظہ فرمائیں

قارئین کرام صفحہ ۵۸ پر پیر محمد آپریشن نمبر۶ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ (حضرت) پیر سیف الرحمان (مدظلہ العالی) کتاب البطن کی اس اجتہادی غلطی سے گلو خلاصی یہ کہہ کر بھی نہیں کرسکتے کہ یہ اجتہادی غلطی ہے اور مجتہد کو غلطی کی صورت میں ایک چند ثواب ملتا ہے یہ بہانہ اس لئے غلط ہے کہ مجتہد کو ایک چند ثواب تب ملتا ہے جب وہ محل اجتہاد میں غلطی کرے لیکن پیر صاحب تو بے محل یعنی لغت میں اجتہاد کرتا ہے۔ الخ

الجواب بعون الملک الوھاب

لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔ قارئین کرام پیر محمد سے مطالبہ کریں کہ وہ حضرت صاحب کی کسی کتاب سے دکھائے کہ میں نے یہ باتیں اپنے اجتہاد کی بنا پر کہی ہیں

کیونکہ یہ بحث کہ مجتہد کو غلطی کی صورت میں ایک گونہ ثواب کا ملنا اور یہ کہ اجتہاد محل اجتہاد میں ہو یہ بحث تو تب ہو سکتی ہے جب آپ نے یہ فرمایا کہ یہ میرا ذاتی اجتہاد ہے اگر پیر محمد میں ہمت ہے تو یہ قول آپ کا آپ کی کسی بھی تحریر سے دکھا کر منہ مانگا انعام حاصل کرے کیا ہمت و حوصلہ ہے؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قارئین محترم !۔ صفحہ ۵۸ ۔ ۵۹ پر آپریشن نمبر ۷ کے عنوان میں پیر محمد لکھتا ہے کہ (حضرت) پیر سیف الرحمان (مدظلہ) کا یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے ساتھ ایمان لانے کے منافی ہے جیسے حیات ، قدرت ، علم ، کلام ، سمیع ، بصر ، ارادہ اس لئے کہ ان اوصاف کے ساتھ ایمان لانے کا معنی یہی ہے کہ ذات اقدس خداوند قدوس کے اپنی شان کے لائق حیّ ، قدیر ، علیم ، متکلم ، سمیع ، بصیر اور مرید ہونے کا یقین کیا جائے لیکن پیر سیف الرحمان کے نظریہ کے مطابق جب ہونا کسب ہے تو ذات خداوندی جل جلالہ کا ان اوصاف کے ساتھ متصف ہونے کا یقین کرنا بھی اجماعی کفر ہو گا حالانکہ ذات باری تعالیٰ کے ان اوصاف کے ساتھ متصف ہونے پر تمام عالم اسلام کا اجماع و اتفاق ہے

الجواب والاعانته من اللہ الوہاب

یہ اعتراض بھی حماقت کی دلیل ہے کیونکہ یوں بھی تعبیر ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ

لے ان اوصاف مذکورہ بالا کے ساتھ اتصاف پر یقین کیا جائے مذید یہ کہ۔

حضرت قیوم زماں کی عبارت کو سمجھنے میں پیر محمد نے ٹھوکر کھائی ہے کیونکہ اس کے نصیب میں ٹھوکریں ہی ہیں ٹھوکر یہ ہے کہ حضرت صاحب نے یہ فرمایا ہے

ہونا اور کرنا یہ دونوں لفظ کردن و شدن کسب و اکتساب کے ساتھ خاص ہیں اور ہر زبان میں ان دونوں کا مادہ بھی ایک ہے جو کسب ہے اور جس کام میں آلہ و جوارح انسانی کے ساتھ عمل موجود نہ ہو وہاں پر ان الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا الخ۔ یہاں بات عمل و کسب کی ہے اوصاف کی نہیں ہے اوصاف کے ساتھ متصف ہونے کا یقین کہنے کی صورت میں کون سے کسب کی طرف نسبت ہوئی ہے اس کا حئی ہونا' قدیر ہونا' علیم ہونا' متکلم ہونا' سمیع ہونا' بصیر ہونا' مرید ہونا کون سے کسب کو مستلزم ہے یہ اوصاف ہیں اعمال و افعال نہیں ۔ بات اعمال و افعال کی ہو رہی ہے نہ کہ اوصاف کی۔ اور قادریت ' عالمیت ' متکلمیت یعنی قادر ہونا' عالم ہونا' ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳ کی عبارت میں بھی بات صفات کی ہے نہ کہ اعمال و افعال کی اس لئے یہ اعتراض بے وقوفی پر مبنی ہے اور جہالت کا پلندہ ہے قارئین کرام آپریشن نمبرے کا حشر بھی آپ نے دیکھ لیا ہے کہ ہم نے بھی ان کے آپریشن کا آپریشن کرنے میں حق ادا کردیا ہے اور یہ صرف خدا کے فضل و کرم اور پیر مرشد کی نظر عنایت کا نتیجہ ہے (وللّٰہ الحمد علی ذالک)

قارئین کرام صفحہ ۵۹ پر استعمال اوصاف باری تعالیٰ کے مختلف طریقے کے عنوان میں

وہی راگ الاپہ ہے جس کا ہم اوپر آپریشن نمبرے کے جواب میں رد کر چکے ہیں شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳ اور مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی مبعد اومعاد کے صفحہ ۵۳ کے حوالے سے اوصاف باری تعالیٰ کے اقسام () ذاتیہ حقیقیہ حرفہ () ذاتیہ حقیقہ من وجہ اضافیہ () فعلیہ اضافیہ کا ذکر اور فقہ اکبر میں الحیّ 'القادر' العلیم' المتکلم 'السمیع 'البصیر' الشائی ' المرید ذکر کرتا ہے اور فعلیہ اضافہ کے زمرہ میں خالقیت اور رازقیت یعنی خالق ہونا اور رازق ہونا ذکر کیا ہے اور ذاتیہ حقیقہ حرفہ میں وصف حیات کو اور ذاتیہ حقیقہ من وجہ اضافیہ میں علم قدرت سمع بصر وغیرہ کا ذکر کیا ہے بہرحال تمام علماء متکلمین بلکہ تمام مفسرین محدثین فقہا کرام احناف و شوافع مالکی و حنبلی اور دیگر تمام مدعیان اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ طریقہ ادائیگی و استعال جیسے بھی ہو بہرحال ان پر ایمان لانے کا مقصد یہی ہے کہ نفس الامر میں بلا جھل باعمل اللّٰہ تعالیٰ کے لئے اس کی شان اقدس کے مطابق ان اوصاف کے ثابت موجود ہونے کا یقین کیا جائے لیکن پیر صاحب (مدظلہ) نے ہونے کے لفظ کو کسب کے ساتھ خاص کہہ کر عالم اسلام کے اجماعی و قطعی عقیدہ کو کفر قرار دے کر ان جانے میں مجدد الف ثانی سمیت تمام عالم اسلام کو کافر بنا دیا ہے۔

قارئین کرام مختصراً جواب کا ملخص یہ ہے کہ حضرت قیوم زماں نے جو ہونے یا کرنے کو کسب سے خاص فرمایا ہے وہ اعمال و افعال سے متعلق ہے کیونکہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس کام میں آلہ و جوارح انسان کے ساتھ عمل موجود نہ ہو وہاں پر

ان الفاظ کا استعمال نہیں ہوتا تو لفظ عمل عبارت میں موجود ہے جو قرینہ ہے کہ مراد اعمال و افعال میں صفات نہیں اور فقہ اکبر اور مبداء معاد میں صفات کا ذکر ہے اور متنازعہ دونوں جملے اللہ تعالیٰ سے ہونے اور مخلوق سے نہ ہونے سے بھی تبادر الی الذہن یہی ہے کہ اعمال و افعال کے باب میں ہونا کرنا آئیں تو یہ کسب کے معنی میں ہوں گے نہ کہ صفات کے باب میں۔ اس لئے پیر محمد کا یہ اعتراض یا آپریشن خود قابل آپریشن تھا جو کہ کردیا گیا ہے

قارئین کرام صفحہ ۶۰ پر پیر محمد وہی سابقہ راگنی الاپتا ہے وہی پرانا رونا روتا ہے آپریشن نمبر۸ میں کہ

(حضرت) پیر سیف الرحمان (مدظلہ) کا نظر سے اللہ تعالیٰ کے اوصاف فعلیہ کے ساتھ ایمان لانے کے بھی منافی ہے اس لئے کہ صفات باری تعالیٰ جیسے خالق رازق محئی ممیت وغیرہ پر ایمان لانے کا اس کے سواء اور کیا معنی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خالق کائنات رازق کائنات اور زندگی دینے والا و موت دینے والا ہونے کے ساتھ یقین کیا جائے الخ

الجواب بعون الملک الوہاب

اس اپریشن کا جواب اور سابقہ متصلہ آپریشنوں کے جواب آپریشنوں میں کر دیا گیا ہے العاقل تکفیہ الاشارہ رہا یہ کہ فالتخلیق والترزیق والانشاء

والا برالم والصنع یعنی پیدا کرنا' روزی دینا اور ابتدا' پیدا کرنا اور بغیر مثال و نمونہ کے پیدا کرنا الخ۔ تو یہ تو خود حضرت صاحب نے پیر محمد سے کہا تھا کہ ہونے اور کرنے کے معنی پیدا ہونا اور پیدا کرنا کیا جائے تو درست ہے مگر پیر محمد نے نہیں مانا اور کہا کہ میں ہونا اور کرنا ہی کروں گا' پیدا ہونا یا پیدا کرنا نہیں کروں گا اس ئے یہ اعتراض و آپریشن بھی مردود ہے

آپریشن نمبر۹ صفحہ ۶۰ میں لکھتا ہے کہ یہ نظریہ یعنی ہونے اور کرنے کا کسب سے خاص ہونا اللہ تعالٰی کی واحدانیت اور توحید پر ایمان لانے کے بھی منافی ہے کیونکہ واحدانیت و توحید باری تعالٰی پر ایمان لانے کا یہی معنی ہے کہ اس کے ایک تنہا اکیلا وحدہ لاشریک ہونے کا یقین کیا جائے الخ

جواب کہہ دیا گیا ہے کہ ہونے اور کرنے کا کسب سے خاص ہونا اعمال و افعال سے متعلق ہے نہ کہ صفات سے یہ الگ باب ہے اور وہ جداباب ہے ایک باب کی بات کو دوسرے باب کی بات سے متعلق کرنا کونسی عقلمندی ہے جواب کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے

قارئین کرام۔ مغالطہ یا چالاکی کا پیشگی انسداد

کے عنوان میں پیر محمد لکھتا ہے کہ میرا ا . ایمانی و فراست اور وجدان مجھے بتا رہا ہے کہ (حضرت) پیر سیف الرحمان (مدظلہ) ان تینوں جراحات نمبر۷ ۔ ۸ ۔ اور ۹ کے جواب

میں یہ مغالطہ مریدوں کو قابو میں رکھنے کے لئے ضرور دے گا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید و وحدانیت اور علم و قدرت خالقیت و رزاقیت وغیرہ کے مطالب و معانی وہ نہیں ہے ہیں جو چشتی نے لکھے ہیں بلکہ ان کے معانی و مطالب یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے اور اس کی توحید پر ہمارا ایمان ہے وہ قادر ہے وہ علیم ہے وہ سمیع و بصیر و متکلم اور خالق و رازق ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی اوصاف ذاتیہ و فعلیہ پر ایمان و یقین کے اظہار کے لئے اور افہام و تفہیم اور تعلیم و علم کے مواقع میں لفظ کرنا یا ہونا لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ یہ محض مغالطہ اور عوام کو دھوکہ دینے کے لئے بدترین حربہ ہے۔

اس لئے کہ اللہ ایک ہے اور اللہ قادر علیم و سمیع بصیر ہے یہ کلام و جملہ ہیں جس میں کوئی اختلاف ہے نہ نزاع دراصل بات ان جمل و قضایا کے ساتھ جو یقین وابستہ ہے اس کے اظہار و تعبیر میں ہے یعنی اللہ ایک ہے یعنی اللہ کے ایک ہونے کے ساتھ میرا یقین ہے کے اللہ کے متصف بوقت ضرورت ہونے کے ساتھ میرا یقین و عقیدہ ہے نفس الامر میں اللہ تعالیٰ کے لئے ضرورت ثابت ہونے پر میرا یقین ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ سے اوصاف ذاتیہ و فعلیہ کی بابت جتنے جملے و قضایا و کلام ہیں ان سب کا یہی حال وہی معانی ہیں اور یہی مطالب ہیں

الجواب والاعانته من اللہ الوہاب

قارئین کرام کہتے ہیں چور کی داڑھی میں تنکا چونکہ پیر محمد جانتا تھا کہ ان جملوں

اور کلاموں کی تعبیریوں بھی ہوسکتی ہے کہ اللہ کی وحدانیت یا وحدت پر میرا ایمان ہے میرا ایمان وعقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے وحدہ لاشریک قدرت والا ہے، علم والا ہے، موت حیات کا مالک ہے، تخلیق فرمانے والا ہے، روزی دینے والا ہے کیا ان جملوں کی اس طرح تعبیر و استعمال سے قلبی یقین کا اظہار نہیں ہوسکتا یقیناً ہوسکتا ہے اس کا جواب پیشگی دینے کے لئے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مصداق بنتے ہوئے یہ بحث چھیڑی حالانکہ جو مقصد اس کی پیش کردہ تعبیرات سے حاصل ہوتا ہے وہ مقصد ہمارے جملوں میں بھی حاصل ہے کیا مطلوبہ یقین کا حصول ہمارے پیش کردہ جملوں اور تعبیرات میں حاصل نہیں ہوتا کرو انکار کیا انکار کرسکتے ہیں پھر یہ کہنا کہ یہی حال و یہی معانی ہیں مذکورہ جملوں و قضایا و کلام کے صفحہ ۶۲ ملاحظہ کرلیں

یہی کا لفظ حصر یا قصر کے لئے ہے نحویوں اور علم معانی والوں کے نزدیک یہ حصر یا قصر باطل و مردود ہے کیونکہ یہ تعبیر ہمارے پیش کردہ جملوں و قضایا میں بھی ہوسکتی ہے جیسا کہ اوپر مثالوں سے ظاہر ہے اور حصول یقین کا اظہار بھی ان تعبیرات کی صورت میں ہورہا ہے پیر محمد پر فرض تھا اور اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ کسی کتاب کے حوالے سے کسی امام کے حوالے سے بتاتا کہ ہونے اور کرنے کے بغیر جو تعبیر ہوگی اس میں حصول یقین کا اظہار نہیں ہوسکتا اور صرف ہمارے تین طریقوں میں ہی تعبیر سے اظہار یقین ہوسکتا ہے اس کی دلیل میں نہ آیت پیش کی ہے نہ حدیث نہ کسی امام کا قول تو پھر یہ اس کا ذاتی اجتہاد ہی ہوسکتا ہے جو باطنی خبیث کی اوراق گردانی کا نتیجہ ہے پیر محمد

اپنی مذکورہ بالا ذمہ داری اور اپنا فرض نہیں نبھا سکا اور اس فرض سے عہدہ برا نہیں ہوسکا ثابت ہوا کہ اس کا آپریشن نمبر۹ بھی غلط تھا اور اس آپریشن کا آپریشن کر کے ہم نے پیر محمد کے اعتراض کو ٹھکانے لگا دیا ہے

قارئین کرام پیر محمد صفحہ نمبر ۶۲ پر ہی آپریشن نمبر ۱۰ کے عنوان میں لکھتا ہے کہ (حضرت) پیر سیف الرحمان (مدظلہ) کا یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین پر ایمان لانے کے منافی ہے اس لئے کہ تکوین عربی کا لفظ ہے جس کا معنی و ترجمہ اردو میں کرنا ہے اور دیگر زبانوں میں بھی اس کا ہم معنی لفظ ہوگا جو سیف الرحمان کے عقیدہ و اجتہاد کے مطابق کسب و صفت حادثہ قائم بالمخلوق ہے حالانکہ یہی صفت تکوین حنفی مذہب کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفت حقیقی ہو کر باقی تمام اوصاف فعلیہ کی اصل و منبع ہے اور دیگر اوصاف فعلیہ اس کے مظاہر یا شاخیں ہیں جیسے شرح فقہ اکبر میں ہے والکل داخل تحت صفته التکوین یعنی پیدا کرنا، روزی دینا، زندہ کرنا، فنا کرنا وغیرہ تمام اوصاف فعلیہ تکوین کے تحت داخل ہیں اسی طرح مذکورہ صفحہ کے دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ تکوینه باق ابدا فیتعلق وجود کل موجود بتکوینه الازلی یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت تکوین یعنی کرنا ہمیشہ باقی ہے پس ہر موجود کا وجود اللہ تعالیٰ کے کرنے سے متعلق ہوگا جو ازلی ہے

الجواب بعون الملک الوھاب

سابقہ آپریشنوں کے جوابات و آپریشنوں میں اگر غور کیا جائے تو اس کا جواب بھی

ہو چکا ہے کیونکہ تکوین کا معنی ہے عدم سے وجود میں لانا اسی لئے ہر موجود کے وجود کا تعلق تکوین ازلی سے ہے جیسا کہ سوال کی عبارت سے ظاہر ہے پیدا کرنا میں کرنا کے ساتھ لفظ پیدا موجود ہے جو قرینہ ہے کہ یہاں کرنا کسب کے معنی میں نہیں ہے خود حضرت صاحب نے ہدایتہ السالکین میں لکھا ہے کہ پیر محمد سے گفتگو کے دوران ہم نے کہا کہ ایسا نہ کہو یعنی یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا کرنا اہلسنّت کا عقیدہ ہے بلکہ اس طرح کہو کہ کہو کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق یعنی (پیدا کرنے والا) ہے کیونکہ ہونا اور کرنا کسب ہے اور پیدا کرنا خلق ہے اور اللہ تعالیٰ خالق ہے کاسب نہیں (دیکھئے صفحہ ۲۰) اس عبارت میں واضح طور پر صریح الفاظ میں حضرت قیوم زماں نے خالق کا معنی خود پیدا کرنا یا پیدا کرنے والا فرمایا ہے پھر یہ ان کے نزدیک ایسے موقع پر کسب کے معنی میں کیونکر ہو سکتا ہے حضرت صاحب نے یہ کب اور کہاں فرمایا ہے کہ کرنا اور ہونا بلااستثناء ہر جگہ ہر مقام پر ہر حال میں کسب کا خاصہ اور کسب کے معنی میں ہوتا ہے یہ قول کہیں بھی موجود نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس آپ کی مذکورہ بالا عبارت میں یعنی پیدا کرنے والا موجود ہے اور ہونا اور کسب کرنا کسب ہے اور پیدا کرنا خلق ہے کے الفاظ پیر محمد کے آپریشن کے لئے کافی و شافی ہیں مزید کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں ہے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

صفحہ ۶۳ پر پیر محمد نے امام ربانی قندیل نورانی شہباز لامکانی سے مبداء و معاد کے حوالے سے صفحہ ۱۴۱ سے نقل کیا ہے کہ تکوین یکے از صفات حقیقہ واجب الوجود است الخ

اس کا جواب بھی سابقہ صفحات میں گذر چکا ہے تکوین کے صفات حقیقہ میں سے ہونے کا کوئی بھی منکر نہیں اور اس کا بھی انکار نہیں کہ تکوین قدرت و ارادہ کے علاوہ صفت اور مستقل صفت ہے مگر اس کا مطلب ہے عدم سے وجود میں لانا پیدا کرنا اور یہ صفت خلق ہے کسب نہیں ہے اس لئے اس کا یہاں ذکر بے محل اور بے موقعہ ہے اور اس عبارت کا ایک لفظ بھی حضرت قیوم زماں کے نظریہ کے خلاف نہیں ہے اس عبارت میں کہا ہے کہ ہونا اور کرنا کسب نہیں یہاں صرف یہ ہے کہ تکوین کا معنی پیدا کرنا ہے اور یہ صفت حقیقیہ ہے اور قدرت و ارادہ سے جدا ہے اور اشعریہ اور ماتریدیہ کے مابین فرق بتایا ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک یہ مستقل صفت ہے اور اشعریہ کے نزدیک صفت تکوین کو صفت اضافیہ میں شامل مانتے ہیں اس بحث میں اس عبارت میں ایک لفظ بھی حضرت صاحب کے موقف کے خلاف نہیں ہے بلکہ اگر غور کیا جائے تو خود پیر محمد کی اپنی نقل کردہ عبارت شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۹ والکل داخل تحت صفتہ التکوین اور تکوینہ باق ابداً فیتعلق وجود کل موجود بتکوینیہ الازلی پیر محمد کے خلاف اور حضرت صاحب کے نظریہ کے عین مطابق ہے

صفحہ ۶۴ - ۶۳ پر پیر محمد لکھتا ہے کہ پیر سیف الرحمان (مدظلہ) کا یہ کہنا کہ کرنا ور ہونا ایک ہی فعل کے دو مصادر ہیں اور ان دونوں کا مادہ بھی ایک ہے جو کسب و اکتساب ہے فرق صرف معلومیت و مجہولیت کا ہے کہ کرنا مصدر معلوم ہے اور ہونا مصدر مجہول ہے۔

اس پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہر سلیم الفطرۃ انسان سمجھتا ہے کہ کرنا اور ہونا اردو میں نیز دیگر لغتوں میں ان کے ہم معنی الفاظ کے معانی مصادر ایک دوسرے سے بالکل جدا جدا ہیں اور یہ بھی سب جانتے ہیں کہ کرنا فعل متعدی ہے لیکن ہونا فعل ناقص و لازم ہے کبھی فعل تام ہو تب بھی لازم ہی ہے متعدی استعمال نہیں ہوتا بہرحال اس مابہ الامتیاز کے باوجود مذکورہ دونوں الفاظ (کرنا اور ہونا) دونوں مصدر معلوم ہیں اور دونوں افعال عامہ میں سے ہیں لیکن کرنا واجب اور جوہر کی صفت ہو سکتا ہے عرض کی نہیں لیکن ہونا افعال عامہ کے ان اقسام میں داخل ہے جو واجب 'جوہر' عرض تینوں کو شامل ہے جیسے موجودیت واحدیت کی بنابہ ہرتقدیر لفظ ہونا اردو میں اس کا معنی عربی میں کون ہمیشہ معلوم ہی استعمال ہوتے ہیں ورنہ پیر صاحب مرد میدان بن کر کون کی کوئی گردان یا صیغہ عربی میں یا اردو میں مصدر مجہول یا صیغہ کے مجہول کی صورت میں ثابت کر کے مجتہد فی اللغتہ ہونے کا ثبوت دیں نیز یہ کہ ان دونوں لفظوں کا اصل مادہ ایک ہی چیز یعنی کسب کسی بھی لغت میں ثابت کر کے اپنی مجددیت کا لوہا منوالیں

اس پوری عبارت کا ملخص چند باتیں ہیں

(۱) کرنا اور ہونا ایک نہیں دونوں جدا جدا چیز ہیں

(۲) یہ کہ کرنا فعل متعدی ہے اور ہونا فعل لازمی ہے

(۳) دونوں مصدر معلوم ہیں اور دونوں افعال عامہ سے ہے

(۴) کرنا واجب اور جوہر صفت ہو سکتا ہے مگر عرض کی صفت نہیں ہو سکتا لیکن ہونا افعال عام کی وہ قسم ہے جو واجب 'جوہر' عرض تینوں کی صفت ہو سکتا ہے بہرحال ہونا اور عربی میں کون ہمیشہ معلوم ہی استعمال ہوتے ہیں

(۵) پیر صاحب مرد میدان بن کر کون کی کوئی گردان یا صیغہ عربی میں یا اردو میں مصدر مجہول یا صیغہ مجہول کی صورت میں ثابت کریں اور ان کا اصل مادہ کسب کسی لغت سے ثابت کریں۔

الجواب والاعانته من اللہ الوہاب امر اول کا جواب یہ ہے کہ کرنا اور ہونا لفظوں کے لحاظ سے تو واقعی جدا جدا ہیں مگر من حیث المصدریت اور من حیث المادہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے معلومیت اور مجہولیت کا فرق حضرت صاحب نے بتایا ہے آپ نے من کل الوجوہ مساواۃ کا دعوی ہرگز نہیں فرمایا اور آپ نے من کل الوجوہ مباینت کا دعوی بھی کہیں نہیں فرمایا اس لئے ایک وجہ سے فرق کو یا من وجہ غیت کو لے کر اعتراض کرنا حماقت ہے

امر ثانی کا جواب یہ ہے کہ حضرت صاحب کی عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں

ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ کرنے اور ہونے کے درمیان متعدی ولازمی کا فرق ہونے کے قائل نہیں یا انکاری ہیں ایسی صورت میں یہ اعتراض بھی بے محل ہے

امر ثالث کا جواب یہ ہے کہ دونوں کو مصدر معلوم تو پیر محمد نے قرار دیا مگر ان کے مصدر معلوم ہونے پر کوئی دلیل یا اس کی وجہ بیان نہیں کی اور دعوی بلا دلیل غیر مسموع ہوتا ہے حالانکہ ان کا فرض تھا کہ وہ دونوں کے مصدر معلوم ہونے کی دلیل بھی پیش کرتے مگر وہ اس میں ناکام رہے ہیں یعنی پیر محمد نے کسی بھی لغت کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا پھر لغت کی کتاب کے حوالے کا حضرت صاحب سے مطالبہ کرنا کہاں کا انصاف ہے

امر رابع کا جواب یہ ہے کہ حضرت پیر طریقت (مدظلہ العالی) نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ افعال عامہ سے نہیں اور یہ بھی نہیں فرمایا کہ ہونا افعال عامہ کی اس قسم سے نہیں جو واجب 'جوھر' عرض' تینوں کی صفت ہوسکتا ہے جب یہ بات آپ نے نہیں فرمائی تو پھر پیر محمد کا یہ کہنا اور یہ بحث کرنا صرف اپنی عالمیت کے اظہار کے سوا کیا ہوسکتا ہے

پیر محمد یہ بحث چھیڑ کر اپنے علم کا اظہار کرنا چاہتا ہے اور یہ کہنا کہ پیر محمد کا بہرحال ہونا اور عربی میں کون ہمیشہ معلوم ہی استعمال ہوتے ہیں یہ ازحد جہالت کا ثبوت ہے اس لئے کہ مارا ہوا ہونا' کھایا ہوا ہونا' پیا ہوا ہونا لئے ہونا یہ سب جگہ مجہول کے طور پر استعمال ہوا ہے نہ کہ معلوم

پھر پیر محمد نے اپنے اس دعوی پر لغت کی کسی کتاب کا حوالہ بھی پیش نہیں کیا جو شخص خود کوئی حوالہ نہیں دیتا اس کو کیا حق ہے کہ وہ دوسروں سے حوالوں کا مطالبہ کرتا ہے کیا وہ خود مجتہد فی اللغۃ ہے امر خاص کا جواب یہ ہے کہ کیا مصدر مجہول ہونے کے لئے گردان بنانا ضروری ہے اور مصدر معلوم کے لئے ضروری نہیں اگر یہ کون اور ہونا پیر محمد کے بقول مصدر معلوم ہے تو پھر اس نے اس کو کسی کتاب کے حوالے سے کیوں ثابت نہیں کیا اور یہ کہ کرنے اور ہونے کا مادہ کسب ہے اس کو کسی کتاب لغت سے ثابت کریں تو جواباً گذارش ہے کہ آپ کا دعوی جب یہ ہے کہ کرنا اور ہونا کا مادہ ایک نہیں تو آپ کا یہ فرض ہے کہ آپ ہی کسی لغت کی کتاب سے یہ ثابت کریں کہ ان کا مادہ ایک نہیں بلکہ جدا جدا ہے اور کرنے کا مادہ یہ ہے اور ہونے کا مادہ یہ ہے آپ اپنی ذمہ داری تو پوری کرتے کیا یہ پوری کی ہے؟

نوٹ پیر محمد کے رئیس الکاذبین ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ اس نے صفحہ 54 پر لکھا ہے کہ اپنی قیومیت اور درجہ ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو کر چھ مقامات عبدیت سے فوق طے کر کے پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی کے مقام سے فوق ہونے کے ادعاء باطلہ وغیرہ اور صفہ 63 پر لکھتا ہے کہ یہی ایک گلفشانی اس کے ظاہر و باطنی کے عالم مجدادالعصر پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی الحسینی سے چھ درجہ فوق و افضل اولیاء متقدین کے پیشوا اور خاتم النبین ﷺ سمیت تمام انبیاء علیھم السلام کے بھی امام و پیشوا ہونے کے مزعومہ دعووں کے جھوٹ ہونے کے لئے کافی و شافی دلیل ہے۔

قارئین کرام اس جھوٹے بدبخت سے پوچھیئے کہ تم نے پہلی عبارت میں لفظ ادعاء رکھا اور دوسری عبادت میں مزعومہ دعووں کا ذکر کیا ہے۔ اگر تمہارے اندر بزعم خویش ایمان کی رتی ہے اور ہمت و حوصلہ ہے تو ہدایتہ السالکین کے کسی بھی صفحہ سے یا حضرت صاحب کی کسی بھی تحریر سے یہ ثابت کریں کہ آپ نے کب اور کہاں یہ دعویٰ کیا ہے کہ حضرت پیران پیر سے افضل ہوں اور میں ان سے اعلیٰ اور بلند مراتب والا ہوں اور یہ کہ میں تمام متقدمین اولیاء کرام سے بھی افضل و اعلیٰ ہوں اور ان کا پیشوا ہوں اور تمام انبیاء کرام عموماً اور خصوصاً خاتم النبین ﷺ سے بھی افضل و اعلیٰ ہوں اور ان کا امام و پیشوا ہوں۔ تم اگر یہ دعویٰ حضرت صاحب کی کسی بھی تحریر سے ثابت کر دوں تو ایک لاکھ روپے انعام کے حقدر ہو۔

ہمارا چیلنج

یہ ہے کہ پیر محمد حضرت صاحب مدظلہ العالی کی طرف مسنوب کردہ ادعا یا دعووں میں سے کسی ایک کو حضرت صاحب کی کسی بھی تحریر سے ثابت کر دے، منہ مانگا انعام بذریعہ عدالت لینے کا مجاز ہے۔ اگر ثابت نہ کر سکے تو پھر ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ پیر محمد

اپنے کفریات سے توبہ النصوح کر کے سچا مسلمان بن جائے اور حضرت قیوم زمان سے معافی مانگ کر ان کی غلامی و تابعداری اپنا کر اپنی عاقبت سنوار لے۔ ورنہ آخری انجام بہت برا اور عبرتناک ہوگا۔ اور پھر وہاں کا پچھتاوا بے کار اور غیر مفید ہوگا۔

قارئین کرام پیر محمد صفحہ 64 پر اصل علم کے لئے مقام عبرت' کے عنوان میں لکھتا ہے کہ جو شخص معلوم الاستعمال لفظ کو یعنی ہونا معلوم الاستعمال ہے۔ اب دیکھیئے کسی لفظ کے معلوم الاستعمال ہونے کا کیا مطلب ہے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ جس کا استعمال معلوم ہے یہ مطلب تو ہر گز نہیں کہ مصدر معلوم ہے۔ جو شخص یہ فرق نہیں جانتا وہ قیوم زماں اور مجدد عصر حاضر اور بحر بے کنار پر اعتراض کرتا ہے ڈوب مرنے کا مقام ہے معترض کیلئے کہ اس کو مصدر معلوم اور معلوم الاستعمال کا فرق بھی معلوم نہیں ہے۔

سچ ہے الزام ان کو دیتے تھے
قصور اپنا نکل آیا

اور یہ کہنا کہ لفظ ہونا جس کا معنی عربی زبان میں کون ہے عربی میں لکھی ہوئی ہر ایک کتاب میں تقریباً ہر ایک صفحہ پر موجود ہے جس کا معنی معلوم ہی ہے مثال کے طور پر روح المعانی جلد اول صفحہ 14 پر 11 گیاراں مقامات میں یہی لفظ استعمال ہوا ہے۔

جواباً گزارش ہے کہ اگر عربی کی ہر ایک کتاب میں موجود ہے تو پھر صرف ایک روح المعانی کا حوالہ کیوں دیا ہے دو چار اور کتابوں کے حوالے بھی دے دیتے پھر اگر ہر صفحہ پر موجود ملے تو پھر آپنے صفحہ 14 تک جانے کی کوشش کیوں کی ہے۔ صفحہ 14 سے پہلے کسی صفحہ کا حوالہ کیوں نہیں دیا۔ یہ پیر محمد کے جھوٹ کی واضح دلیل ہے۔

اہل علم کے لئے مقام عبرت کا انجام دیکھا آپ نے۔ قارئین کرام پیر محمد صفحہ 65 پر "الجراحته علی المزخرفته الثانیه" کے عنوان میں صفحہ 69 تک

جو کچھ لکھتا ہے صرف مصلح و ناصح بن کر وعظ و نصیحت کر رہا ہے جو مسئلہ چند الفاظ میں ذکر کیا ہے اس کا جواب سابقہ صفحات میں دے دیا گیا ہے۔ اس لئے اختصار کے پیش نظر اس کا اعادہ نہیں کرتے البتہ ایک بات یہ جو لکھی ہے صفحہ 65 پر اور ناقابل تاویل کفر قرار دیا ہے اس کے متعلق یہ بات ذہن میں کھٹکتی ہے کہ شاید پیر محمد کے نزدیک کفر کی دو اقسام ہیں۔ ایک وہ جو قابل تاویل ہے۔ ایک وہ جو ناقابل تاویل ہے کیونکہ علماء کے کلام میں مفہوم مخالف معتبر ہوتا ہے اور یہاں یہی مفہوم مخالف ہے مذکورہ قول کا۔ پھر ان صفحات میں توبہ کی دعوت بھی دیتا ہے حالانکہ توبہ تو خود پیر محمد پر لازم ہے اور یہ وعظ و نصیحت بھی "لما تقولون مالا تفعلون" اور عند اللّٰہ ان تقولوا مالا تفعلون کے مصداق ہے اور خودرا فضیحت و دیگران نصیحت کے مصداق ہے اور صفحہ 44 پر یہ کہنا کہ مجھے بتایا جائے کہ اس کلام میں اللہ کے لئے خاصہ مخلوق یعنی کسب ثابت ہونے میں ہی ظاہر الدلالتہ و صریح المراد اور ناقابل تاویل ہونا کہاں سے ثابت ہے اور کس طرح۔ یا اس متنازعہ کلام میں خاصہ مخلوق یعنی کسب کو دو قسموں میں تقسیم کرکے ایک کو شان خداوندی کے مطابق اور دوسری قسم کو شان خداوندی کے خلاف کہاں بتایا گیا ہے اور کس طرح۔

الجواب بعون الملک الوھاب اگر یہ کلام یا جملے پیر صاحب کو پیش کردہ مفہوم میں صریح المراد اور ظاہر الدلالتہ نہیں ہیں تو پھر خود پیر محمد ان کو بظاہر غیر اسلامی اور توہین خداوندی اور تنقیص خداوندی اور شان الوہیت کی توہین و تنقیص اور اکابرین اسلام کی تشریحات کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و افعال پر ایمان کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی اوصاف سلبیہ سے بظاہر انکار اور باعث تخریب عقیدہ عوام کیوں قرار دیا ہے ان جملوں اور عبارات سے ثابت ہوتا ہے کہ پیر محمد اندرونی طور پر ان کے کفر ہونے کو تسلیم کرتا ہے اسی لئے قلم نے بھی مجبور ہو کر یہ سب کچھ لکھ دیا ہے۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

صفحہ 67 پر اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر صاحب نے اپنے کتاب کے ضمن میں مجھے جو گالیاں دی اور مجھ پر جو کفر کا فتویٰ لگایا ہے میرا جی اور نفس امارہ کرتا ہے کہ میں بھی جی بھر کر گالیاں دوں اور نفس امارہ کو خوش کر لوں وغیرہ وغیرہ۔

جواباً ہم کہتے ہیں کہ پیر محمد نے ہدایتہ السالکین میں بزعم خویش 116 گالیاں گن کر الزام تراشی کی ہے مگر اس کی مجموعہ خرافات کتاب کے 149 صفحات میں جو گالیاں حضرت صاحب کو دی ہیں وہ ان گنت ہیں وہ گنی ہی نہیں جا سکتیں۔ کوئی صفحہ بکواسات سے خالی نہیں کہ ہر صفحہ پر متعدد مغلظات دی گئی ہیں پھر اس خبیث انسان کے حامیوں، ساتھیوں نے پمفلٹوں میں جو کردار ادا کیا ہے اس کو دیکھ کر تو شیطان بھی گھبرا گیا ہوگا۔ یہ لوگ تو مجھ سے بازی لے گئے ہیں اور اس میدان میں مجھے شکست دے دی ہے۔ اس کے باوجود اگر ابھی پیر محمد نے اپنے نفس امارہ کو خوش نہیں کیا تو اس کا نفس امارہ اور یہ خود ابلیس سے بڑے ابلیس نہیں تو اور کیا ہیں۔ پھر آیت لایجرمنکم شنان قوم آلایتہ، لکھنا بھی طرفہ تماشہ ہے ان گنت گالیاں دینے والا بکواسات کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست کو اذیت دے کر دشمنی کمانے والا اپنے آپ کو متقی اور عادل اور انصاف کنندہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔

سچ ہے کہ دی کھرک ماری ہوئی تے ناں ریشم بی بی

یا

اکھاں نوانی تے ناں نور بی بی

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور داتا صاحبؒ کی عبارتیں اور فرمان رسول اللہ

ﷺ پیش کر کے توبہ کی دعوت بھی الٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے کے مصداق ہے۔ خود پیر محمد پر تو یہ لازم ہے کفر و الحاد و زندقہ میں خود مبتلا ہے۔ مگر دعوت توبہ دے رہا ہے حضرت صاحب کو جو قیوم زماں اور مجدد العصر اور سرتاج الاولیاء ہیں۔

قارئین کرام پیر محمد اپنے مجموعہ خرافات کے صفحہ 69 پر الجراحتہ علی المزخرفتہ الثانیہ کے عنوان میں جو کچھ لکھتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر صاحب نے اعتراض نمبر5 عنوان میں ذکر کیا ہے مگر اس پر کوئی بحث نہیں کی البتہ فضول گفتگو کر کے اوراق کو سیاہ کیا ہے اور صفحہ 148 پر صرف یہ لکھا ہے کہ عمامہ سنت موکدہ بلکہ واجب ہے اور عمامہ نہ باندھنا نہ صرف مکروہ بلکہ حرام ہے۔ اصل عبارت یہ ہے "قارئین کرام پر مخفی نہیں کہ عمامہ باندھنا نبی کریم ﷺ کی سنت دائمہ مستمرہ' متواترہ لازمہ ہے اور مواظبت کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ کبھی ترک نہیں ہوا تو مذکورہ قاعدہ کے مطابق عمامہ باندھنا واجب ہی ہوگیا اور اس کا ترک "وجوب الشئی یقتضی حرمتہ ضدہ" اور "من تشبہ بقوم فھو منھم" الخ کے مضمون کے مطابق حرام میں داخل ہے۔ اس کے بعد پیر محمد استدلال پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ میں نے پیر صاحب کو اپنی ان تین عدد بدعات قولی' فعلی' اعتقادی سے توبہ کی دعوت دیتے ہوئے شرعی گرفت کی تھی مگر وہ تیار نہ ہوئے اب میں ان کے استدلال کا آپریشن کرتا ہوں۔

قارئین کرام پیر محمد نے ایک بات یہ کہی صفحہ 69 پر کہ پیر صاحب نے جواب دینے کی بجائے کتاب البطن کے مزخرافات سے کاغذ کے اوراق کو سیاہ کیا ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ حضرت صاحب قبلہ عالم نے پیر محمد کے اعتراض صفحہ نمبر5' 6 اور 7 کا خلاصہ 132 پر نقل کر کے صفحہ 132 سے پھر جواب دینا شروع کیا' پھر خذوا زینتکم عند کل مسجد سے بھی استدلال فرمایا اور انور شاہ صاحب کشمیری کی فیض الباری صفحہ ج۔2/7۔8 کا حوالہ دیا کہ عمامہ باعث زینت ہے پھر اس کے بعد

آپ نے العمامہ تیجان العرب حدیث نقل فرمائی ' پھر علیکم بالعمامہ فامنھا سیماء الملائکتہ حدیث نقل فرمائی پھر فتاوی رضویہ نقل فرمایا کہ عمامہ سنت متواتر ہے جس کا تواتر یقیناً ضروریات دین تک پہنچا ہوا ہے۔ عمامہ سنت دائمہ (مستمرہ) لازمہ (موکدہ) ہے اس کے بعد عمامہ کی فضیلت پر چند احادیث نقل فرمائی ہیں پھر فقہاء امت کے اقوال مرقات شرح مشکوۃ اور خلاصتہ الفتاوی صفحہ ج۔ 386/4 وغیرہ اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری صفحہ 173 پھر مشکوۃ کتاب اللباس' جامع صغیر' شرح سفر السعادۃ اور کنز العمال صفحہ 43 و صفحہ نمبر 506 جلد نمبر 15 علی الترتیب پھر فیض القدیر صفحہ 37 جلد نمبر 4 مقاصد صفحہ 271 لمعات صفحہ 538 جلد نمبر 3 تاریخ ابن عساکر' و یلمی' مواھب الدنیہ' ابن العربی' عینی علی البخاری کتاب اللباس' شرح شمائل پھر اقوال فقہاء کرام فقہی عبارات نقل فرمائی ہیں بحر' شامی وغیرہ سے۔ یہ بحث صفحہ 148 تک پھیلی ہوئی ہے ان عبارات و احادیث میں عمامہ کی فضیلت پر بھی احادیث و اقوال پیش کئے گئے ہیں اور عمامہ کے وجوب یا سنت موکدہ پر بھی عبارات پیش کی گی ہیں مگر ان کا جواب دینے سے اپنے آپ کو قاصر و عاجز' پا کر پیر محمد کہتا ہے کہ پیر صاحب نے کچھ بحث نہیں کی بلکہ کتاب البطن کے مزخرافات سے اوراق سیاہ کئے ہیں۔ قارئین کرام! کیا یہ ظالم' جھوٹا' کذاب' دجال' جھوٹ نہیں بول رہا' دجل و فریب سے گلو خلاصی نہیں کرانا چاہتا یقیناً ایسا ہی ہے۔ مذکورہ صفحات میں آیت قرآنی اور احادیث مبارکہ و اقوال فقہاء کرام کو کتاب البطن کے مزخرفات کر کیا؟ پیر محمد نے ان کی توہین و تنقیص نہیں کی۔ بندہ کے خیال میں تو یہ بھی کفر کے لزوم کا باعث ہے آپ خود غور کریں کیا یہ آیت قرآنی و احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء اسلام کی توہین نہیں' یقیناً ہے۔

الجھا پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

قارئین کرام! حضور قبلہ عالم نے فتاوی رضویہ سے صراحتہ لفظ متواتر' لفظ لازمہ' دائمہ کے الفاظ نقل فرمائے ہیں۔ لفظ لازم کا معنی اگر موکدہ نہیں ہے تو پھر لغت کی کس کتاب میں لازم کا معنی مستحب آیا ہے یا غیر موکدہ سنت آیا ہے۔ ذرا اس کا حوالہ تو دیا ہوتا۔ ان عبارات کا پیر محمد نے کیا جواب دیا ہے۔ ہرگز کوئی جواب نہیں دیا۔ خذوا زینتکم میں خذوا امر ہے اور مطلق ہے اسی طرح علیکم میں علی لزوم وجوب کے لئے ہے حقیقتاً حضرت نے ان سے بھی استدلال فرمایا ہے پیر محمد نے پوری کتاب میں اس استدلال کا کیا جواب دیا ہے؟ ہرگز نہیں دیا۔ پھر حضرت صاحب نے احادیث مبارکہ سے یہ بھی ثابت فرمایا ہے کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کی وضع ہے۔ "قال المناوی فی التیسر شرح جامع الصغیر امالبس القلنسوة بلون العمامته فزی المشرکین" یعنی صرف ٹوپی وضع ہے مشرکین کی اور حدیث میں ہے۔ "فرق نبینا و بین المشرکین العمائم علی القلائنس رواہ الترمذی" (بحوالہ مشکوٰۃ)

یعنی مسلمانوں اور مشرکوں میں فرق یہ ہے کہ اصل اسلام ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں اور مشرکین صرف ٹوپی پہنتے ہیں یا صرف عمامہ باندھتے ہیں ان روایات سے صرف ٹوپی کا پہننا وضع ہے مشرکین کی بات ثابت ہے ان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ عمامہ پہننا شعار ہے۔ اصل ایمان کا اور اس کا ترک شعار ہے اصل شرک کا۔ حضرت صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر کوئی چیز "فی نفسہ مباح" یا مستحب ہو' لیکن جب وہ شعار مومنین بن جائے اور اس کی ضد شعار بن جائے۔ کفار و مشرکین کی تو شعار کی حیثیت سے وہ واجب ہو جاتی ہے اور اس کی ضد حرام ہو جاتی ہے۔ شعار کفار و مشرکین ہونے کی وجہ سے اور "من تشبہ بقوم فھو منھہ" حدیث قولی مرفوع سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ پھر عمامہ کے شعار اسلام ہونے پر حضرت صاحب نے بھی بحر الرائق الاسباہ و النظاہر اور درمختار اور مجمع الانہر وغیرہ سے عبارات نقل فرما کر یہ

ثابت کیا ہے کہ ذمی کافر کو عمامہ باندھنے سے منع کیا جائے گا۔ یعنی چونکہ یہ شعار ہے اصل اسلام کا۔ اس لئے کی ذمی کافر کو عمامہ نہیں باندھنے دیا جائے گا "و یمنع الذمی بن لیس العمامته و لو زرقاء او صغیراء علی الصواب" یعنی ذمی کو عمامہ باندھنے سے منع کیا جائے گا خواہ وہ زرد ہو یا چمکدار اور ویمیز المسلمین وجوبا فی زیہ ای العمامتہ و سائر اللباس یعنی ذمی کافر کو مسلمانوں سے جدا کر دیا جائے گا علامت میں وجوبی طور پر یعنی عمامہ اور باقی لباس میں ان دلائل و قواعد کی روشنی میں حضرت صاحب قبلہ عالم نے عمامہ کا وجوب اور کم از کم سنت موکدہ ہونا مستحب فرمایا ہے۔ ملاحظہ کریں آپ کی کتاب ہدایتہ السا لکین صفحہ 132 سے صفحہ 148 تک۔ مگر پیر محمد نے ان دلائل و عبارات و احادیث اور قواعد فقہیہ کا قطعاً کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف ان کو مزخرفات کہہ کر اپنے اوپر کفر لازم گردانا ہے۔ قارئین کرام! واضح کر چکے ہیں کہ حضرت صاحب کے دلائل کا جواب پیر محمد نہیں دے سکا۔

اب اس کے پیش کردہ آپریشنوں کا حشر بھی ملاحظہ ہو، صفحہ 70 پر لکھتا ہے کہ آپریشن صفحہ نمبر 1 یہ ہے کہ مواظبت سے عمامہ باندھا گیا ہے۔ یہ نظریہ ان احادیث کے خلاف ہے جن میں وقتاً فوقتاً آنحضرت محمدؐ سے کلاہ ٹوپی پہننا ثابت ہے جیسے بحرالرائق جلد نمبر 1 اور احیاء العلوم جلد دوئم صفحہ 370 اور کتاب زاد المعاد اور مواہب الدنیہ اور کشف الصغہ جلد اول صفحہ 197 سے چند ایسی روایات نقل کی ہیں جو صرف فعلی ہیں ان میں ایک روایت بھی قولی نہیں ہے۔ مگر حضرت صاحب قبلہ عالم نے احادیث قولی و جوب یا سنت موکدہ ہونے پر پیش فرمائی ہیں علیکم بالعمامہ والی حدیث بھی قولی ہے۔ اور فرق مابین اولین المشرکین العمائمہ علی ا لاقلنس یہ بھی حدیث مرضوع قولی ہے اور اہل علم جانتے ہیں کہ جب حدیث قولی اور فعلی ہیں تعارض ہو جائے تو قولی کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے پر محمد کی پیش

کردہ روایت صفحہ 70 وغیرہ پر فعلی ہونے کی وجہ سے مرجوح ہوں گی اور حضرت قبلہ عالم کی پیش کردہ راجح اور مقدم ہوں گی۔ پیر محمد نے صرف اپنی طرف سے اعتراض میں فعلی روایات پیش کی ہیں۔ حضرت صاحب کی پیش کردہ قولی احادیث کا کوئی جواب نہیں دیا جبکہ ہم نے پیر محمد پیش کردہ روایات کو مرجوح اور حضرت صاحب کی پیش کردہ روایات کو راجح ثابت کر کے جواب دے دیا ہے۔ اس جاہل کو راجح اور مرجوح قولی اور فعلی کا فرق بھی بھول گیا ورنہ یوں ذلیل نہ ہوتا۔

جب پیر محمد پیش کردہ روایات مرجوح ثابت ہوگئیں تو ان سے ترک عمامہ یا صرف ٹوپی کا استعمال بھی ثابت نہ ہوا۔ جب ترک عمامہ اور ٹوپی کا استعمال ثابت نہ ہوا تو حضرت قبلہ عالم کا دعوی مواظبت اپنی جگہ برقرار رہا و ھوالمطلوب صفحہ 71 میں یہ کہنا بھی مردود اور بکواس قرار پایا کہ پیر سیف الرحمٰن (مدظلہ) کا ٹوپی بلا عمامہ و ترک عمامہ کو حرام قرار دینا رسول اللہ ﷺ پر بہتان ہونے کے علاوہ تمام محدثین و فقہاء کرام سے بھی انکار کر رہا ہے۔ جب روایات منقولہ، صفحہ 70 مرجوح ٹھہریں تو نہ حرام قرار دینا بہتان رہا اور نہ محدثین و فقہاء کا انکام لازم آیا۔ لہٰذا اس آپریشن کا حشر جو ہوا وہ اس کے سامنے ہے۔

نوٹ پیر محمد کی جہالت اپنے نقطہ عروج پر پہنچ گئی ہے کیونکہ وہ اپنی اس مجموعہ خرافات کتاب میں جگہ جگہ حضرت قبلہ عالم پر یہ الزام لگاتا ہے کہ پیر نے ان مسائل میں محدثین اور فقہاء و ائمہ دین سے اختلاف کیا ہے۔ حالانکہ "اختلاف امتی رحمتہ" (رواہ البیقی) کے پیش نظر فروعی اور اجتہادی مسائل میں ائمہ دین فقہاء کرام و محدثین باہما اختلاف کرتے رہے ہیں بلکہ صرف جواز و استحباب میں ہی نہیں حرمت و حلت طہارت و نجاست میں ہی بھی اختلاف کیا ہے۔ اہل علم سے مخفی نہیں مگر کسی نے بھی اپنے سے اختلاف کرنے والے کو کافر، یا فاسق، یا گمراہ، قرار نہیں دیا۔ مسائل فرعیہ اجتہادیہ میں اختلاف کی بنیاد پر بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً "ماکول

اللھم" حیوان کے پیشاب کے حلال و حرام ہونے میں ائمہ ثلاثہ احناف کے مابین اختلاف موجود ہے۔ جیسا کہ نور الانوار صفحہ 68 میں ہے۔

حدیث خاص ببول الابل یدل علی طھارتہ و ہل دیہ لمتسک محمد فی الزبول مایوکل لھما ظاہر ویحل شربہ التداوی وغیرہ انحرام نام محمد ک نزدیک ماحول العلم حیوان کا پیشاب علاج وغیرہ کے لئے بانجراد حلال ہے۔ مگر کسی نے کسی کو نہ کافر کہا' نہ فاسق اور نہ گمراہ کہا' اسی طرح کئی مسائل میں اختلاف ہوتا رہا اور آج بھی اختلاف موجود ہے۔ مگر چونکہ یہ اختلاف اجتہادی ظنی اور فروعی ہے اس لئے نہ کسی کو امت کے خلاف قرار دیا گیا نہ تمام محدثین اور فقہاء کا مخالف کہا گیا' مگر پیر محمد نے اختلاف کا دروازہ بند سمجھ لیا ہے۔ اگر واقعی صورت حال یہ ہے تو پھر یہ نہایت خطرناک چال ہے کیونکہ جدید دور اور جدید زمانے میں جدید تقاضوں کے تحت جدید مسائل پیدا ہوتے رہیں گے اور علماء اسلام ان کا حل قرآن و سنت اور کتب فقہاء کی روشنی میں عبارت النص یا دلالتہ النص' یا اشارۃ النص' یا اقتضاء کسی بھی ایک طریقہ سے حل کرتے رہیں گے اور قیامت تک کے لئے شریعتہ اسلامیہ کا ہونا برحق ثابت ہوتا رہے گا۔ البتہ پیر محمد نے جو اختلاف کیا حضرت صاحب سے اس اختلاف میں بعض وجوہ کفر پائی گئی ہیں اور حضرت نے کفر پر آگاہ کیا۔ پھر بھی پیر محمد بضد کہتا رہا کہ اگر یہ کفر ہے تو میں پہلا کافر ہوں تین بار یہ کہا تو پھر حضرت نے اپنا عالم دین ہونے کی حیثیت سے فرض پورا کیا ہے آپ کا فرض تھا کہ جو شخص کفر کا اقرار کرتا ہے اس کو کافر قرار دیں۔ صفحہ 71 پر پیر محمد آپریشن نمبر 2 میں لکھتا ہے کہ پیر صاحب کا یہ نظریہ (عمامہ کا وجوب یا سنت موکدہ ہونا) اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کی مواظبت بطور عبادت رہی ہے۔ محض کتاب البطن سے۔ ورنہ کسی محدث فقیہ یا کسی "من یعتدفی الاسلام" کا حوالہ پیش کریں وغیرہ وغیرہ۔

جواباً ہم کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنی کتاب ہدایتہ السالکین کے صفحہ 133 سے

صفحہ 148 تک اتنے حوالے پیش فرمائے ہیں جن کی حد نہیں، مگر تم جیسے آندھے کو اگر کچھ نظر نہیں آتا تو پھر قصور تمہارے اندھے پن کا ہے۔ نہ کہ حضرت صاحب کی تحریر کا۔ ایک بار پھر بغور مذکورہ صفحات کو پڑھو اور تعصب اور ضد و عناد کی پٹی اتار کر پڑھو تو سب کچھ مل جائے گا۔ صفحہ 71 میں ہی آپریشن صفحہ 3 کے عنوان میں لکھتا ہے کہ پر صاحب کا یہ نظریہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عمامہ پر بلا ترک مواظبت بطور عبادت دلیل وجوب اور عدم استعمال حرام کے تحت امام ابوحنیفہ اور کسی بھی فقہاء اسلام پر لازم تھا کہ وہ دیگر واجبات نماز کی طرح اس کو بھی واجبات میں شمار کرتے مگر کسی نے بھی اس کو واجبات میں شمار نہیں کیا۔

جواباً ہم کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ اور دیگر فقہاء اسلام نے اگر اس کو واجبات میں شمار نہیں کیا۔ بقول آپ کے تو پھر کیا کسی مسئلہ کو قرآن و سنت اور کتب فقہ سے ثابت کرنے گئے۔ یہ ضروری ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ کا فرمودہ ہو یا ضرور اس پر کسی فقیہ کا صریح قول موجود ہو۔ اگر الٰہی کے اقوال سے اشارۃ النص یا دلالتہ النص یا اقتضاء النص کے طریقے پر کسی کا جواز یا استحباب یا وجوب یا حرمت ظنیہ اجتہادیہ کسی امر کی ثابت کی گئی ہو تو کیا یہ حرام ہے، بلاعتہ ہے، ضلالتہ ہے۔ پھر یہ بتائیے کہ تقلید شخصی کے جواز یا وجوب پر آپ کے پاس کون سی دلیل بطور عبارۃ النص موجود ہے۔ اور بھی بے شمار معمولات اہلسنّت آپ کی تقریر اور آپریشن کی زد میں آتے ہیں غور کریں۔ حضرت صاحب نے جس حرمت کا ادعاء فرمایا ہے وہ صریتہ قطعیہ نہیں بلکہ حرمت ظنیہ اجتہادیتہ ہے اور اپنی حرمت میں اختلاف کرنے والے اس اختلاف کی وجہ سے نہ کافر ہوتے ہیں نہ گمراہ، نہ فاسق، پھر باقی علماء محدثین و فقہاء کا کافر یا گمراہ یا فاسق ہونا کب لازم آتا ہے۔ مزید یہ کہ اس حرمت کو دلائل کی روشنی میں نہ ماننے والوں کی نمازوں کا فساد یا کرامت بھی لازم نہیں آتی۔ پیر محمد کو حرمتہ قطعیہ اور حرمتہ ظنیہ حرمتہ اجتہاد غیر اجتہادیہ کا فرق بھی معلوم نہیں، اس سے بڑی جہالت اور کیا ہے۔

پھر یہ کہنا کہ یہ نظریہ بدعت قولی، فعلی و اعتقادی ہے یہ جہالت کے ساتھ حماقت بھی ہے اگر یہ بدعت ہے تو پھر سنت کیا ہے جاہل نے اس کو چھ مرتبہ ارتکاب کیا، ارے بے وقوف مخاطب تیری شیطانی کھوپری میں دیوبندیوں، وھابیوں کی طرح یہ بدعت کیوں سوار ہوگئی ہے۔ "کہیں تیرا بھی تعلق باطن سے تو نہیں ہے۔" پیر صاحب کی مخالفت نے تجھے اندھا کر دیا ہے اور کیوں نہ ہو جو ولی اللہ کا دشمن ہوتا ہے وہ "مخبوط الحواس" ہو ہی جاتا ہے۔

صفحہ 72 پر آپریشن صفحہ 4 میں جو رونا رویا ہے یہ تقریباً وہی ہے جو صفحہ 3 میں رویا تھا۔ صفحہ نمبر 1 کا جواب ہیں۔ نمبر 4 کا جواب تصور فرمائیں، مخبوطی عالم میں اس کو یہ سمجھ ہی نہیں آئی کہ نمبر 3 کی بات نمبر 4 میں لکھ رہا ہے۔ البتہ صفحہ نمبر 72 میں امام شعرانی سے کشف الغمہ جلد ج-1/197 سے جو روایت نقل کی ہے " وکان ﷺ یامر لبستر الرائس فی الصلوة بالعمامه" الخ۔ تو یہ بھی ہمارے کب خلاف ہے۔ یہ روایت قولی بھی ہے اور مرفوع بھی مگر اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ نماز میں ستر کو ڈھانپنے کا حکم و امر فرماتے تھے۔ عمامہ اور ٹوپی سے اس حدیث میں اگر امر کو صرف حرف عطف مانا جائے آپ کی دیگر احادیث قولیہ سے مطابقت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور پیر صاحب قبلہ کا مدعاء بھی ثابت ہوتا ہے امر کو حرف عطف ماننے میں کوئی رکاوٹ بھی موجود نہیں ہے۔ اگر امر کو صرف صرف عطف نہ منانا جائے بلکہ اور الامرین کے لئے لیا جائے تو پھر یہ دوسری قولی موفوع احادیث اور ٹوپی کو شعار مشرکین ثابت کرنے والی حدیث ہے۔ متعارض اور متصادم ہونے کی وجہ سے مرجوح قرار پاتی ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ امر کو صرف حرف عطف قرار دیا جائے۔ پھر امر رسول یہاں حدیث میں موجود ہے جو مطلق ہے۔ اس لئے اس سے بھی وجوب یا کم از کم سنت موکدہ ہونا ثابت ہوگا۔ وھوا لمطلوب۔ باقی ملاعلی قاری علیہ رحمتہ الباری کا مرقات شرح مشکواۃ میں یہ نقل فرمانا کہ بغیر عمامہ کے

ٹوپی کا استعمال یمن کے بعض مشائخ کا شعار بن گیا تھا۔ تو یہ بھی حضرت قیوم زماں کے استدلال کے مقابلہ میں کوئی وزن نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ نے احادیث مبارکہ قولیہ مرفوعہ پیش فرمائی ہیں اور ان فقہاء کرام کے اقوال پیش کئے ہیں جو حجتہ شرعیہ عند الصحیح ہیں۔ مگر مشائخ یمن کا یہ عمل' یا فعل صحت کیسے بن گیا۔ ملا علی قاری نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کا عمل حجتہ شرعیہ ہے جواز کے لئے کافی ہے۔ اور امام قسطلانی کی عبارة "وماكان على طريقته العادة فلا تحريم ضيه" یعنی جو لباس عادة ہو اس میں حرمت کا کوئی تعلق نہیں۔ اس عبارت سے بھی پیر محمد نے اپنا مدعا کشید کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ کیونکہ بات عادت کی نہیں بات ہو رہی ہے امر تعبدی کی' حضرت قبلہ پیر صاحب دامت برکاتہ کے نزدیک عمامہ کا استعمال علی سبیل العبادة ہے۔ علی سبیل العادة نہیں ہے۔ پھر اس عبارة میں عمامہ کا صراحتا لفظ موجود ہی نہیں ہے۔اس لئے اس کو پیش کرنا بھی پیر محمد کی جہالت کی واضح علامت ہے۔ یہ ہے آپریشن نمبر 4 کا انجام بد۔

پیر محمد کی گپ

پیر محمد صفحہ 73 پر مسلمانوں کے لئے مقام عبرت' کے عنوان میں جو کچھ لکھتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر صاحب مذکورہ حدیث اور ان اسلامی دستاویزات کی مخالفت کرتے ہوئے نہ صرف ٹوپی پہننے والوں کو مرتکب' حرام' فاسق' مردورة الشهادت' منکر سنت' زندیق و کافر کہہ کر دین اسلام کو مشکل سے مشکل تر بنا کر' جدید بدعات و فراخات کو دین میں داخل کر رہا ہے۔ اور عمامہ کے بغیر نماز کو مکروہ تحریمی واجب الاعادہ قرار دیتا ہے' وغیرہ وغیرہ۔ الخ

جواباً ہم کہتے ہیں کہ یہ شریر انسان جھوٹوں کا بادشاہ ہے حضرت صاحب نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ صرف ٹوپی پہننے والے مرتکب حرام و فاسق اور مردورة الشهادة اور

کافر و زندیق ہیں۔ محض اس وجہ سے یہ عبارۃ آپ کی کسی بھی تحریر میں نہیں دکھائی جا سکتی۔ کیونکہ حضرت صاحب یہ جانتے ہیں کہ عمامہ کے ترک کی حرمت ظنی اور اجتہادی ہے، قطعی نہیں ہے اور حرمتہ اجتہادیہ ظنیہ کا منکر نہ کافر ہوتا' نہ زندیق' نہ گمراہ' نہ فاسق (العیاذ باللّٰہ تعالٰی) ورنہ تو بہت سے فقہاء اسلام اور علماء کرام کافر و زندیق و گمراہ و فاسق قرار پائیں گے۔ کیونکہ اجتہادی و ظنی مسائل میں حرمت و ملت' طہارت و نجاست کا اختلاف فقہاء کرام و علماء عظام و ائمہ دین ائمہ مجتہدین کے درمیان موجود رہا ہے۔ جیسا کہ پہلے مثال گزر چکی ہے نور الانوار میں ملاحظہ صفحہ 68 عبارت یہ ہے۔

" فهذا حديث خاص ببول الابل يدل على طهارته و وله و به تمسک محمد فی ان بول مايو كل لمه طاہر و يحل شربه للذی راوی۔" وغیرہ۔

رہا یہ کہ دین کو مشکل سے مشکل ترین بنایا جا رہا ہے تو یہ بھی بکواس ہے کوئی یہ بھی کہہ دے گا کہ داڑھی پر زور مت دو' نبی کی سیرت پر زور مت دو' کیوں دین کو مشکل کرکے پیش کر رہے ہو۔ بہت سی ایسی مثالیں دی جا سکتی ہیں۔"فما هو جوابکم فهو جوابنا" بعض باتوں کا جواب قبل ازیں ہو چکا ہے۔ اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔ پھر پیر محمد کی پیش کردہ دستاویزات کا جواب بھی پہلے ہم دے چکے ہیں جب یہ دستاویزات حضرت صاحب کے موقف سے معارضی ہی نہیں ہو سکتیں تو پھر ان کی مخالفت کا کیا سوال ہے؟ پھر اس جاہل کو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہاں مخالفت نہیں اختلاف ہے۔ اختلاف کو مخالفت قرار دینا بھی جہالت کی روشن دلیل ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب پیر محمد صفحہ 73'74 میں آپریشن نمبر 5 کے عنوان میں جو کچھ لکھتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر سیف الرحمٰن (صاحب) کی یہ تین عدد باتیں 1۔ رسول کی طرف سے بلاترک عمامہ پر مواظبت بطور عبادۃ کا قول۔ 2۔ وجوب عمامہ

کا قول۔ 3۔ عدم استعمال عمامہ کی حرمت کا قول۔ مذاہب اربعہ اہلسنّت و جماعت کے معتقدات و معمولات اور اقوال کے خلاف ہونے کی بناء پر فرق اجماع و مردود ہے۔

جواب یہ ہے کہ امور مذکورہ بالا کو مذاہب اربعہ اہلسنّت و جماعت کے معتقدات و معمولات اور اقوال کے خلاف اور فرق اجماع قرار دینا بھی انتہائی درجہ کی جہالت ہے۔ اولاً اس لئے کہ ان امور ثلاثہ کو اہلسنّت و جماعت کے معتقدات اور معمولات کے خلاف قرار دینا اور ان کے اقوال کے خلاف اور فرق اجماع تب ہوتا ہے جب کہ مذاہب اربعہ کے فقہاء و علماء کا اجماع منعقد بھی ہوا ہوتا۔ پھر یہ کہ یہ اجماع سعی ہے یا سکوتی جو بھی ہے۔ پیر محمد کا فرض تھا کہ کسی معتبر کتاب کے حوالے سے اجماع کا ثبوت پیش کرتا۔ مگر صرف اجماع کا دعوی کیا ہے۔ کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا اور ظاہر ہے کہ دعوی بلا دلیل غیر مسموع ہوتا ہے پھر ثانیاً اجماع ہو ہی کب سکتا ہے۔ جو صحیح احادیث مبارکہ کے خلاف ہو۔ پھر ان عبارات و اقوال کے ہوتے ہوئے جو حضرت قبلہ عالم نے پیش فرمائی ہیں جن سے مواظبت اور وجوب عمامہ اور ترک عمامہ کی حرمت ثابت فرمائی ہے یہ تمام امور ثلاثہ احادیث اقوال فقہاء و قواعد فقیہہ ہی سے ثابت کئے گئے ہیں۔ ان حضرات کی ان عبارات و اقوال کے ہوتے ہوئے اجماع کا تحقیق کیوں کر ہو سکتا ہے۔

ایں خیالست و محال است و محال۔

یہ ہے آپریشن نمبر 5 کا حشر جو قارئین کے سامنے ہے۔ **قارئین کرام!** پیر محمد صفحہ 74 پر ہی آپریشن نمبر 6 کے عنوان میں لکھتا ہے کہ پیر سیف الرحمٰن (مدظلہ) کے نظریے کے مطابق ان پاکان امت کی عیق یعنی ان کو تارک واجب و مرتکب حرام کہنا ہوگا۔ جو عمامہ کے التزام کے بغیر مختلف قسم کی ٹوپیاں استعمال کرتے رہے ہیں۔ جیسا کہ زادالمعاد کی عبارت میں ہے کہ:۔

"و کان یلبس القلنسوۃ بغیر عمامتہ و یلبس العمامتہ بغیر

قلنسوۃ"

اور مواہب الدنیہ ابراہیم بیجوری میں ہے کہ "ولم یعتصر من اللباس علی صنف بعینہ" الخ

جواباً گزارش ہے کہ اولاً پیر محمد بنیادی طور پر اس جہالت میں مبتلا چلا آرہا ہے کہ ہر قسم کے حرمت کا مرتکب فاسق ہوتا ہے اس بے چارے کو یہ معلوم نہیں ہے کہ حرمتہ قطعیہ غیر اجتہادیہ کا مرتکب فاسق ہوتا ہے۔ اور بعض صورتوں میں کافر بھی ہو جاتا ہے۔ مگر حرمتہ ظنیہ اجتہادیہ کا انکار نہ فسق ہے، نہ کفر، نہ ضلالتہ، اور حضرت قیوم زماں کی یہاں حرمت سے مراد حرمت ظنیہ اجتہادیہ ہے۔ نہ کہ قطعیتہ غیر اجتہادی وغیرہ ظنیہ۔

لہٰذا یہاں نہ کسی کا فسق لازم آتا ہے اور نہ ضلالت و گناہ، اور زاد المعاد کی روایت کا ہم سابقہ صفحات میں جواب دے چکے ہیں۔ کہ روایت حدیث فعلی ہے۔ جبکہ حضرت صاحب کا استدلال حدیث قولی سے ہے اور مواہب الدنیہ کی عبارۃ کا جواب یہ ہے کہ اولاً یہ قول ہے حدیث نہیں اور حدیث کو قول پر بہر حال ترجیح ہوتی ہے۔ ثانیاً اس عبارۃ میں سر کے لباس کا ذکر نہیں بلکہ دوسرے لباس کی بات ہے۔ کیونکہ اگر اس میں لباس سے مراد سر کا لباس ہو تو پھر یہ قول حدیث، قولی مرموع "فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس" کے مقابلہ میں آنے کی وجہ سے مردود ہے۔ یہ ہے آپریشن نمبر 6 کا حال بد، جو آپ کے سامنے ہے۔

قارئین کرام!

74/75 پر پیر محمد آپریشن نمبر 7 کے عنوان سے لکھتا ہے کہ (حضرت پیر) سیف الرحمٰن (صاحب مدظلہ العالی) کے اس فتاوی کے رد میں مفسرین محدثین، فقہاء کرام، صحابہ کرام سب آتے ہیں۔ جو مختلف قسم کی ٹوپیاں استعمال کرتے رہے ہیں۔ یا عاجزی

و انکساری کے طور پر ننگے سر نمازیں پڑھتے رہے ہیں۔ ترک واجب اور ارتکاب حرام کی وجہ سے ان کی تمام نمازیں نہ ہوئیں اور وہ بغیر نماز کے دنیا سے گزر گئے ہوں۔ حالانکہ فتاوی عالم گیری ج۔ا /106 اور خلاصہ الفتاوی ج۔ا /85 میں ہے کہ عجزو انکساری کیلئے ننگے سر نماز پڑھنا جائز بلکہ حسن ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب"

قارئین محترم!

اس کا جواب سابقہ صفحات میں حرمتہ قطعیہ اور حرمتہ ظنیہ اجتہادیہ کی بحث میں گزر چکا ہے۔

بغور مطالعہ فرمائیں :۔

مزید وضاحت کیلئے ہم کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ بلکہ ائمہ ثلاثہ احناف کے مابین حرمت، حلت وجوب و غیر وجوب میں اختلاف رہا ہے۔ ماکو اللحم حیوان کے پیشاب کی حلت و حرمت میں اختلاف ہے اور عید کی نماز کے وجوب میں بھی اختلاف ہے۔ جب یہ عید جمعہ کے دن آ جائے۔ جیسا کہ ھدایہ ج۔ا /172 میں موجود ہے۔ عبارت ملاحظہ کرلیں۔ مگر کبھی کسی نے کسی کو تارک واجب یا مرتکب حرام قرار دے کر نا فاسق کہا، نہ کافر، نہ ضال، نہ گناہ گار کہا نہ یہ کہا کہ یہ عید کی نماز کا تارک ہے۔ جب یہ حقیقت ناقابل انکار ہے تو پھر یہاں یہ سوال کیوں کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا بزرگان دین کی نمازیں نہ ہوئی ہوں یا بغیر نماز کے وہ دنیا سے گزر گئے ہوں اور عجزو انکساری و خشوع و خضوع کی نیت سے ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز و استحباب کا قول بھی وجوب عمامہ سنت موکدہ ہونے اور ترک عمامہ کی حرمت کے قول کے منافی نہیں کیونکہ یہ صورت استثنائی ہوگی۔

یہ آپریشن نمبر 7 کا انجام بد

جو آپ نے ملاحظہ فرمایا:۔

قارئین کرام!

پیر محمد نے نمبر 75 تا نمبر 77 میں جو کچھ کہا ہے اس کا جواب بھی گزشتہ جوابات کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ اعادہ اختصار کے منافی ہے اس لئے غور فرمالیں۔ جوابات ہو چکے ہیں۔ ایک ہی رونا رویا گیا ہے ان صفحات میں اور ان متعدد آپریشنوں میں۔ مگر الحمد اللہ تعالیٰ حضرت قیوم زماں مجدد العصر کی توجہ کے صدقہ میں ہم نے بھی ٹھوس جوابات دے کر انشاء اللہ تعالیٰ پیر محمد کے دانت کھٹے کر دیئے ہیں۔ ہاں مگر پیر محمد 75 پر آپریشن نمبر 9 کے عنوان میں کہتا ہے کہ گھٹنے سے ناف تک ستر واجب ہے مگر سر کا ستر کسی بھی حالت میں واجب نہیں ہے۔ مگر پیر صاحب ستر سر کو واجب گردان کر اور سر نہ چھپانے کو حرام کہہ کر تمام اکابرین اہلسنّت مذاہب اربعہ کو کافر بنا رہے ہیں۔

جواباً گزارش ہے کہ گھٹنے سے ناف تک کو ڈھانپنا بالا اتفاق فرضیحہ یا واجب ہے۔ مگر عمامہ استعمال کرنا اس وجہ سے نہیں کہ سر کو ڈھانپنا فرضیحہ یا واجب ہے بلکہ عمامہ کا سر پر استعمال واجب یا سنت موکدہ ہے اور اس کا ترک حرام ہے۔ ساتھ حرمتہ ظنیہ اجتہادیہ کے سر کے نہ ڈھانپنے میں اور گھٹنے تا ناف کے نہ ڈھانپنے میں فرق ہے۔ اسی طرح ستر عورت نہ کرنے اور سر کے نہ ڈھانپنے میں بھی فرق ہے جس کو سمجھنے میں پیر محمد نے ٹھوکر کھائی ہے۔ ستر عورت فرضیحہ ہے اور ستر سر فرضیحہ نہیں ہے۔ پیر صاحب قبلہ نے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ سر کا ڈھانپنا فرضیحہ ہے ستر عورت کی طرح اور صفحہ 76 پر آپریشن نمبر 10 کے عنوان میں لکھتا ہے کہ پیر سیف الرحمن نے اپنے اس نظریہ میں غیر واجب کو واجب اور حلال کو حرام کہہ کر نہ صرف بارہ عدد کبیرہ بدعات سیہ مردودہ میں مبتلا ہوا ہے۔ بلکہ اپنے بے چارے مریدوں کیلئے التباس الحق بالباطل کر کے

"ثم تلبسون الحق بالباطل" کا مصداق بن رہا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے کشف "شخصے بود در لباس صوفیاں کہ بدعۃ اعتقادی مبتلا بود" الخ

الجواب :- پیر محمد کا یہ کہنا کہ پیر صاحب نے غیر واجب کو واجب اور حلال کو حرام بنایا ہے۔ یہ جھوٹ اور بکواس ہے۔ ایسا ہوتا رہا ہے کہ کوئی عمل کسی کے نزدیک واجب ہے اور کسی کے نزدیک غیر واجب۔ مگر غیر واجب ماننے والوں نے کبھی واجب ماننے والوں کو نہ کافر کہا' نہ فاسق' نہ گمراہ' نہ "الباس الحق بالباطل" کا مرتکب ٹھہرایا چنانچہ حدیث شریف میں ہے :-

"عیدان اجتمعا فی یوم واحد فالاول سنته والثانی فریضته و لایترک واحد منھا قال و ھذا تنقیص علی السنته والاول علی الوجوب و ھو روایته عن ابی حنیفه"

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ دو عیدین جب ایک دن جمع ہو جائیں تو پہلی سنت اور دوسری فرض اور دونوں میں سے کسی کو چھوڑا نہ جائے۔ کہا کہ یہ سنت ہونے پر نص ہے۔ پہلی وجوب پر اور وجوب کی نص پر' یہ روایت ہے امام حسن کی امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ سے۔

کتب فقہ میں یہ بھی موجود ہے کہ امام احمد کا ظاہر مذہب یہ ہے کہ عید کی نماز نہ فرض ہے نہ واجب' بلکہ فرض کفایہ ہے۔ امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک سنت ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے۔ مذکورہ بالا عبارت سے بھی وجوب اور غیر وجوب اختلاف ظاہر ہے۔ (ملاحظہ صفحہ نمبر 172 ھدایہ) ظاہر کہ ایسی صورت میں جس کے نزدیک واجب ہے اس کے نزدیک سنت نہیں' اور جس کے نزدیک سنت ہے اس کے نزدیک واجب نہیں۔ مگر سنت ماننے والوں نے کبھی واجب ماننے والوں کو یہ نہیں کہا کہ تم نے غیر واجب کو واجب قرار دے کر "التباس الحق بالباطل" کا ارتکاب

کیا ہے اور اسی طرح واجب ماننے والوں نے سنت ماننے والوں کو کبھی یہ نہیں کہا کہ تم نے وجوب کا انکار کر کے گناہ کیا ہے۔ تم مجرم ہو۔ اسی طرح امام محمد اور ان کی تحقیق کو حق ماننے والوں نے دوسروں کو کبھی یہ نہیں کہا کہ تم نے حلال کو حرام قرار دے کر جرم و گناہ کیا ہے۔ تم بدعتہ اعتقادیہ میں مبتلا ہو گئے ہو۔ توبہ کرو اسی طرح "ماکول اللحم حیوان" کے پیشاب کو حرام قرار دینے والوں نے کبھی امام محمد اور ان کے ساتھیوں کو یہ نہیں کہا کہ تم نے حرام کو حلال قرار دے کر جرم و گناہ کیا ہے۔ یا تم کافر ہو گئے ہو یا تم ضال و مضل و فاسق ہو گئے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ چونکہ حرمت و حلت اور وجوب قطعی بھی ہوتے اور ظنی و اجتہادی بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے ظنی و اجتہادی میں اختلاف کی گنجائش موجود ہوتی ہے جبکہ قطعی غیر اجتہادی اور غیر ظنی میں یہ گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لئے حکم بدل جاتا ہے مگر پیر محمد جیسے جہلاء کو یہ فرق کیونکر معلوم ہو سکتا ہے اسی وجہ سے قدم قدم پر ٹھوکر کھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ایک اور مثال دیکھئے

"والقراۃ فی الفرض واجبتہ فی الرکعتین و قال الشافعی فی الرکعات کلھا" الخ۔ یعنی فرض نماز کی دو رکعتوں میں قراۃ واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک تمام رکعات میں واجب ہے ھدایہ صفحہ نمبر 147 ج 2 ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔

"الوتر واجب عندابی حنیفہ و قال سنتہ" ھدایہ صفحہ نمبر 144 ج 1 یعنی وتر امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک سنت ہیں۔ پہلی عبارت میں نماز فرض کی رکعات میں قراۃ کے وجوب میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک صرف دو رکعتوں میں قراۃ واجب ہے اور امام شافعی کے نزدیک تمام رکعات میں واجب ہے۔ دوسری عبارت سے واضح ہے کہ نماز وتر امام ابو حنیفہ کے نزدیک واجب ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک وتر کی نماز واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ اب اگر کوئی پیر محمد سے کہے کہ ملاں جی کیا ان اماموں نے ان چیزوں میں اختلاف کر کے ایک

دوسرے کو کافر، فاسق، ضال و مضل قرار دیا ہے یا اس اختلاف کی وجہ سے کوئی کافر، فاسق ضال و مضل بنا ہے اور کیا کوئی کہدے آپ سے کہ ان اماموں نے ان امور میں اختلاف کر کے "تلبسون الحق بالباطل" کا ارتکاب کر کے بدعۃ سیہ اعتقادی کا ارتکاب کیا ہے۔"فما ھوا جوابکم فھو جوابنا" رہی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمتہ کے کشف کی بات تو وہ عبارۃ پیر محمد جیسے دجالوں، کذابوں پر فٹ آتی ہے کیونکہ وہ بدعۃ اعتقادی کا مرتکب ہوا ہے نہ کہ حضرت قبلہ عالم جو مجسمہ ہیں سنتوں کا، جن کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر نبی کریم ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے کیونکہ

"ولی نبی نما ہوتا ہے"

مگر پیر محمد کے منحوس چہرے کو دیکھ کر تو شیطان ہی یاد آتا ہے۔ نہ کوئی اور، کیونکہ یہ تو سیرۃ و صورت دونوں میں شیطان لعین سے کم نہیں ہے۔

قارئین کرام!:۔

صفحہ نمبر 76/77 میں پیر محمد مقام عبرت ہے کے عنوان میں جو کچھ لکھتا ہے اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ پیر صاحب ایک ہی مسئلہ میں چوبیس عدد کبیرہ بدعات میں مبتلا ہونے کے باوجود پیران پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی الحسنی و الحسینی سے چھ درجے فوق و افضل ہونے اور قیوم زماں وغیرہ کے دعاوی باطلہ پر ڈٹا ہوا ہے۔ الخ

الجواب:۔

قارئین کرام! جب سابقہ صفحات میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حرمتہ و حلت اور وجوب قطعی بھی ہوتے ہیں اور ظنی بھی اجتہادی بھی اور غیر اجتہادی بھی اور یہ کہ حضرت قبلہ کے کلام میں حرمت وجوب قطعی مراد نہیں بلکہ ظنی مراد ہیں اور اس میں اختلاف موجود رہا ہے فقہاء علماء کے درمیان جس کی مثالیں بھی گزر چکی ہیں۔ اور پیر محمد کی پیش کردہ روایات کو مرجوح اور حضرت صاحب کی پیش کردہ روایات کو راجح

ثابت کر چکے ہیں۔

اور وجہ ترجیح بھی پیش کر دی گئی ہے تو پھر بارہ بدعات یا چوبیس بدعات کی رٹ لگائے جانا۔ آواز سگان سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اس لئے مزید کچھ کہنا غیر مفید سمجھتے ہیں۔ اس صحفہ کی بقایا باتوں کا جواب بھی سابقہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ دوبارہ مطالعہ کرلیں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ بدعۃ اعتقادی' بدعۃ قولی اور بدعۃ عملی کی تقسیم در تقسیم کر کے حضرت صاحب کو انکا مرتکب قرار دینا کتنی بڑی جہالت و حماقت ہے۔

ہمارا چیلنج

پیر محمد کو ہمارا چیلنج ہے کہ وہ حضرت صاحب کی کسی بھی تحریر سے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے افضل ہونے کا دعوی دکھائے بلکہ اسے الفاظ دکھائے کہ جن سے یہ ثابت ہو کہ آپ سرکار مبارک حضرت شیخ عبد القادر جیلانی سے افضل ہونے کے دعوی پر ڈٹے ہوئے ہیں اگر آپ کی طرف سے یہ دعوی دکھا دیے تو تم ایک لاکھ روپے انعام کے حقدار ہو اور نہ دکھا سکنے کی صورت میں ایک ہزار مرتبہ "لعنتہ اللّٰہ علی الکاذبین" پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلو۔

قارئین کرام!

پیر محمد صفحہ 79 پر جو کچھ لکھتا ہے چونکہ اس کا (آپریشن نمبر 11 کا جواب)' جو اب سابقہ صفحات میں گزر چکا ہے اس لئے اس کا اعادہ مناسب نہیں ہے۔ مگر ایک بات کا جواب ضروری ہے وہ یہ ہے کہ پیر محمد کہتا ہے کہ مسلمانوں نے مختلف قسم کی ٹوپیاں پہنی ہیں ان کو پہننے اور ننگ سر رہنے کی وجہ سے تارک واجب اور ارتکاب حرام میں مبتلا قرار دے کر "حرج فی الدین" ہو کر آیتہ کریمہ "ماجعل علیکم فی الدین من حرج" کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

الجواب :۔

قارئین کرام! اس صفحہ میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا جواب ہو چکا ہے اور مذکورہ بالا اعتراض بھی انتہائی مخالفت کی دلیل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اول تو کسی نے بھی یہاں کسی کو تارک واجب یا ارتکاب حرام میں مبتلا قرار نہیں دیا۔ اس کی وجہ بھی سابقہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ غور کریں۔ دوم یہ کہ اگر اس کو "حرج فی الدین" قرار دے کر حضرت صاحب کو آیت منقولہ بالا کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے تو پھر پیر محمد اور اس کے رفقاء کو بھی اس آیت کا مصداق ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ایک مشت داڑھی نہ رکھنے والا یا اس مقدار قبضہ کو نہ ماننے والا بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ "حرج فی الدین" کو مستلزم ہے اس لئے جو ایک قبضہ پر زور لگاتے ہیں وہ بھی اس آیتہ کریمہ منقولہ بالا کے مصداق ہیں۔

"فما هوا جوابكم فهو جوابنا"

پیر محمد نے اپنی مجموعہ خرافات میں عموماً جو کچھ کہا وہ صرف واعظانہ گفتگو اور زیادہ تر خرافات اور مغلظات و گالیوں کا پلندہ ہے۔ جو چند باتیں عملی انداز میں کرنا چاہیں وہ بھی اس کی جہالت کی علامت بن گئی ہیں۔ ہم سمجھتے تھے کہ پیر محمد شاید کوئی علمی حیثیت کا مالک ہے اور کوئی علمی شخصیت ہے۔ مگر کتاب کے مطالعہ سے واضح ہو گیا کہ یہ تو ابھی طفل مکتب ہے اس کو تو علم کی ہوا بھی نہیں لگی۔ منطقی ہونے کا بڑا تاثر دیتا ہے۔ مگر حنوز دلی دوراست کے مطابق منطق سے بہت بہت دور ہے۔ اگر علم ہوتا منطقی ہوتا تو ضرور حضرت قیوم زماں مجدد العصر قطب الارشاد کے غلاموں میں شامل ہوتا۔

قارئین کرام!

پیر محمد اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 80 پر "الجراحته علی المزخرافته الرابعته" کے عنوان میں جو لکھتا ہے اس کا خلاصہ (بکواسات کے علاوہ) یہ ہے کہ

حضرت پیر سیف الرحمن مدظلہ العالی کی کتاب ھدایتہ السالکین کے صحفہ 132 سے صفحہ 150 تک میں اعتراض نمبر 7 کے جواب درج ذیل باتیں کہی ہیں:-

1۔ عمامہ باندھنا مطلق سنت کا ایک فرد ہے جس سے مراد فرد کامل ہے جو سنت موکدہ ہے

2۔ عمامہ کی فضیلت میں احادیث ضعیفہ زیادہ ہونے کی وجہ سے سنت موکدہ ہے

3۔ عمامہ پر عبادت کی نیت سے مواظبت کی گئی ہے لہٰذا سنت موکدہ ہے

4۔ عمامہ باندھنا چونکہ سنت موکدہ ہے جس کو صلحاء نے ترک نہیں کیا لہٰذا سنت موکدہ ہے۔

5۔ عمامہ باندھنا سنت لازمہ' دائمہ' متواترہ ہے لہٰذا سنت موکدہ ہے

قارئین کرام!

یہ پانچ باتیں جو پیر محمد نے بطور لب لباب نکالی ہیں صفحہ 132 سے صفحہ 150 تک کی عبارات سے ان میں سے نمبر 4 میں جو بات کہی ہے وہ علم پر واضح دلیل ہے۔ کہتا ہے کہ عمامہ باندھنا چونکہ سنت موکدہ ہے جس کو صلحاء نے ترک نہیں کیا۔ لہٰذا سنت موکدہ ہے آپ حضرات خود غور کریں چونکہ سنت موکدہ ہے۔ لہٰذا سنت موکدہ ہے' کہنے کا کیا تک ہے۔ دعویٰ بھی وہی' دلیل بھی وہی ہے۔ یہ عبارت اس کے خبطی ہونے کی واضح دلیل ہے۔

صفحہ 81 پر آپریشن نمبر 1 کے عنون میں خلاصہ نمبر 1 پر اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ پیر سیف الرحمن مدظلہ العالی کا عمامہ کو مطلق سنت کا فرد قرار دے کر اس سے مراد سنت موکدہ لینے کی ایسی مثال ہے کہ جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ بلی مطلق حیوان کا ایک فرد ہے اور اس پر رحم کرنے کا زیادہ ثواب بیان ہوا ہے۔ لہٰذا جس جگہ بھی مطلق حیوان کا ذکر آئے گا وہاں پر مراد بلی ہی ہوگی۔ قابل رحم ہونے کی وجہ سے

حیوان کا فرد کامل ہے۔ یا ایسا ہے جیسے کوئی پاگل یوں قیاس کرے کہ کتا حلال ہے۔ اس لئے کہ وہ حیوان کا فرد ہے لیکن عقل سلیم والے جانتے ہیں کہ بلی' کتا' گائے' بکری اور انسان وغیرہ حیوان کے تحت انواح متبائنہ و افراد اضافیہ ہیں۔ اور متضاد احکام کے حامل ہیں۔ کوئی حلال ہے' کوئی حرام ہے' کوئی گھاس کھاتا ہے' کوئی روٹی وغیرہ۔ لیکن مطلق حیوان کے نوع یا فرد اضافی ہونے کی وجہ سے ایک کا حکم دوسرے کو نہیں دیا جا سکتا وغیرہ وغیرہ۔

"الجواب والاعانتہ من اللہ الوھاب"

قارئین کرام! یہ جاہل اپنی جہالت کے نقطہ عروج کو بھی چھو چکا ہے بلکہ مکمل طور پر اس پر فائز ہو گیا ہے۔

حضرت صاحب نے جو فرمایا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ مطلق سنت ایک جنس کے بمنزلہ ہے اور اس کی دو نوعیں ہیں۔ ایک سنت موکدہ اور ایک سنت زائدہ جیسے مکروہ بمنزلہ جنس کے ہے اور اس کی دو نوعیں ہیں ایک تحریمی ایک تنزیہی۔ تو جس طرح کتب فقہ حنفی میں جگہ جگہ لکھا ہے کہ جہاں لفظ سنت مطلق ہو گا وہاں مراد فرد کامل ہو گا۔ یعنی مکروہ تحریمی مراد ہو گا۔ اسی طرح جہاں لفظ سنت مطلق ہو گا کسی قید سے مقید نہ ہو گا۔ تو وہاں اس کا فرد کامل مراد ہو گا جو سنت موکدہ ہے۔ اس پر پیر محمد یہ اعتراض کرتا ہے کہ جس طرح بلی اور کتا حیوان کی دو نوعیں ہیں۔ مگر متبائنہ ہیں اور افراد اضافیہ ہیں۔ مگر ان کے احکام متضاد و مختلف ہیں۔ ایک کو دوسرے کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ اسی طرح سنت زائدہ غیر موکدہ کو موکدہ کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ بھی باہم انواع متبائنہ اور افراد اضافیہ ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ یہ پیر محمد کے دماغ کا فتور ہے کہ اس نے ایسے سمجھا' ورنہ حضرت صاحب نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ سنت زائدہ کا حکم' میں سنت موکدہ پر لگا رہا ہوں' یا علی العکس۔ حضرت صاحب نے مطلق سنت

کے فرد کامل سنت موکدہ کا حکم عمامہ پر لگایا ہے اور عمامہ سنت مطلقہ کا نوع نہیں۔ بلکہ مطلق سنت کے نوع کا ایک فرد ہے اور عمامہ فرد اضافی نہیں۔ بلکہ فرد حقیقی ہے جیسے انسان کے افراد زید، عمر، بکر وغیرہ اس کے افراد حقیقیہ ہیں اضافیہ نہیں۔ اسی طرح عمامہ فرد حقیقی ہے فرد اضافی نہیں۔ لہٰذا سنت موکدہ نوع ہے۔ اور اس کے ماتحت متعدد حقیقی افراد ہیں۔ مثلاً داڑھی شریف رکھنا، وضو میں کلی کرنا، ناک صاف کرنا، سارے سر کا مسح کرنا، وغیرہ وغیرہ یہ سب افراد حقیقیہ ہیں ان سب پر ایک ہی حکم لاگو ہوتا ہے۔ اسی طرح عمامہ بھی اس کا ایک فرد حقیقی ہے جو حکم دیگر افراد کا ہے وہی اس کا ہے۔ پیر محمد کی غلطی یہ ہے کہ وہ افراد حقیقیہ کو افراد اضافیہ سمجھ رہا ہے۔ اور افراد حقیقیہ کو باہم انواع قرار دے رہا ہے۔ اور اسی لئے مثالیں بلی اور کتے کی دیتا ہے۔ مزید یہ کہ بالفرض اگر پیر محمد کی بات تسلیم بھی کر لی جائے تو بھی یہ ہمارے خلاف نہیں ہے کیونکہ ایک نوع یا فرد اضافی من کل الوجوہ دوسرے نوع یا فرد اضافی سے مختلف نہیں ہوتا۔ بلکہ من وجہ ان میں اتحاد بھی ہو سکتا ہے۔ مثلاً بلی، کتا اور انسان جسم ہونے میں ایک ہیں۔ جسمیت کا حکم ان پر مساوی طور پر لاگو ہے پھر مزید یہ کہ حرام جانوروں کی مثالیں دینا بھی خاص ذوق کی نشاندہی کرتا ہے۔ کیا پیر محمد حلال جانوروں کی مثالیں نہیں دے سکتا تھا؟

پھر صفحہ 81 پر تبائن انواع کے متبائن احکام کے عنوان میں اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جیسے حقائق کے حوالے سے مطلق حیوان کے تحت انسان، فرس، بکری، مچھلی وغیرہ تبائن انواع و افراد اضافیہ ہوتے ہیں اور ان کے احکام بھی ایک دوسرے سے جدا جدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح روحانیت و الہیات کے حوالے سے بھی مطلق سنت نبوی ﷺ کے تحت دو تبائن انواع ہیں۔ 1۔ سنن زوائد 2۔ سنن ھدی و موکدہ

اور ہر جگہ میں انواع تبائنہ کے احکام جدا اور متبائن ہیں۔ یہاں بھی ہر نوع سنت

کا شرعی حکم جدا جدا ہے۔ الخ، اس کے بعد نورالانوار کے متن منارالاصول اور مرقات الاصول اور مرات الوصول کی عبارات نقل کرکے یہ ثابت کرتا ہے کہ عمامہ سنت عادیہ لباسیہ اور سنت زائدہ ہے، موکدہ نہیں۔ اور سنت موکدہ یا سنن ھدی کا حکم یہ ہے کہ ان کا تارک مکروہ کا مرتکب ہے اور ملامت کا حقدار ہے اور سنت زائدہ کا حکم یہ ہے کہ اس کا تارک مستحق لوح نہیں ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب

تبائن انواع کے احکام کا تبائن ہونا اختلافی نہیں اسی طرح مطلق حیوان کے تحت انسان، فرس، بکری، مچھلی وغیرہ کا تبائن انواع ہونا بھی نزاعی نہیں۔ بلکہ افراد اضافیہ ہونا بھی متنازعہ نہیں مگر عمامہ شریف کو مطلق سنت کا نوع قرار دے کر اس کو فرد اضافی قرار دینا جہالت ہے۔ عمامہ شریف مطلق سنت کی نوع سنت موکدہ، سنت ھدی کا فرد حقیقی ہے جیسے زید انسان کا فرد حقیقی ہے۔ اضافی نہیں۔ بس یہی مغالطہ کھایا ہے۔ پیر محمد نے کہ فرد حقیقی کو فرد اضافی یا نوع قرار دے رہا ہے۔ پیر محمد جس طرح مکروہ تحریمی مطلق مکروہ کی ایک نوع ہے اور مکروہ تنزیہی دوسری نوع ہے۔ اسی طرح سنت موکدہ یا سنت ھدی مطلق سنت کی ایک نوع ہے اور عمامہ اس کا فرد حقیقی ہے۔ اضافی نہیں۔ جیسے زید انسان کا ایک فرد حقیقی ہے اضافی نہیں۔ اور نورالانوار کے متن وغیرہ کی جو عبارات پیر محمد نے صفحہ 82 پر نقل کی ہیں ان میں لفظ عمامہ صراحتہ موجود ہی نہیں صرف لفظ لباس کا ذکر ہے۔ اور لباس کے لفظ سے عمامہ کی سنت زائدہ کشید کی جارہی ہے۔ یا تیسر کے لفظ سے عمامہ کی سنت زائدہ نکالی جارہی ہے۔ کوئی صریح عبارت پیر محمد پیش نہیں کرسکا نہ کرسکتا ہے۔ جس سے عمامہ کی سنت زائدہ صراحتہ ثابت ہو۔

صفحہ 83 پر تمام روایات پر مشتمل گفتگو کا جواب ہماری گزشتہ تقریر سے ہوچکا ہے۔ اس لئے تفصیلی جواب کی ضرورت نہیں ہے ان صفحات میں پیر محمد اپنے منطقی ہونے کا

تاثر دے رہا ہے۔ مگر جو مغالطہ کھایا ہے یا دیا ہے۔ اس نے اس کے منطقی ہونے کا بھانڈا عین چورا ہے میں پھوڑ کر رکھ دیا ہے کہ یہ شخص فرد حقیقی ار فرد اضافی میں امتیاز بھی نہ کر سکا۔

آپریشن نمبر 432 کا حشر بھی آپ کے سامنے ہے جو ہماری مذکورہ بالا تقریر سے واضح ہے۔ البتہ ایک سوال پیر محمد کا صفحہ 86 پر قابل وضاحت اور قابل جواب ہے۔ وہ یہ ہے کہ پیر محمد لکھتا ہے کہ یہ اعتراض بھی ہو سکتا ہے کہ عمامہ مطلق شرعی حکم کا ایک فرد ہے اور مطلق جب ذکر ہوتا ہے تو اس سے مراد فرد کامل ہوتا ہے۔

"اطیعو اللہ و اطیعو الرسول" کے حکم شرعی کے افراد میں سنت بھی ہے واجب بھی مستحب بھی فرض بھی اور ان کا فرد کامل فرض ہے لہٰذا عمامہ کا فرض ہونا ثابت ہوا۔ الخ

"الجواب بعون الملک الوھاب"

یہاں بھی وہی دھوکا لکھا گیا ہے یا جان بوجھ کر دھوکہ دے رہا ہے۔ کہ شرعی حکم کے افراد میں امور مذکورہ بالا بھی ہیں اصل بات یہ ہے کہ شرعی حکم بمنزلہ جنس کے ہے اور اس کے تحت متعدد انواع ہے فرض، واجب

سنت، مستحب، مباح، حرام، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی وغیرہ اور سنت اس کا حکم شرعی کی نوع ہے اور فرد اضافی ہے نہ فرد حقیقی اس لئے تبائن انواع کے تبائب احکام ہوں گے نہ کہ ایک ہی حکم۔ لہٰذا عمامہ حکم شرعی کا فرد نہیں نوع بھی نہیں بلکہ مطلق سنت کی نوع سنت موکدہ کا فرد حقیقی ہے لہٰذا فرضیت پر استدلال مردود رہے پھر یہ کہنا کہ عمامہ مطلق حکم شرعی کا فرد ہے یہ بھی جہالت ہے عمامہ حکم شرعی کا فرد نہیں بلکہ عمامہ کا حکم شرعی حکم کا فرد ہے

اس کے بعد صفحہ ۸۶ اور صفحہ ۸۷ صفحہ ۸۸ تک جو کچھ کہتا ہے آپریشن نمبر ۵ ۔ ۶ ۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ کے ضمن میں ان سب کا جواب بھی ہماری سابقہ ابحاث و جوابات کے ضمن میں گذر چکا ہے اس لئے اعادہ ضروری نہیں بغور پڑہیں مقام عبدیت کے عنوان میں صفحہ ۸۸ پر لکھتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات کو ایک نارمل ذہن مسلمان بے نظر انصاف مطالعہ کرنے کے بعد ایسا محسوس کرتا ہے کہ جیسے حضرت مجدد الف ثانی نے یہ مکتوبات پیر سیف الرحمان مدظلہ العالی کے خلاف لکھے ہیں۔ الخ

جواباً ہم کہتے ہیں کہ یہ نارمل ذہن رکھنے والے کا کام نہیں یہ صرف شیطانی اور ابلیسی ذہن والا ایسا سوچ سکتا ہے ورنہ درحقیقت اصلی مجددی اور مجدد پاک کے مکتوبات اور ہدایات اور ارشادات پر عمل کرنے والے صرف حضرت قیوم زماں ہی ہیں اس دور میں یا پھر آپ کے متوسلین و متعلقین ہیں اس لئے یہ پیر محمد جیسے خشاء وقت کی سوچ کا نتیجہ ہے جو اس نے کہا آپریشن نمبر 10 میں اور آپریشن نمبر 11 میں پھر اسی مطالعہ کا شکار ہو کر وہی کچھ کہتا ہے کہ عمامہ کو مطلق سنت میں ذکر کرنے والوں کی بات کو سنت موکدہ پر معمول کرنا جہالت ہے اور آپریشن نمبر 11 میں کہتا ہے کہ مطلق سنت سے مراد سنت موکدہ لیا کیونکہ اطلاق کی صورۃ میں فرد کامل مراد ہوتا ہے یہ قول دجل و فریب ہے کیونکہ یہ قاعدہ اکثریہ ایک ہی نوع کے افراد کے متعلق ہے جیسے مکروہ جو احکام شرمیہ کی مختلف انواع میں سے ایک حکم ہے الخ

جواباً گذارش ہے کہ ان آپریشنوں میں جو بکواسات کئے گئے ہیں وہ تو اس قابل نہیں کہ ان کے جواب دیئے جائیں البتہ جو مسئلہ کی بات ہے اس کا جواب ہمارے پہلے جوابات کے ضمن کے ضمن میں ہوچکا ہے کیونکہ اس پر پہلے بحث گذر چکی ہے کہ مطلق سنت میں عمامہ کا ذکر کرنے والوں کی عبارت کو سنت موکدہ پر معمول کیا جائے گا کیونکہ یہ قائدہ مشہور ہے کہ المطلق

یہی مطلق جب مطلق چھوڑا گیا ہو تو اس سے فرد کامل مراد ہوتا ہے جیسا کہ کتب اصول فقہ میں اور بعض کتب فتاوی میں بھی مصرح ہے

پھر یہ کہنا کہ یہ قاعدہ اکثریہ ہے یہ بھی ہمارے خلاف نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے اور یہ کہنا کہ یہ قاعدہ ایک ہی نوع کے افراد کے متعلق ہے یہ بھی ہمارے حضرت صاحب قبلہ کے خلاف نہیں کیونکہ آپ نے کہیں بھی اس کے خلاف نہیں لکھا اور ایک ہی نوع کے متعلق ہونے کا انکار بھی نہیں فرمایا پھر اس بات کا کا فائدہ ؟

حضرت صاحب قبلہ عالم کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے یعنی مطلق سنت بمنزلہ جنس کے ہے اور سنت موکدہ ایک نوع ہے اور سنت زائدہ دوسری نوع ہے آپ نے کہاں یہ فرمایا ہے کہ عمامہ سنت زائدہ ہے مگر اس کا حکم وہ ہے جو سنت موکدہ کا ہے آپ تو یہ فرماتے ہیں کہ عمامہ سنت زائدہ نہیں بلکہ سنت موکدہ و سنت ھدی ہے

ان دلائل کی روشنی میں جو آپ نے ھدایۃ السالکین کے صفحہ ۱۳۲ سے صفحہ ۱۵۰ تک پیش فرمائے ہیں لہٰذا اس کا حکم بھی وہی ہے جو سنت موکدہ کا ہے جہالت اور احمقیت کا مظاہرہ تو پیر محمد خود کررہا ہے اور الزام حضرت صاحب پر لگاتا ہے پیر محمد آپریشن نمبر 11 صفحہ 90 میں ایک سوال یہ کرتا ہے کہ اگر کوئی آیتہ کریمہ اذا حللتم فصاطادو میں فاصطادو کو مطلق امر قرار دے کر شکار کی فرضیت کا دعوی کرے تو یہ غلط ہے۔ اسی طرح مطلق سنت کو سنت موکدہ قرار دینا بھی درست نہیں ہے۔

تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ یہ قیاس مع الفارق ہے اور فاسد کیونکہ فاسطاوو آیتہ میں مطلق نہیں بلکہ خارجی دلائل و قرائن سے مقید ہے۔ مگر حضرت صاحب کے دلائل میں علیکم بالعمائمہ الخ۔ میں علی کا لفظ ہے ہی الزام کیلئے ہے اسی طرح حضرت کے دیگر دلائل جو آپ نے وجوب عمامہ یا سنت موکدہ ہونے پر پیش فرمائے ہیں وہ قیاس مذکودہ بالا کے فساد کی واضح دلیل ہیں۔ اسی طرح صفحہ ۹۱ میں "من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو احدیث"

جس نے بھی مذہب کے حوالہ سے کوئی ایسا مسئلہ اپنے پیٹ سے نکالا جو مذہب میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ الخ

جواباً ہم یہ کہتے ہیں حضرت صاحب کا پیش کردہ مسئلہ اس کا مصداق نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہی۔ اور جو کہی اپنے طرف سے وہ بلا دلیل شرعی نہیں کہی۔ آپ نے عمامہ کا وجوب کو بھی دلائل شرعیہ سے ثابت فرمایا ہے۔ اور اس کے سنت موکدہ ہونے کو بھی وجوب کو شکار اہل اسلام کی حیثیت سے اور سنت موکدہ کو علیکم بالعمائم اور دیگر جوابات سے البتہ یہ حدیث پیر محمد کے خلاف جاتی ہے۔ اس کے مذکورہ بالا ترجمہ کی بناء پر کیونکہ پیر محمد اور موجود دور کے اہلسنّت حنفی بریلوی کے خلاف وہابی اور دیوبندی اسی حدیث کے استدلال کرکے عید میلادالنبیؐ جشن میلاد و جلوس میلاد اور جمعہ کی نماز کے بعد صلواۃ و سلام مع قیاح اور اذان سے قبل و بعد میلاد و سلام اور عرس بزرگان دین اور گیارہویں شریف کا ختم کو بدعۃ قبیہ و ضلالہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور اب بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تمام امور مذہب کے حوالے سے ہی کئے جاتے ہیں۔

"فما ھو جوابکم فھو جوابنا یایھاالمخبوط" پھر اسی صفحہ ۹۱ پر یہ کہنا پیر محمد کا کہ "ون وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی حدم الاسلام" الحدیث بھی پیر صاحب کے خلاف ہے۔ تو بھائی صاحبان درحقیقت یہ حدیث پیر محمد پر فٹ آتی ہے اور وہ خود

اس کا مصداق بنتا ہے۔ وہ یوں کے اس نے شیعہ کے ایک امام کے ساتھ اس کی پیٹھ کے پیچھے بیٹھ کر اپنی تصویر بنوائی ہے۔ کیا وہ بدعتی نہیں ہے اس کے عقائد بدعیوں والے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ اپنی تصویر بنانا یا بناتے وقت خاموش رہنا ظاہر ہے۔ اس کی شخصیت کو معظم شخصیت سمجھ کر ہی تم نے ایسا کیا ہے۔ کیونکہ اگر تم اس کو غیر معظم سمجھے تو تصویریں کیوں بنواتے۔ جب تمہارے عمل سے ظاہر ہے کہ تم نے ایسے بدعتی کو معظم سمجھا ہے تو پھر "من وقر صاحب بدعته فقد اعات علی هدم الاسلام"

کی زد میں تم خود آگئے ہو

سچ ہے کہ :-

دل کے پھپھولے جل گئے سینے کے داغ سے
اس گھر کو اگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

او پیر چشتی جواب دو

کیا جواب کی ہمت و حوصلہ ہے چھنی کے پانی میں تم کو ڈوب مرنا چاہئے۔ شرم نہیں آتی اتنے ڈھیٹ ہوگئے ہو کہ اپنے اس کردار منافقانہ پر پردہ ڈالنے کے لئے۔ ہدم اسلام و توقیر بدعتی کا الزام حضرت صاحب پر لگاتے ہو۔

قارئین کرام! صفحہ ۹۱ - ۹۲ پر لکھتا ہے آپریشن نمبر ۱۲ میں کہ حضرت سیف الرحمان مدظلہ کا یہ استدلال کہ فضیلت عمامہ کی بابت احادیث ضعیفہ بہت زیادہ وارد ہیں۔ لہٰذا یہ سنت موکدہ ہے مگر اہل علم جانتے ہیں کہ حضرت سیف الرحمان مدظلہ کا یہ استدلال بھی کتاب البطن کا ایک حصہ ہے۔ ورنہ صرف احادیث ضعیفہ کا کسی عمل کی فضیلت میں وارد ہونا اس کے سنت موکدہ ہونے کو ہرگز مستلزم نہیں ہے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ صلوٰۃ تہجد، صلوٰۃ اوابین، صلوٰۃ اشراق وغیرہ بھی سنت موکدہ ہوجائیں الخ

الجواب بعون الملک الوھاب

ہم کہتے ہیں کہ پیر محمد نے یہی خیانت اور بددیانتی کی ہے کیونکہ حضرت صاحب قبلہ عالم نے یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ احادیث ضعیفہ بابت عمامہ کی کثرت دلیل ہے۔ عمامہ کے سنت موکدہ ہونے کی۔ بلکہ آپ نے جو یہ فرمایا کہ فضیلت عمامہ کے متعلق جو احادیث وارد ہیں۔ وہ کثیر تعداد میں ہیں لہٰذا یہ سنت کا نتیجہ خود پیر محمد کا اخذ کردہ ہے۔ حضرت صاحب نے دراصل دفع دخل مقدار کے طور پر یہ بات فرمائی ہے۔ جو پیر محمد سمجھ نہیں سکا یا قصدا بددیانتی اور خیانت کی ہے۔ یا پھر دجل و فریب سے کام نکالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ یہ کام دجال ہی کر سکتا ہے۔ دخل مقدار یہ ہو سکتا تھا کہ عمامہ کی فضیلت میں جتنی احادیث ہیں وہ ضعیف ہیں ان سے سنت موکدہ ہونا ثابت ہو سکتا ہے تو حضرت قبلہ عالم نے جواب میں فرمایا کہ بے شک یہ احادیث ضعیف ہیں۔ مگر یہ کثرۃ سے ہیں۔ یعنی ان کی سندیں متعدد ہیں اور تعداد اسناد و تعدد طرق سے چونکہ ضعیف حدیث بھی قوی بھی ہوجاتی ہے۔ اور حسن لغیرہ کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ اس لئے اس سے حکم شرعی ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر پیر محمد کی بلا جانے ان باتوں کو وہ تو صرف اولیائے کرام کی ذات قدسیہ کے عیوب و نقائص تلاش کرتا ہے۔ تاکہ عوام الناس میں ان کی تحقیر و توہین کی جا سکے۔ مگر ایسے گستاخوں کے ایسے بے ہودہ حربوں سے اللہ والوں کا کچھ نہیں بگڑتا۔ حق و باطل کی سچ اور جھوٹ کی جنگ ہمیشہ سے جاری ہے۔

آپریشن نمبر ۱۳ صفحہ ۹۲ میں لکھتا ہے کہ (حضرت پیر) سیف الرحمان (مدظلہ) کا یہ استدلال تمام محدثین و فقہائے کرام کی مخالفت پر مبنی ہے کیونکہ انہوں نے سنت و موکدہ کی سرعی تعریف صادق آئے بغیر احادیث صحیحہ صلواۃ اشراق وغیرہ کی فضیلت کی بابت بکثرت وارد ہونے کے باوجود اس کو سنت موکدہ قرار نہیں دیا۔ لیکن (حضرت پیر) سیف الرحمان (مدظلہ) احادیث ضعیفہ کی بنیاد پر عمامہ کو سنت موکدہ کہتا ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب

جناب والا! اس اعتراض کا منشاء ہی جب ختم ہوگیا ہے اور بنیاد ہی گرادی گئی ہے تو پھر یہ اعتراض کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ حضرت صاحب قبلہ عالم نے ضعیف احادیث کی کثرۃ کو سنت موکدہ ہونے کی وجہ نہیں بنایا۔ یہ پیر محمد کا جھوٹ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پیر محمد یہاں بھی اختلاف اور مخالفت کے فرق سے اپنی بے خبری و بے بصری کا ثبوت دے رہا ہے۔ حضرت صاحب قبلہ نے محدثین و فقہاء کرام کی مخالفت نہیں کی بلکہ اختلاف کرنے کے جواز کے باوجود اختلاف بھی نہیں کیا کیونکہ کسی بھی محدث یا کسی بھی امام و فقیہ نے عمامہ کو صراحتاً سنت غیر موکدہ یا سنت زائدہ قرار نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ پیر محمد اپنی خرافاتی کتابچہ میں ایک بھی صریح عبارت نقل نہیں کرسکا۔ اگر کسی محدث یا فقیہ کی عبارت یا قول صریح ہے کہ عمامہ سنت زائدہ و غیر موکدہ ہے کتب تو اختلاف کا تحقیق ہوگا جو جائز بھی ہے لیکن جب ایسا قول ملتا ہی نہیں تو اختلاف کیسے محقق ہوا۔ جب اختلاف ہی متحقق نہیں تو مخالفت کا کیا سوال ہے۔ پیر محمد صفحہ ۹۲ پر آپریشن نمبر۱۵ کے عنوان میں لکھتا ہے۔ (حضرت پیر) سیف الرحمان (مدظلہ العالی) کا یہ کہنا کہ ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے مل کر قوی بننے کے ساتھ تمام محدثین نے تصریح فرمائی ہے۔ یہ سفید جھوٹ ہے' بہتان ہے' صرف تین کا حوالہ پیش کرکے اپنی سچائی کا ثبوت دیں۔ اسی طرح آپریشن نمبر۱۴ میں بھی اس قسم کی بات کہتا ہے کہ یہ کہنا کہ ایک ضعیف دوسرے ضعیف سے مل کر قوی بن جاتا ہے۔

یہ کس محدث نے کہا ہے ضعیف روایت کا کثرۃ طرق کی بناء پر فضائل کے باب میں قابل استدلال ہونے کا ثبوت محدثین کرام سے ثابت ہے۔ الخ

الجواب والاعانتہ من اللہ الوھاب

ان دونوں آپریشنوں میں چونکہ تقریباً ایک ہی بات کہی گئی ہے اس لئے جواب

میں بھی دونوں کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ پہلے تو یہ حماقت دیکھو کہ صفحہ ۹۲ پر لکھتا ہے قابل استدلال ہونے کا ثبوت محدثین کرام سے ثابت ہے۔ یعنی ثبوت ثابت ہے' واہ کیا کہنے! جناب کی وضاحت و بلاغت کے۔ پھر سے جہالت دیکھو کہ ضعیف روایت کا کثرۃ طرق کی بناء پر فضائل اعمال میں قابل استدلال ہونے محدثین سے ثابت ہے۔ جس کا واضح مطلب ہے کہ حدیث منفرد واحدہ اگر ضعیف ہو تو وہ فضائل اعمال میں قابل استدلال نہیں ہے۔ حالانکہ یہ پیر محمد کی انتہائی درجہ کی اصول حدیث سے جہالت کی روشن دلیل ہے۔ کیونکہ اصل بات یہ ہے حدیث ضعیف اگر صرف ایک بھی ہو تو وہ فضائل اعمال کے باب میں قابل استدلال ہے۔

اور جب اس کے طرق بھی متعدد ہوں یعنی سندیں متعدد ہوں اور ہوں بھی دونوں ضعیف یا سب ضعیف' تو ایسی روایت ضعیفہ کا ضعف ختم ہوجاتا ہے۔ اور وہ حکم شرعی کو بھی ثابت کرسکتی ہے۔ یعنی احکام کے باب میں بھی قابل استدلال ہوجاتی ہے۔

ملاحظہ ہو مقدمہ مشکواۃ الشیخ عبدالحق محدث دھلوی علیہ الرحمتہ صفحہ ٦ میں حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں کہ "والحدیث الضعیف الذی بلغ بتعدد الطرق مرتبه الحسن لغیره ایضا مجمع وما الشتهر ان الحدیث الضعیف معتبر فی فضائل الاعمال لا فی غیرها امراد مفرداته لا مجموعها لانه داخل فی الحسن لافی الضعیف صریح به الائمته" یعنی جو حدیث ضعیف متعدد طرق واسناد کی وجہ سے حسن لغیرہ کے درجہ کو پالیتی ہے وہ بھی متفق علیہ ہے۔ (کہ اس سے حکم شرعی ثابت ہوتا ہے) یہ جو مشہور ہے کہ حدیث ضعیف صرف فضائل اعمال میں معتبر ہے۔ (احکام [illegible]) میں نہیں' تو اس سے مراد تنہاء حدیث ضعیف ہے نہ کہ چند احادیث ضعیفہ کا مجموعہ۔ کیونکہ چند احادیث ضعیفہ کا مجموعہ حدیث حسن میں داخل ہے۔ نہ کہ

ضعیف میں۔ اس عبارۃ سے واضح ہے کہ ضعیف حدیث کے طرق اگر متعدد ہوں گے تو وہ احکام کے اثباۃ کے لئے بھی مفید اور معتبر ہے۔ للذا پیر محمد کی بات غلط ثابت ہوگی اور پیر محمد کا یہ کہنا کہ ایک ضعیف کا دوسرے ضعیف سے مل کر قوی بن جانا۔ یہ کس محدث نے کہا ہے ضعیف روایت کا کثرت طرق کی بناء پر فضائل کے باب میں قابل استدلال ہونا ثابت ہے۔

جواباً ہم کہتے ہیں ضعیف کاضعیف سے مل کر قوی بن جاتا ہے مطلب یہی ہے کہ ایک ضعیف حدیث دوسری ضعیف حدیث سے ملک کر قوی ہو جاتی ہے۔ یعنی متعدد طرق سے یہ ضعیف قوی ہوجاتی ہے اور احکام میں بھی قابل استدلال ہوتی ہے۔ یعنی حلت و حرمت، کرامت وغیرہ کو بھی ثابت کرسکتی ہے۔ ورنہ صرف ایک ضعیف سند والی حدیث سے جہاں فضائل اعمال ثابت ہوتے ہیں اس سے استحباب جیسا حکم شرعی بھی ثابت ہوتا ہے۔ مزید تفصیلی حوالہ جات کے لئے فتاوی رضویہ صفحہ ۴۴۶ ج۔۲ تا صفحہ ۴۵۷ کا مطالعہ کریں، معاملہ واضح ہوجائے گا۔ باقی حضرت صاحب کی طرف جو الفاظ پیر محمد نے منسوب کئے ہیں تو اس کا ثبوت بھی ملاحظہ ہو۔ مقدمہ شکواۃ صفحہ ۷ میں پہلی سطر میں فرماتے ہیں کہ "وعلی مثل هذا ینتعی ان یحمل ماقیل ان طوق الضعیف یا الضعیف لالیفیدة و لا فهذا لقول ظاہر الفساد۔" تدبر۔ یعنی حدیث پر ضعف کا حکم لکھتا ہے مگر فضائل اعمال میں وہ معمول بہ ہوتی ہے اسی پر اس کو محمول کیا جانا مناسب ہے۔ اس بات کا کہ ضعیف کا الحاق ضعیف سے مفید قوۃ نہیں ورنہ یہ قول ظاہر الفساد ہے۔ الخ۔

"پیر محمد کا سفید جھوٹ"

صفحہ ۹۳ پر پیر محمد لکھتا ہے کہ آپریشن نمبر ۱۶ کے عنوان میں کہ عمامہ کو سنت موکدہ ثابت کرنے کے لئے (حضرت پیر طریقت) سیف الرحمان (مدظلہ العالی) کا یہ کہنا

کہ عمامہ سنت موکدہ ہے اور محفوظہ ہے۔ لہٰذا سنت موکدہ ہے بھی مصادرہ علی المطلوب ہونے کی وجہ ہے باجماع العقلاء باطل محض ہے۔ الخ

الجواب بعون الملک الوہاب

یہ سفید جھوٹ ہے حضرت صاحب نے اپنی کتاب میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ عمامہ سنت موکدہ محفوظہ ہے۔ لہٰذا سنت موکدہ ہے ایسی بات تو ایک ادنیٰ سا طالب علم بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائے کہ ایک ایسی ہستی کہہ دیے جو بحر العلوم ہیں اور جامع میں ظاہری و باطنی کے' اور اپنے دور کے قیوم زماں مجدد دوراں بھی ہیں۔ یہ صرف پیر محمد کے دماغ کا فتور ہے جو حضرت صاحب کے کلام کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ یا پھر جان بوجھ کر بات بنائی ہے تاکہ اس کو مصادرہ علی المطلوب قرار دے کر' میں اپنے منطقی ہونے کا تاثر دے سکوں ورنہ مذکورہ جملے حضرت صاحب کی کتاب میں کہیں بھی موجود نہیں ہیں۔ جن کو نہ مصادرہ قرار دیتا ہے۔ "لعنت اللہ علی الکاذبین" سچ ہے کہ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

صفحہ ۹۳ پر ہی آپریشن نمبر ۱۷ میں لکھتا ہے کہ (حضرت پیر طریقت) سیف الرحمان (صاحب مدظلہ العالی) کا یہ استدلال کہ صلحاء نے عمامہ باندھنا ترک نہیں کیا۔ لہٰذا سنت موکدہ ہے ۔بھی۔ دجل و فریب ہے۔ اس لئے کہ صلحاء سے مراد قرون اولی سے آج تک تمام صلحاء کہنا تو درایتہ وروایتہ غلط ہے۔ کیونکہ ہم ثابت کرچکے ہیں کہ ٹوپیاں خود صلحاء امت نے استعمال کی ہیں۔ بلکہ خود حضور ﷺ سے ہم ثابت کرچکے ہیں کہ آپ خود ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اگر فی الجملہ صلحاء مراد ہیں۔ یعنی بعض تو پھر تسلیم ہے مگر اس صورت میں پیر صاحب پر لازم ہے کہ وہ ٹوپی کا استعمال بھی سنت موکدہ قرار دیں۔ کیونکہ کثیر تعداد میں صلحاء نے ٹوپی استعمال کی ہے۔ حالانکہ پیر صاحب صرف ٹوپی کے استعمال کو حرام وغیرہ کہتے ہیں۔ (ملخصا)

الجواب یہ بھی سراسر پیر محمد کا جھوٹ اور دجل و فریب ہے. کیونکہ حضرت قبلہ عالم نے اپنی کتاب میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ عمامہ اس لئے سنت ہے کہ صلحاء امت نے اس کو استعمال فرمایا اور اس کو ترک نہیں کیا۔ یہ عبارت پیر محمد حضرت صاحب کی کسی بھی تحریر سے ثابت کردے تو منہ مانگا انعام حاصل کرسکتا ہے۔ آپ نے عمامہ کا سنت موکدہ ہونا احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کرام سے ثابت فرمایا ہے اور اپنے موقف کی تائید میں صلحاء امت کا عمل بھی پیش کیا ہے۔ صلحاء کے عمل کو خواہ وہ کل کا عمل ہو یا بعض کا تائید میں لایا گیا ہے۔ بطور حجت شرعیہ نہیں۔ بلکہ یہ کہنا پیر محمد کا" کہ اگر بالا استغراق تمام صلحاء مراد ہیں تو یہ ورایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ بہت سے صلحاء ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ تو بات یہ ہے کہ صلحاء کا عمل حجت شریعہ نہیں ہے۔ جبکہ وہ ہو بھی بعض کا' اور جو روایت پیش کی تھیں پیر محمد نے' حضور ﷺ سے تو ان کا جواب پہلے ہم دے چکے ہیں۔ کہ تمام روایات فعلی ہیں جبکہ حضرت صاحب قبلہ کا استدلال قولی احادیث سے اور قولی کو فعلی پر ترجیح ہوتی ہے۔ جیسا کہ اصول حدیث کا قاعدہ مشہور ہے۔ اور پیر محمد کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ کا خود مختلف قسم کی ٹوپیاں استعمال کرنا ثابت ہے احادیث سے۔

یہ پیر محمد کی جہالت ہے ایک تو ہم بتا چکے ہیں وہ روایات جو پیر محمد نے نقل کی ہیں وہ سب فعلی ہونے کی وجہ سے مرجوح ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ فتاوی رضویہ صفحہ ۹۷ ج ۳ میں لکھتے ہیں کہ۔ تو عمامہ کو سنت لازمہ' دائمہ ہے۔ یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو مشرکین کی وضع قرار دیا ہے اور حدیث آتی ہے۔ رکانہ کو اس پر حمل کیا ہے۔ علامہ ملا علی قاری نے شرح مشکواۃ میں فرمایا ہے کہ "لم یروانہ ﷺ لیس القلنسوۃ بغیر العمامتہ فیتعین ان یکون ھذا زی المشرکین "یعنی حضور ﷺ نے کبھی ٹوپی بغیر عمامہ کے پہنی ہو' یہ ہرگز مروی نہیں ہے لہٰذا یہ متعین ہے کہ صرف ٹوپی

پہننا مشرکوں کی وضع ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ "ولبسہا وحدھا مخالف للسنتہ کیف وھیی زی الکفرۃ" الخ

یعنی صرف ٹوپی پہننا سنت کے خلاف ہے اور کیوں نہ ہو' جبکہ صرف ٹوپی کافروں کی وضع ہے۔ ترجمہ میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔ یہاں ٹوپی کے ساتھ (عمامہ) افضل ہے اور خالی ٹوپی خلاف سنت ہے الخ۔ فتاوی رضوریہ صفحہ ۹۷ ج ۳ پیر محمد کہتا ہے کہ خالی ٹوپی حضور ﷺ نے بھی پہنی ہے۔ صحابہ اور صلحاء نے بھی پہنی ہے۔ مگر ملا علی قاری اور اعلی حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں کہ خالی ٹوپی پہننا وضع کفار و مشرکین ہے' اور یہ کہ حضور ﷺ سے اصلا اور ہرگز کوئی حدیث مروی نہیں کہ آپؐ نے خالی ٹوپی بغیر عمامہ کے پہنی ہو بلکہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ خلاف سنت ہے۔ ملاحظہ ہو مرقات شرح مشکواۃ صفحہ کی عبارت :۔

"لم یروا انہ ﷺ لبس القلنسوۃ بغیر العمامہ فیتعین ان یکون ھذا زیی المشرکین "یعنی حضور ﷺ نے کبھی ٹوپی بغیر عمامہ کے پہنی ہو' یہ ہرگز مروی نہیں ہے۔ لہٰذا یہ متعین ہے کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکوں کی وضع ہے۔

قارئین کرام! پیر محمد صفحہ ۹۴ میں ایڈیشن نمبر ۱۸ میں لکھتا ہے کہ :۔

سیف الرحمان کا یہ استدلال اس بات کو مستلزم ہے کہ صلحاء نے جس امر کو مستحب یا سنت عادیہ جان کر سنت نبویؐ کی نیت سے اس پر مداومت کی ہو' وہ اعمال بھی سنت موکدہ ہو جائیں اور یہ کہ ان کو پیر صاحب سنت موکدہ کہہ کر اس پر عمل نہ کرنے والوں کو فاسق' گمراہ اور مرتکب حرام قرار دے۔ (ملخصا)

الجواب ہم پہلے بتا چکے ہی کہ حضرت صاحب نے العمامتہ ستہ لم ۔لرکھا الصحاء کی عبارت کو بطور دلیل پیش نہیں کیا۔ بلکہ بطور تائید پیش فرمایا ہے۔ اصل دلیل تو آپ نے احادیث کو بنایا ہے اور اقوال فقہاء کرام کو لہٰذا اس تائیدی حوالے کو پیش نظر رکھ

پر پیر محمد کا اعتراض کرنا اپریشن نمبر ۱۸ میں مردود و باطل ہے اور اس کی جہالت کی روشن دلیل ہے۔

اسی صفحہ ۹۴ آپریشن نمبر ۱۹ میں لکھتا ہے کہ (حضرت) پیر سیف الرحمان (صاحب مدظلہ) کا یہ استدلال کہ رسول ﷺ کی طرف سے عمامہ بلاترک مداوت علی وجہ العبادۃ کی گئی ہے یا ثواب کی نیت سے باندھا گیا ہے اور دو رکعت مع العمامتہ کو ستر رکعات بلا عمامہ سے افضل ہے۔ لہذا واجب یا سنت موکدہ ہے۔ یہ بات تمام محدثین و فقہاء کے خلاف ہے۔

الجواب پیر محمد مخبوط الحواس ہو چکا ہے۔ اس کو یہ سمجھ بھی نہیں آرہی کہ حضرت صاحب نے سنت کا دعوی احادیث اور اقوال بزرگان دین کی بنیاد پر کیا ہے محض کار ثواب ہونے کی بناء پر نہیں کیا۔ باقی آپ کا یہ فرمان کہ عمامہ پر مواظبت کی گئی ہے یہ مواظبت اگر بلا ترک ہو تو وجوب کی دلیل ہے۔ اگر مع الترک ہو تو سنت کی دلیل ہے۔ تو یہ بات بالکل حق ہے ایں میں کوئی شک نہیں ملا علی قاری اور فاضل بریلی کی گزشتہ عبارات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سے بغیر عمامہ صرف ٹوپی پہننا ہرگز ثابت نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے جب صرف ٹوپی کا استعمال حضور ﷺ سے ثابت ہی نہیں تو پھر مداومت اور مواظبت ثابت ہو گئی۔ جو کم از کم سنت کی دلیل ہے اور یہ کہنا کہ مواظبت یا مداومت علی سبیل العبادۃ کی گئی ہے۔ تو پھر جن صلحاء نے مستحبات و سنن زوائد پر مداومت کی ہے وہ بھی واجب یا سنت موکدہ قرار پائیں، اور منکر وجوب و سنت مرتکب حرام فاسق قرار پائیں تو یہ سوال بھی پیر محمد کی جہالت کا چمکتا ہوا ثبوت ہے۔ کیونکہ مواظبت رسول دلیل وجوب یا دلیل سنت ہے۔ مواظبت صلحاء دلیل وجوب یا دلیل سنت موکدہ نہیں ہے۔ "العامتہ سنتہ لم ترکھا الصلحاء"۔ کی عبارت میں ستہ موصوف ہے اور "لم ترکھا الصلحاء" جملہ صفت ہے نکرہ کی، یعنی عمامہ ایسی سنت ہے جس کو صلحاء نے ترک

نہیں فرمایا یہ مطلب نہیں کہ عمامہ اس لئے سنت ہے کہ صلحاء نے اس کو ترک نہیں کیا۔ بلکہ اس پر مواظبت اور مداومت کی ہے۔ اس معمولی جملہ کے مفہوم کو جو شخص نہیں سمجھتا وہ قرآن و حدیث کے مطالب و مفاہم کو کیا سمجھے گا۔ اس لئے صلحاء کے دیگر معمولات کے وجوب یا سنت کا لزوم بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے کسی عمل پر مداومت دلیل وجوب و دلیل مسنونیت نہیں ہے۔ اسی لئے صحابہ یا ائمہ مجتہدین، محدثین وغیرہ اکابر اسلام پر ترک و جوب یا ترک سنت کا الزام نہیں آسکتا۔ جیسا کہ پہلے وضاحت کی جاچکی ہے کیونکہ یہ اجتہادی ظنی مسائل ہیں۔ ان میں اختلاف کی گنجائش بہرحال ہوتی ہیں۔

قارئین کرام! اپریشن نمبر ۲۰ میں صفحہ ۹۵ پر پیر محمد لکھتا ہے کہ (حضرت پیر) سیف الرحمان (صاحب مدظلہ) کا یہ استدلال کہ عمامہ چونکہ ثواب کی نیت سے باندھا گیا ہے لہذا سنت ہے یعنی موکدہ یا واجب۔ الخ

جواب۔ قارئین کرام! یہ بھی پیر محمد کا بہت بڑا جھوٹ ہے حضرت صاحب نے پوری کتاب میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ عمامہ سنت موکدہ یا واجب اس لئے ہے کہ اس کو ثواب کی نیت سے باندھا گیا ہے اگر اس میں ہمت ہے تو ہدایت السالکین سے یہ عبارت نکال کر دکھائے ورنہ "لعنت اللّٰہ علی الکاذبین" پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلے۔

آپریشن نمبر ۲۱ میں صفحہ ۹۵ پر لکھتا ہے کہ (حضرت پیر) سیف الرحمان (صاحب مدظلہ) کا احادیث ضعیفہ سے عمامہ کو واجب ثابت کرنے کے لئے استدلال کرنا مذاہب اربعہ اہلسنت کے طریقہ استدلال لاثباۃ الوجوب کے خلاف ہے اس لئے کہ مذاہب اربعہ میں ثبوت سنت موکدہ یا ثبوت واجب کے لئے جو دلیل ضروری ہے وہ کم از کم اتنی قوی ہونا ضروری ہے کہ اس کی صحت کا غالب گمان ہو۔ جیسے حدیث صحیح یا حسن، لیکن پیر صاحب تمام اہل اسلام کے خلاف ضعیف ترین روایت سے عمامہ کو واجب کہہ رہا

ہے۔ الخ

اور ہمیں بتائیں کہ سلف صالحین میں سے کس صاحب مذہب نے اس قسم کی ضعیف ترین روایات سے واجب شرعی ثابت کیا ہے۔ الخ

الجواب بعون الملک الوہاب

قارئین کرام! اس عبارۃ میں چند باتیں قابل تردید ہیں :-

(۱)۔ عمامہ کے وجوب کو احادیث ضعیفہ سے ثابت کرنا مذاہب اربعہ کا اثباۃ وجوب کے طریقے کے خلاف ہے۔

(۲)۔ تمام اسلاف کے خلاف ضعیف ترین روایات کو وجوب عمامہ کے لئے پیش کیا گیا ہے۔

(۳)۔ کون سے صاحب مذہب نے ایسی ضعیف ترین روایت سے واجب شرعی ثابت کیا ہے۔

نمبر 1 کا جواب یہ ہے کہ پیر محمد نے نہ تو اثباۃ وجوب کا طریقہ لکھا ہے نہ کسی کتاب کا حوالہ دیا ہے۔ بغیر ثبوۃ کے بات کہنا علماء کی شان سے بعید ہے۔ آیئے ہم باحوالہ بتاتے ہیں کہ واجب یا سنت کس طریقہ سے یا کس قسم کی دلیل سے ثابت ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو فتاوی شامیہ صفحہ ۳۳۷ ج ۱۰ فرماتے ہیں۔ کہ بیان "ذالکٔ ان الدلالتہ السمعیتہ اربعہ' الاول قطعی الثبوۃ والدلالتہ کنصوص القرآن المفسرۃ او الحکمہ والسنت المتوترۃ التی مفھوھا قطعی الثانی قطعی الثبوۃ ظنی الدلالتہ کال آیات الموؤلتہ الشالثہ عکسہ کا خبارہ ال آماد التی مفھومھا قطعی الرابع ظنھما کاخبار اآحاد التی مفھومھا ظنی' فبا الاول یثبت الافتراض و الحتریم وبالثانی والثالث الایجاب وکراہتہ التحریم وبالرابع

تثبت السنت والا استحباب۔" (شامی شریف صفحہ ۳۳۷ ج ۔ ٦)

خلاصہ یہ ہے کہ دلائل سمعیہ کی چار اقسام ہیں۔ پہلی قسم یہ ہے کہ دلیل قطعی الثبوۃ بھی ہو اور قطعی الدلالتہ بھی ہو۔ جیسے قرآن کی ایسی نصوص جو مفسرہ ہیں یا محکمہ ہیں اور ایسی سنت جو متواتر بھی ہے اور اس کا مفہوم قطعی بھی ہے۔ ایسی دلیل سے فرضیت اور حرمت ثابت ہوتی ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو قطعی الثبوۃ ہو مگر ظنی الدلالتہ بھی ہو۔ جیسے آیات موؤلہ قرآنیہ۔ تیری قسم وہ ہے جو دوسری کے برعکس ہے یعنی ظنی الثبوۃ اور قطعی الدلالتہ ہو۔ جیسے ایسی احادیث اخبار آد جن کا مفہوم قطعی ہے اور دوسری اور تیسری قسم کی دلیلوں سے وجوب اور کراہتہ تحریمی ثابت ہوتی ہے۔ چوتھی قسم وہ ہے جو ظنی الثبوۃ بھی ہو اور ظنی الدلالتہ بھی۔ ایسی دلیل سے سنت اور استحباب ثابت ہوتا ہے۔ اس عبارۃ میں وجوب کے اثباۃ کے لئے کم از کم ایسی دلیل ضروری ہے جو ثبوتا ظنی ہو اور الدلالتہ قطعی ہو۔ جیسے حدیث ہے "علیکم بالعمائم "۔الخ۔ یہاں علی الزام کے لئے ہے یعنی وجوب کے لئے ہے اور اس کی دلالت لزوم وجوب پر قطعی ہے۔ اسی طرح بعض روایت جو ظنی الثبوۃ اور ظنی الدلالتہ ہیں ان سے سیت ثابت ہوتی ہے۔ یہ طریقہ اگر مذاہب اربعہ کے خلاف ہے تو پیر محمد باحوالہ ثابت کرے اور یہ بھی ثابت کرے کہ اہل اسلام نے کہاں اور کب عمامہ کے وجوب یا سیت کی نفی یا انکار کیا ہے۔ اگر اسلاف نے خصوصاً اس کے وجوب یا سنت کی نفی یا انکار کیا ہوگا تو اس کی مخالفت لازم آئے گی۔ اگر انہوں نے نہ نفی کی ہے نہ انکار کیا ہے تو پھر اسلاف کی مخالفت کیسے ثابت ہو سکتی ہے۔ وجوب یا سنت کو ثابت کرنے کا جو معیار پیر محمد نے بتایا ہے بغیر کسی حوالہ کے وہ کہاں ہے؟ کس کتاب میں ہے؟ یعنی حدیث صحیح یا حسن۔

پھر جب خود مانتا ہے کہ وجوب یا سیت حدیث حسن سے بھی ثابت ہو سکتی ہے تو اس کا فرض تھا کہ وضاحت کرتا کہ حسن لذاتہ ضروری ہے یا حسن لغیرہ اگر حسن لذاتہ

ضروری ہے تو اس پر حوالہ دے اور کسی کتاب سے دکھائے۔ اگر حسن لغیرہ ضروری ہے تو پھر حضرت صاحب کی پیش کردہ تعدد اسناد پر مشتمل احادیث جو صرف فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۹۷ میں بیس عدد ہیں وہ یقیناً حسن لغیرہ کے درجہ میں ہیں اور فقہاء احادیث کا مجموعہ حسن میں داخل ہوتا ہے ضعیف میں نہیں اور پھر ایسی احادیث صرف باب فضائل میں ہی مقبول نہیں۔ بلکہ احکام و عقائد میں بھی قابل قبول ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مقدمہ مشکواۃ میں شیخ محقق نے فرمایا ہے اور ان کی عبارۃ قبل ازیں نقل کردی گئی ہے۔

اور یہ کہنا کہ کون سے صاحب مذہب نے ایسی ضعیف ترین روایات سے واجب شرعی ثابت کیا ہے۔ تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ وجوب شرعی کے ثبوۃ کا یہ معیار قرآن کی کس آیت میں ہے۔ اور کون سی حدیث میں ہے۔ کہ وجوب شرعی کے ثبوۃ کے لئے کسی صاحب مذہب کا استدلال ہی ضروری ہے۔ جب ادلہ شرعیہ چار ہیں تو ان میں سے اگر یہ وجوب پہلے درجہ کی دلیل سے ثابت نہ ہو تو پھر دوسرے درجہ کی دلیل سے ثابت ہوگا اور وہ احادیث مبارکہ ہیں اور احادیث مبارکہ سے استدلال حضرت قیوم زماں نے فرمایا ہے اس کے بعد صاحب مذہب کے استدلال کا مطالبہ کہاں کی دانشمندی ہے۔ اور کہاں کی دیانت ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن و حدیث سے آپ کے نزدیک صاحب مذہب کا قول زیادہ وزنی اور مقدم ہے (العیاذ باللّٰہ تعالی منہ)

ملاں جی دیکھا آپ نے اپنے آپریشنوں کا حشر

قارئین کرام! صفحہ ۹۶ میں آپریشن نمبر ۲۲ میں لکھتا ہے کہ۔

(حضرت پیر) سیف الرحمان (صاحب مدظلہ) کا یہ استدلال کہ عمامہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثواب کی نیت سے مواظبت کی گئی ہے محض دھوکہ ہے۔ ورنہ ہمیں بتائیں کہ عمامہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ثواب کی نیت کرنے پر کونسا یقینی ثبوۃ ہے۔ الخ

الجواب بعون الملک الوھاب۔

حضرت صاحب نے تو دلائل سے واضح کردیا تھا مگر تمہارے جیسے پلید کی سمجھ میں نہ آسکا۔ یہ تمہارے دماغ کا قصور ہے ہم تم سے پوچھتے ہیں کہ عمامہ کا متواتر اور دائم سنت اور لازمہ سنت ہونا (جیسا کہ فتاوی رضویہ صفحہ ۹۷ ج ۳ میں ہے) تمہیں تسلیم ہے یا نہیں۔ تو پھر فتاوی رضویہ کی صریح عبارت کا کیا جواب ہے اگر مانتے ہو تو پھر سنت متواترہ سنت دائمہ سنت لازمہ جس کو حضور ﷺ نے اپنایا تھا عملی جامہ پہنایا تھا۔ کیا اس کو بغیر نیت ثواب کے کیا ہے۔ اگر بغیر نیت ثواب کے کیا ہے تو پھر اس پر کوئی حوالہ پیش کرتے یا حوالہ ثابت کرتے تم بھی تو اس کو سنت زائد مانتے ہیں کیا سنت زائد سمجھ کر عمل کرنا بے ثواب ہے۔ اس پر کوئی ثواب مرتب نہیں ہوتا ایک تشریح کے مطابق جب انما الاعمال بالنیات سے ہر عمل کے ثواب کا مدار نیت پر ہے تو پھر سنت زائد کا مدار نیت پر کیوں نہیں۔ جب مدار ثواب نیت پر ہے تو پھر نیت ثواب کی نفی پر تم کونسی دلیل دیتے ہو۔ کیا دلیل ہے تمہارے پاس، اور وہ پیش کیوں نہیں کی؟

رہی مواظبت رسول ﷺ کی، تو ملا علی قاری اور فاضل بریلوی کی عبارات فتاوی رضویہ صفحہ ۹۷ ج ۳ اور مرقات شرح مشکواۃ صفحہ سے نقل کردی گئیں جن میں یہ دونوں مسلمہ ہستیاں فرماتی ہیں کہ "لم یروانہ ﷺ لیس القلنوہ بغیر العمامتہ" الخ۔ یعنی ہرگز مروی نہیں ہے کہ آپ نے عمامہ کے بغیر ٹوپی پہنی ہو بلکہ فرماتے ہیں "وبسھا وحدھما مخالف للسنہ" الخ۔ یعنی صرف ٹوپی پہننا سنت کے خلاف ہے جب آپ نے بغیر عمامہ ٹوپی نہیں پہنی بلکہ یہ خلاف سنت ہے تو پھر ظاہر ہے کہ سنت کے خلاف تو تب ہی ہوگا جب عمامہ ہمیشہ آپ نے استعمال کیا ہو۔ اس سے مواظبت بھی ثابت ہوگئی اور بہت ثواب کرنا بھی ثابت ہوگیا وھوالمطلوب۔

اگر ثواب کی نیت کرنے پر یقنی ثبوۃ نہیں ہے بقول تمہارے تو ثواب کی نیت نہ
نے پر آپ کے پاس کون سا یقنی ثبوۃ ہے اگر ہے تو وہ یقینی ثبوۃ پیش کیوں نہیں کیا
ر کیا ثواب کی نیت سے کرنا ایسا مسئلہ ہے کہ اس یقین پر قطعی دلیل کا پیش کرنا
روری ہے تو پھر اس پر کوئی حوالہ پیش کرتے اس قدر وزنی دعاوی اور بلا دلیل یہ
لاء کا کام ہے۔ اہل علم ایسا نہیں کرتے۔ صفحہ ۹۶ پر ہی آپریشن نمبر ۲۳ میں لکھتا ہے
۔ روایت ضعیفہ سے استدلال کر کے سنت زائدہ کو کبھی واجب اور کبھی سنت موکدہ
رار دیتا ہے تو پھر دھوتی ازار کو بھی واجب یا سنت موکدہ قرار دے کیونکہ عمامہ اور
زار دھوتی دونوں ایک جیسی سنت زوائد ہیں۔ الخ

الجواب والاعانہ من اللہ الوھاب

قارئین کرام! پسمبا کجا کجا نہم تن ہمہ داغ داغ شد کے مصداق پیر محمد کی کون
ونسی اغلاط کی نشان دہی کروں اس کی ایک ایک بات سے جہالت ٹپکتی ہے۔ جناب والا
عمامہ کا وجوب حضرت نے شعار اہل اسلام ہونے کی حیثیت سے ثابت فرمایا ہے۔ جیسا
پہلے تفصیلا گزر چکا ہے اور سنت موکدہ ہونا دلائل حدیثیہ اور اقوال فقہاء کرام
ے بطور مدعٰی ثابت فرمایا ہے مقصد یہ ہے کہ تم سنت موکدہ ہونا نہیں مانتے۔ حالانکہ
اس کے وجوب کے دلائل بھی کتب فقہ سے مل سکتے ہیں رہا یہ کہنا کہ کبھی سنت زوائد
کو واجب اور کبھی سنت موکدہ قرار دیتا ہے تو پھر ازار و دھوتی کو بھی واجب یا سنت
موکدہ قرار دے کیونکہ یہ دھوتی ازار بھی سنت زائد ہے۔ تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ یہ
اعتراض بھی پیر محمد کی جہالت کی واضح دلیل ہے۔ ارے میاں! حضرت صاحب قبلہ عالم
نے کب اور کہاں فرمایا ہے کہ چونکہ عمامہ سنت زائدہ ہے لہٰذا یہ واجب یا سنت موکدہ
ہے ایسی عبارت بعینہ حضرت صاحب کی کتاب کے کسی صفحہ میں موجود نہیں ہے۔ اگر
کوئی بالعموم اور پیر محمد خصوصاً آپ کی کتاب سے یہ عبارت مذکورہ بالا دکھا دے تو دس
ہزار روپے انعام لینے کا حقدار ہے۔ جب حضرت صاحب کا موقف یہی ہے کہ عمامہ

شریف سنت موکدہ ہے سنت زائدہ نہیں' تو پھر آپ یہ کیونکہ فرما سکتے ہیں کہ عمامہ سنت زائدہ ہیں۔ لہٰذا واجب یا سنت موکدہ ہے۔ لہٰذا اس کا اپنے بناوٹی قول کی بنیاد پر یہ اعتراض کہ ازار دھوتی بھی سنت زائدہ ہے۔ لہٰذا یا واجب ہے یا سنت موکدہ ہے وباطل و مردود ہے۔

رہا یہ اعتراض صفحہ ۹۷ پر کہ شلوار جائز ہونے کے باوجود آنحضرت ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ جیسے امام ابراہیم بجوری نے مواہب الدنیہ صفحہ ۵۷ میں فرمایا ہے کہ "لکنہ ﷺ لم یلبسہا علی الراجح" یعنی قول راجح کے مطابق آپ ﷺ نے شلوار نہیں پہنی۔ ظاہر ہے شلوار نہیں پہنی' تو پھر کیا پہنا ہے۔ یقیناً ازار یعنی دھوتی پر مواظبت ہوئی ہوگی۔ جب دھوتی پہنی ہے تو پھر عمامہ کی طرح ازار دھوتی کو بھی سنت موکدہ قرار دے کر اس کا التزام کریں۔

الجواب بعون الملک الوھاب

قارئین کرام! یہاں بھی جہالت کا مظاہرہ کھل کر کردیا ہے۔ اولاً کیونکہ عمامہ اور شلوار اول تو حضرت پیر صاحب دامت برکاتھم کے نزدیک مطلق سنت کی نوع سنت زائدہ میں شامل ہی نہیں بلکہ سنت موکدہ ہے اب خود ایک نوع کے فرد کو دوسرے نوع کے افراد کا حکم دے رہا ہے حالانکہ قبل ازیں خود اس کی مخالفت کرچکا ہے

ثانیا اس لئے کہ جو فضیلت احادیث کثیرہ میں عمامہ کی وارد ہے وہ فضیلت کسی ایک حدیث میں بھی ازار دھوتی (لنگ) کی وارد نہیں ہے۔ عمامہ کے متعلق تو صراحۃ فرمایا گیا ہے کہ "علیکم بالعمائم" مگر ازار دھوتی کے متعلق ایسی حدیث کہاں ہے یہ اعتراض باطل و مردود ہے۔

قارئین کرام! صفحہ ۹۷ پر آپریشن نمبر ۲۴ کو کھا گیا ہے یہ اس کے مخبوط الحواس ہونے کی نشاندہی ہے۔ بجائے نمبر ۲۴ کے نمبر ۲۵ لکھتا ہے اور اس میں کہتا ہے کہ (حضرت) پیر سیف الرحمان (مدظلہ) کا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز

کے الفاظ سنت(دائمہ' لازمہ' متواترہ) سے عمامے کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے پر استدلال کرنا فحش' جہالت محض ہے وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ پیر صاحب فاضل بریلوی کو حجت نہیں مانتے۔ پھر بھی ان کے کلام سے استدلال کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ' اور ہمیں معلوم ہے کہ پیر سیف الرحمان (صاحب مدظلہ) بریلوی مکتب فکر کے شدید مخالف ہیں۔ الخ صفحہ ۹۸ ۔ ۹۷

الجواب والاعانتہ من اللہ الوھاب

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے الفاظ مذکورہ بالا سے حضرت قبلہ عالم کا استدلال نہیں' بلکہ آپ نے ان کی عبارت و الفاظ و کلمات کو بطور تائید پیش فرمایا ہے۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی باوجود ایک عظیم محقق ہونے کے' ان کا کلام حجت شرعیہ نہیں ہے حجت شرعیہ عندالاحناف کتاب اللہ' سنت رسول اللہ اور اجماع امت اور ایسا قیاس مجتہد ہے جو کتاب اللہ اور سنت اور اجماع س ماخوذ اور مسبط ہو۔ اور فاضل بریلوی کا اپنا کلام یا اقوال ان چاروں میں سے کسی میں بھی داخل نہیں۔ لہذا ان کا کلام حجت شرعیہ نہیں' البتہ ان چار میں سے کسی ایک سے استدلال کے بعد اپنی تائید کے لئے فاضل بریلوی کے ماننے والوں کے سامنے ان کے کلام و کلمات و الفاظ کو نقل کرکے پیش کرنا بالکل بجا ہے۔ پھر سنت دائمہ اور سنت لازمہ متواترہ کا کیا مطلب ہے۔ دائمہ کا مطلب واضح ہے کہ یہ سنت دائمی ہے ہمیشہ سے چلی آرہی ہے۔ یعنی رسول کریم ﷺ نے اس کو ہمیشہ اپنایا ہے اور لازمہ کے لفظ سے ہی معنی ظاہر ہے۔ یہ صریح لفظ ہے لزوم کے معنی میں ہے اور لزوم دلیل ہے موکدہ ہونے کی نہ کہ غیر موکدہ کی اور بھی حضور ﷺ کی کئی سنتیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے بھی اپنی کتابوں میں ان نہ صرف غیر موکدہ یا زائدہ سنت کے ساتھ لازمہ اور دائمہ کے الفاظ نہیں فرمائے۔ حضرت پیر طریقت قیوم زماں نے یہ کہیں بھی نہیں فرمایا کہ۔ فاضل بریلوی کی عبارت و الفاظ و کلمات سے نماز میں عمامہ کا واجب یا سنت موکدہ ہونا ثابت

ہوتا ہے۔ بلکہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ عمامہ کی سنت موکدہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یعنی مطلقاً خواہ نماز میں ہو یا خارج نماز۔ اور یہ چیز فاضل بریلوی کے ان کلمات سے ثابت ہے۔

باقی رہا یہ کہنا کہ وہ چونکہ بریلوی مکتب فکر کے شدید مخالف ہیں پھر فاضل بریلوی کے مکدم سے استدلال کیوں کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو یہ سفید جھوٹ ہے' بکواس سے زیادہ حیثیت اس کی نہیں' کیونکہ بندہ خود گواہ ہے کہ حضرت صاحب قبلہ عالم نے بندہ کی موجودگی میں بلکہ متعدد افراد کی موجودگی میں خود بندہ سے کلام و گفتگو کرتے ہوئے تین بار فرمایا تھا کہ مولانا احمد رضا خان بہت بڑے عاشق رسولؐ تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ مگر مجھے ان سے تین عدد مسائل میں اختلاف ہے۔ اور فرمایا کہ علماء کرام کا باہمی مسائل میں اختلاف ہوتا رہا ہے۔ بلکہ فرمایا بعض اولیاء کرام کو بھی بعض دوسرے اولیاء کرام سے اختلاف ہوتا رہا ہے۔ پھر بعض مثالیں بھی دیں اور ایک اور موقع پر آپ نے فاضل بریلوی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا الشیخ احمد رضا خان جبکہ اس سے کچھ دیر قبل دوسرے مسلک کے ایک بڑے مشہور عالم کا نام بھی خاص طور پر اہمیت دے کر نہیں لیا تھا یہ کہنا کہ پنجابی خلفاء یا مریدین کی وجہ سے زیادہ کھل کر مخالفت نہیں کرتے ویسے اندرونی طور پر مخالف ہیں۔ تو جواباً ہم کہتے ہیں کہ یہ بھی بہتان عظیم ہے اور کذب الکاذیب ہے۔ کیونکہ حضرت نہ کسی پنجابی خلیفہ کے محتاج ہیں اور نہ کسی مرید کے بلکہ حقیقتاً یہ پنجابی خلفاء اور مریدین خود حضرت صاحب کی توجہات کریمانہ کے محتاج ہیں۔ ایک مرتبہ آپ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں اس طرح ارشاد فرمایا کہ اللہ کی قسم! احمد رضا خان صاحب اللہ کے ولی ہیں۔ اللہ کے ولی ہیں۔ پھر اللہ کے ولی ہیں۔ اور عاشق رسول ہیں۔ ہم نے اپنی زندگی میں آج تک ایسا سخی اور مہربان پیر مرشد نہیں دیکھا' جو ہر وقت مریدوں اور خلفاء کی روحانی تربیت میں سرشار اور ہر لحہ منازل سلوک سلاسل

اربعہ میں طے کرانے میں مشغول رہتے ہیں اور خدا کی بندگی اور مصطفیٰ ﷺ کی غلامی میں جکڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ ایسے شیخ کامل و مکمل کے متعلق ایسے الزام اور بہتان اور بدگمانیاں پھیلانا بدبختی اور شقاوت کے سوا کیا ہے۔ میرے نزدیک اس سے بڑی بدنصیبی اور کوئی نہیں ہے۔

صفحہ ۹۹ میں لکھتا ہے کہ پیر صاحب ہر فن مولا ہونے کا تاثر دینے کے لئے اپنی کتاب کے صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں کہ مناطقہ کا یہ قول کہ شان خداوندی آثار' مرتبہ علی صفات الواجب سے عبارت ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ شان خداوند عام اس لئے کہ لغوی معنی میں ہو یا ذات اقدس جل جلالہ کی تجلی کے خاص معنی میں ہو' بہرحال الٰعیات کا مسئلہ ہے۔ جبکہ مناطقہ صرف اور صرف معقولات ثانیہ کے متعلقہ مسائل سے بحث کرتے ہیں نہ الٰعیات سے لیکن پیر صاحب نے اس کو اس انداز میں بیان کیا ہے کہ شان خداوندی مابین المتکلمین اور مناطقہ متنازعہ مسئلہ ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب

یہ کہنا کہ شان خداوندی ہر دو معنی میں صرف الٰعیات کا مسئلہ ہے یہ بات کہاں لکھی ہے کس کتاب میں ہے حوالہ دیں۔ جب تک اس پر حوالہ نہ دیا جائے بات بلا دلیل رہتی ہے اور اگر یہ مسئلہ متکلمین و مناطقہ کے مابین متنازعہ نہیں تو تم نے متنازعہ نہ ہونے پر کوئی حوالہ کیوں نہیں دیا جو آپ کی ذمہ داری تھی۔

قارئین محترم! پیر محمد صفحہ ۹۹ میں ہی لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۸ پر اپنے ماہر مسطق ہونے کا تاثر دینے کے لئے لکھا ہے کہ صغری کو کبری سے ملا کر حد اوسط ساقط کرکے نتیجہ یہ ہوگا۔ حالانکہ صغری و کبری جو قیاس اقترانی کے دو مستقل مقدمتین و جزئن ہوتے ہیں۔ اور حد اوسط بھی ان میں سے ہر ایک کا حد اصغر و اکبر کی جز۔لئت کی طرح ہی جز ہے۔

اور مقدمتہ القیاس ہونے کی حیثیت سے نہ کبھی صغری کو کبری سے ملایا جاتا ہے

اور نہ ہی حد اوسط کو گرایا یا ساقط کیا جاتا ہے۔ الخ (یہاں تک کہا کہ) لیکن صغری کو کبری سے ملا کر حد اوسط کو ساقط کر کے نتیجہ نکالنے کی جدید فکر منطق کی کسی بھی معتبر کتاب میں نہیں ہے۔

الجواب بعنون الملک الوھاب

صغری کو کبری سے باہم ملانے اور حد اوسط کو گرانے، اور نتیجہ نکالنے کے متعلق تو علم منطق کے ابتدائی رسائل میں صراحتا تذکرہ موجود ہے۔ شاید اس کے دل کی آنکھوں پر بھی پردہ چھا گیا ہے کہ اس کو یہ مسئلہ ابتدائی رسائل میں بھی نظر نہیں آیا۔ ملاحظہ فرمائیں مجموعہ منطق میں قیاس کی دو اقسام بتائی گئی ہیں۔ ایک کا نام قیاس اقترانی ہے اور دوسرے کا نام قیاس استثنائی ہے۔ اور قیاس اقترانی کے نام سے ہی مسئلہ واضح ہے کیونکہ اقتران کے معنی ہی ملنا ملانا ہے۔ چونکہ حد اوسط کو ساقط کر کے صغری و کبری ملایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو اقترانی کہا جاتا ہے۔ جیسے استثنائی میں کلمہ استثناء لا کر استثناء کی جاتی ہے تو اس کو استثنائی کہا جاتا ہے۔ اگر یہ اجھل الجھلاء نام پر ہی غور کر لیتا تو اعتراض کی جسارت نہ کرتا۔ مرقات میں ہے :۔"و اقتران الصغری بالکبری تسمی قرینتہ و ضربا" ای یعنی صغری کا کبری سے ملنے کا نام قرینہ اور ضرب ہے یہاں بھی صغری سے کبری سے ملنے کی تعبیر موجود ہے۔ مثلاً العالم متغیر و کل، متغیر حادث یہ صغری و کبری ہے۔ ان میں لفظ متغیر حد اوسط ہے جو مکرر آئی ہے۔ اب صغری و کبری کو جب ملائیں گے تو لفظ متغیر جو حد اوسط ہے گر جائے گی۔ تو نتیجہ یہ ہوگا فاالعالم حادث نتیجہ میں حد اوسط ساقط ہے یہ عیسر ہے۔ یہ اعتراض پیر محمد نے اپنے منطقی ہونے کا تاثر دینے کے لئے کیا ہے۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ وہ کتنا منطقی ہے۔ اپنے منہ میاں مٹھو بننا چاہتا ہے تو ہزار بار بنے ہمیں کیا اعتراض ہے۔ بہر حال ہم اس کو منطقی ماننے پر تیار نہیں۔ اگر حد اوسط کو گرایا نہیں جاتا، اور صغری کو کبری کو

ملایا نہیں جاتا تو پھر عملاً شکل اول بنا کر دکھاؤ۔ جہاں لفظ متغیر جو حد اوسط ہے مذکور و موجود ہو' اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر خود معلوم ہو جائے گا کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔

صفحہ 100 پر پیر محمد لکھتا ہے کہ اسی طرح صفحہ 7 میں لکھا ہے کہ (فیض پہلے ذات اقدس سے مسرنع ہو کر اعتبارات کو آتا ہے پھر شان جامع کو آتا ہے۔ اور پھر شیونات کو آتا ہے اور شیونات سے اسماء و صفات کو آتا ہے ورنہ اس ترتیب کے ساتھ کس کتاب شریعت و طریقت میں لکھا ہوا موجود ہے۔ الخ

الجواب

پیر محمد نے اگر تعصب و عناد اور حسد کی پٹی آتار کر ہدایتہ السالکین کے صفحہ 7 سے 17 تک میں مجد الف ثانی کے مکتوبات اور اس کی شرح کی عبارات کو سمجھ کر پڑھا ہوتا تو یہ سوال نہ کرتا۔ کیونکہ یہ تمام کلمات غیر مرتب طور پر ان عبارات میں موجود ہیں۔ رہا یہ کہنا کہ اس ترتیب سے کہاں ہیں تو ہر ترتیب ملخص کی ہے آپ نے بھی کہیں ترتیب وار مذکور ہونے کا ادعا نہیں فرمایا' یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی پیر محمد سے کہے کہ۔ لیکن یہاں پر خالص انصاف کی عدالت ہے جس میں کتاب البطن ہرگز نہیں چلنے دیں گے کے الفاظ کون سی کتاب شریعت طریقت میں ہیں۔

صفحہ 100 پر لکھتا ہے کہ پیر صاحب نے شریعت سے فرار کیا ہے وغیرہ وغیرہ بکواسات۔

الجواب :۔ یہ جھوٹ سراسر جھوٹ ہے اور بکواس ہے حضرت قبلہ عالم نے کسی بھی وقت شریعت سے انکار نہیں فرمایا ہے۔ یہ جھوٹا اور فراڈی' دجال و کذاب' حضرت صاحب کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے اور اس کے کمینے حامی بھی اس پروپیگنڈے میں شریک ہیں۔ لیکن انشاء اللہ تعالیٰ یہ پروپیگنڈہ کرنے والے اپنے موت آپ مر جائیں گے' حضرت صاحب کا بال بھی بھیگا نہیں کر سکتے' اور آپ کا کچھ بھی

لفظ لازمہ کا متبادر یہی ہے کہ ضروری تمہارا پیش کردہ معنی متبادر نہیں ہے اور متواترہ کا معنی قطعیہ ہی ہے لاغیر مگر قطعیہ سے مراد وہ نہیں جو تم نے لی ہے۔ جس کا منکر کافر اور تارک گنہگار ہوتا ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے اس کی نقل قطعی متواتر ہے یعنی نقل کے لحاظ سے قطعی ہے اور اس کا اقرار تو خود فاضل بریلوی نے بھی کیا ہے۔ کہ فرمایا حد ضروریا دین تک پہنچا ہوا ہے۔

صفحہ 103 پر آپریشن نمبر 28 پر لکھتا ہے کہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز کے واضح الفاظ عمامہ کی شرعی حیثیت کی بابت فتاوی رضویہ صفحہ ج۔451/3 میں ایک سوال کے جواب میں موجود ہے کہ الجواب کسی کی نماز میں کچھ خلل نہیں آتا' عمامہ مستجاب نماز سے ہے۔ اور ترک مستحب سے خلل درکنار ' کراہت بھی نہیں آتی۔ "و ذالک اون الثعمه من سنن الزوائد و سنن الزوائد حكمها حكم المستحب" فاضل بریلوی کا نام غلط استعمال کرتے ہیں۔

الجواب والاعانۃ من اللہ الوھاب

فاضل بریلوی کا نام غلط استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم جیسے پلید' فاضل بریلوی کے کلام کے محافل کو سمجھنے سے قاصر و عاجز ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جہاں آپ نے سنت دائمہ' لازمہ' متواترہ فرمایا ہے وہاں آپ نے فرمایا کہ نفس عمامہ کا استعمال سنت موکدہ ہے۔ اور جہاں آپ نے نماز سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے عمامہ کو مستحبات نماز میں شمار کیا ہے وہاں صرف نماز میں مستحب مانا ہے۔ اور حضرت صاحب نے یہ نہیں فرمایا کہ فاضل بریلوی کے نزدیک نماز میں بھی سنت موکدہ ہے یا یہ کہ چونکہ فاضل بریلوی نے جو مستحب کہا ہے۔ اس مسئلہ میں ان کے ساتھ عالم دین کے لئے اختلاف جائز ہے اس لئے آپ اختلاف بھی کر سکتے ہیں۔ اور یہ کہ فاضل بریلوی کے کلام میں اختلاف و تعارض کو دور کرنے کے لئے ضروری ہے دونوں

مقامات کی عبارت کی مختلف محامل پر معمول کیا جائے۔

جواب دعوت فکر

اس عنوان میں پیر محمد نے جو بکواسات اور خرافات بکے ہیں ان کا جواب صرف یہ ہے کہ الاناء مہترشح بمافیہ ہے۔ یعنی جو برتن میں ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے۔ اندر اگر غلاظت ہوگی تو باہر کوئی اچھی چیز نہیں آسکتی وہی آئے گا جو اندر ہے۔ یہ بکواسات و خرافات اس کے خبث باطنی کی دلیل ہے۔

صفحہ 105 میں آپریشن نمبر 29 میں لکھتا ہے کہ عمامہ باندھنے کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے کے غیر اسلامی عقیدہ پر شیخ ابراہیم بجوری الشافعی کا جھوٹا حوالہ دیا ہے کہ العمامتہ سنت موکدہ محفوظتہ لم یترکھا الصلحاء حالانکہ بجوری کی کتاب المواھب الدنیہ میں اس عبارت کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اگر ملے تو حوالہ پیش کرے۔

الجواب قارئین کرام!

چہ دلاوراست دزدے کا یہ اصلی حقیقی مصداق پیر محمد کہتا ہے کہ الوھب الدنیہ میں اس عبارۃ کا نام و نشان نہیں ہے یعنی پوری کی پوری عبارۃ موجود نہیں ہے۔ اس اندھے کو نہ معلوم کیوں یہ عبارۃ نظر نہیں آئی۔ دیکھو الموھب الدنیہ مکتبہ فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان صفحہ 101 پر یہ عبارۃ موجود ہے کہ "واشار بذالک الی انہ سنت موکدہ محفوظتہ لم یترکھا الصلحاء" الخ۔ یعنی اور اس کے ساتھ اشارہ ادھر کیا ہے کہ عمامہ سنت موکدہ محفوظ ہے جس کو صلحاء نے ترک نہیں فرمایا۔ اس عبارۃ میں لفظ بھی صراحتا موجود ہے۔ موکدۃ اور محفوظتہ' صراحتا مذکور ہے۔ البتہ اس صفحہ کی اس عبارت میں لفظ العمامتہ موجود نہیں مگر عمامہ کی طرف لوٹنے والی ضمیرہ موجود ہے اور متصلا قبل لفظ عمامہ بھی موجود ہے اس لئے اسم ضمیر کی جگہ حضرت صاحب نے اسم ظاہر نقل فرمایا ہے تاکہ ابہام نہ رہے۔ بہر عبارۃ موجود

ہے۔ اور یہ بھی غالب امکان ہے کہ جس نسخہ سے حضرت نے عبارت نقل کی ہے وہاں العمامہ اسم ظاہر ہی ہو۔ اور یہ کہنا کہ یہ عبارت نہیں بلکہ اس کا نام و نشان بھی نہیں' یہ پیر محمد کا دجل و فریب ہے۔ جو عبارۃ دیکھنا چاہئے بندہ کے پاس آ کر دیکھ سکتا ہے۔ اس دجال و کذاب کی بات پر اعتماد و یقین نہ کریں خود دیکھیں۔

صفحہ 105/106 پر پیر محمد مقام غور ہے کہ عنوان میں جو کچھ لکھتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر صاحب (مدظلہ) نے مفسرین و فقہاء و متکلمین اور بزرگان دین کے جھوٹے حوالے دیئے ہیں۔اور قرآن کی تفسیر بالرائے کی ہے۔

قارئین کرام! پیر محمد حضرت قبلہ عالم کو اپنے اوپر قیاس کیا ہے اور اپنے آئینہ میں سرکار کو دیکھا ہے۔ خود پرلے درجے کا جھوٹا ہے۔ المراء یقیس علی النفسہ کے مصداق سرکار پر جھوٹے بہتانات لگاتا ہے۔ ایسے شخص کے مجسمہ شیطان ہونے میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے۔ اسی صفحہ 106 پر آپریشن نمبر 30 میں لکھتا ہے کہ پیر صاحب کا صفحہ 142 پر مواھب الدنیہ کی عبارۃ العمامتہ سنتہ لاسیما للصلواۃ و بقصد التجمل سے عمامہ کے وجوب یا سنت موکدہ ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ اس عبارۃ سے عمامہ کا واجب یا سنت موکدہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ عمامہ باندھنا رسول ﷺ کی سنت زوائد اور سنت لباس کی ایک قسم ہے وغیرہ وغیرہ

الجواب :۔ الحمد اللہ اس عبارۃ کے متعلق کم از کم یہ تو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ کتاب میں موجود ہے اور یہ کہ اس سے موجوب ثابت نہیں ہوتا۔ کس نے اس عبارت سے وجوب ثابت کرنے کی بات کی ہے۔ حضرت پیر صاحب نے یہ عبارۃ تائیدا پیش فرمائی ہے۔ سنت موکدہ ہونے پر صرف نہ کہ وجوب پر۔ اور بطور دلیل نہیں بلکہ بطور تائید نقل فرمائی ہے۔ کیونکہ علامہ بیجوری کا قول حجت شرعیہ نہیں ہے کہ دلیل بنے۔

پیر محمد کی جہالت ہے کہ اس کو دلیل بنا بیٹھا ہے اور پیر محمد کا مخبوط الحواس ہونا اس سے ظاہر ہے کہ عمامہ کو سنت زوائد اور سنت لباس کی ایک قسم ہے یعنی کہ سنت زوائد اور سنت لباس کی بھی چند اقسام ہیں ان میں سے ایک عمامہ باندھنا بھی ہے۔ کیوں جناب سنت زوائد اور سنت لباس کے اقسام کس کتاب میں ہیں۔ حوالہ تو دے دیتے۔ یہ خبطی ہونے کی واضح نشانی ہے۔

اس آپریشن نمبر 30 کی باقی باتوں میں زیادہ تر گالی گلوچ ہے جس کا جواب دینا مناسب نہیں۔ مزید کوئی بات قابل جواب نہیں۔ چھ درجے فوقیت کا جواب بھی قبل ازیں دیا جا چکا ہے۔

صفحہ 108 پر پیر محمد آپریشن نمبر 32 میں لکھتا ہے کہ حضرت مجدد الثانی کے مکتوب نمبر 10 سے پیر صاحب کا استدلال خواہش نفس پر مبنی ہے۔ ورنہ کجا عمامہ کجا خطبہ جمعہ و عیدین میں ذکر خلفاء راشدین دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ ذکر خلفاء قرون اولیٰ کے بعد اہل تشیع کے مقابلہ میں اہلسنّت کا بالیقین شعار ہو چکا ہے۔ لیکن ٹوپی کا صرف پہننا بالیقین کفار و مشرکین کا شعار نہیں ہے۔ کیونکہ مشکواۃ کے شارح شیخ عبد الحق محدث دھلوی فرماتے ہیں کہ مشرکین کی وضع یہ ہے کہ وہ بغیر ٹوپی کے عمامہ باندھتے تھے۔ اور ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ صرف ٹوپی کا پہننا مشرکین کا شعار ہے۔ جیسا کہ اشعتہ اللمعات صفحہ ج-548/3 اور مرقات صفحہ ج-427/4 کی عبارات سے ظاہر ہے۔ لہٰذا اذا تعارضا تساقطا کے مطابق دونوں احتمال ساقط ہیں لہٰذا کوئی بھی قابل عمل نہیں ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب

ذکر خلفاء فی خطبۃ الجمعۃ و العیدین قرون اولیٰ کے بعد وجود میں لایا گیا ہے۔ جبکہ عمامہ قرون اولیٰ میں بھی موجود تھا۔ اور حدیث قولی مرفوع میں اس کو فارق بیان

المسلمین و المشرکین بتایا گیا ہے اور حضرت نے اس کے شعار اور اہل اسلام ہونے کو کتب فقہ کی تصریحات سے بھی ثابت فرمایا ہے کہ فقہاء نے فرمایا ہے کہ ذمی کافر کو عمامہ استعمال کرنے سے منع کیا جائے گا۔ کیونکہ یہ اہل اسلام کا شعار ہے۔ ان دلائل کے مقابلہ میں آپ کی بے تکی باتوں کا کیا وزن ہے۔ رہا شیخ محقق اور ملا علی قاری کا باہم اختلاف یا ان کی تشریحات کا اختلاف تو اس کا حل موجود ہے۔ اس لئے جلد اور فوری طور پر اذا تعارضا تساقطا پر عمل جہلاء کا کام ہے۔ نہ کہ علماء کا' علماء پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ بظاہر متعارض آیات' احادیث' اور اقوال میں تطبیق یا توفیق ہو سکتی ہے کہ نہیں' اگر نہیں ہو سکتی تو پھر ترجیح کے وجوہات کے پیش نظر ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاتی ہے۔ اگر وجہ ترجیح نہ ملے تو پھر تنسیخ پر عمل ہوتا ہے۔ آیات و احادیث میں اور اقوال میں تساقط پر مگر یہاں دونوں بزرگوں کے اقوال میں سے ایک کے قول کو ترجیح دینے کی وجہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ملا علی قاری دسویں صدی ہجری کے مجدد ہیں۔ ان کا زمانہ خیر القرون قرنی ثم و الذین بلونهم" الخ۔ کے مطابق شیخ محقق کے زمانہ سے مقدم ہے۔ دوسری وجہ ترجیح یہ بھی ہے کہ فاضل بریلوی علیہ رحمتہ نے ملا علی قاری کے قول کو اپنایا ہے اس کی تردید نہیں کی بلا تردید نقل فرما کر برقرار رکھا ہے اور فاضل بریلوی کو آپ بھی امام و الفقہاء و محدثین اپنی کتاب کے صفحہ 104 پر دعوۃ فکر کے عنوان میں تسلیم کر چکے ہیں۔ جب وہ امام الفقہاء اور امام المحدثین ہیں تو پھر ان کی بات سے کیوں پھرتے ہو۔ کیا یہ خواہش نفس اور جہل مرکب نہیں ہے اور کیا یہ "التخذو احبار هم و رحبا لهم اربابًا من دون اللّٰه" (الایہ) کا اصلی مصداق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ خود ملا علی قاری کی عبارت نقل کرتا ہے کہ فلبسها و قدها مخالف للسنته کیف و هی زیی المشرکین" الخ۔ یعنی صرف ٹوپی پہننا سنت کے مخالف ہے اور یہ کیوں نہ ہو جب کہ یہ مشرکین کی وضع اور شعار ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کی زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

قارئین کرام! پیر محمد اپنے خرافاتی مجموعہ کے صفحہ 109 پر کہتا ہے کہ پیر صاحب نے جس چیز کو قطعی کا درجہ دیا اور خلفاء راشدین کے ذکر فی الخطبہ پر قیاس کیا ہے اور اس کے تارک کو مرتکب حرام فاسق زندیق مردودۃ الشھادۃ اور کافر کہا ہے۔ اس چیز (یعنی عمامہ کو) قرون اولیٰ سے لے کر آج تک تمام محدثین ' مفسرین' ائمہ دین اور فقہاء کرام نے سنت لباس قرار دے کر مستحب قرار دیا ہے۔

الجواب بعون الملک والوھاب

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ حضرت صاحب نے ترک عمامہ کی وجہ سے کسی کو بھی کافر نہیں فرمایا۔ پیر محمد قیامت تک بھی یہ بات ثابت نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی ایسی عبارت دکھا سکتا ہے کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہو کہ ترک عمامہ کافر ہے۔ یا زندیق ہے۔ اگر پیر محمد کو کافر یا زندیق فرمایا ہے تو یہ دوسری وجہ سے فرمایا ہے۔ یعنی کلمات کفریہ کو کفر سے نہ ماننے پر یا استخفاف سنت کی وجہ سے بات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اس شیطانی کھلونے کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ قبل ازیں کہ حرمت قطعی بھی ہوتی ہے اور ظنی اجتہادی بھی۔ ظنی اور اجتہادی کا منکر نہ کافر ہے نہ فاسق' نہ گمراہ' نہ کچھ اور۔ ائمہ کرام اور فقہاء عظام کے مابین حرمت و حلت کا اختلاف ہے اور پھر اس اختلاف کی وجہ سے کسی بھی فریق کا مرتکب حرام نہ ہونا' نہ فاسق یا کافر' یا گمراہ' یا زندیق بھی نہ ہونا۔ ایسی مسلمہ حقیقت ہے کہ صحابہ کرام سے لے کر متاخرین فقہاء کرام تک اور آج کے جدید علماء کرام تک کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔ مگر پیر محمد کی یہ سوچ اور نظر سے اگر مان لیا جائے تو پھر صحابہ و تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتھدین و فقہاء کرام اور محدثین کی بھاری اکثریت کو کافر' زندیق' گمراہ اور فاسق قرار

دینا ہوگا' جو مسائل اجتہادیہ میں اختلاف کرکے حرمت کا انکار یا حلت کا انکار کرتے ہیں۔ (العیاذ باللّٰہ تعالٰی من ھذا الخرافات)

پیر محمد کی عیاری

قارئین کرام! پیر محمد الجراحتہ علی المزخرفتہ الخامسہ صفحہ 110/109 کے عنوان میں لکھتا ہے کہ پیر سیف الرحمن (مد ظلہ) نے اپنے آپ کو قیوم زماں' قطب الارشار اور چھ مقامات عبدیت سے تجاوز کرکے پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے فوق اور افضل' اخص الخواص' ولی کامل وغیرہ قرار دے کر دیگر معلمین شریعت و طریقت و اساتذہ و شیوخ سے زیادہ بتایا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کا قول بطور دلیل پیش کیا ہے۔

الجواب بعون الملک الوھاب

یہ عیار و دجل و فریب کا بادشاہ عیاری اور تلبیس کرتے ہوئے یہ بھول گیا کہ یہ اقوال حضرت مولانا علامہ محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمتہ کے فرمائے ہوئے ہیں جو حضرت اخوندزادہ صاحب مد ظلہ کے مرشد ہیں وہ اپنے مرید صادق کے حق میں یہ ارشادات فرما رہے ہیں۔ ان میں سے ایک بھی آپ کا اپنا قول نہیں ہے مگر اس دجال و ابلیس نے دجل و تلبیسانہ انداز میں یہ بتایا ہی نہیں کہ یہ اقوال آپ کے مرشد گرامی کے ہیں تاکہ عوام الناس کو اور بعض علماء کو دھوکا دیا جا سکے۔ کیوں جناب یہ جھوٹ معمولی ہے' چھوٹا ہے' ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کہ تو کتنا بڑا کذاب ہے۔ اس جھوٹ کے ظاہر ہونے کے بعد علماء کو معلوم ہو جائے گا کہ تو کیا چیز ہے اور کتنی صداقت کا مالک ہے۔

قارئین کرام! حضرت صاحب نے کہیں بھی کبھی اپنے قیوم زماں ہونے' قطب الارشار ہونے اور اخص الخواص ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ حضرت پیران پیر سے افضل

ہونے کا دعویٰ بھی پوری کتاب میں نہیں فرمایا، مگر یہ ظالم جھوٹ بنا کر آپ کی طرف منسوب کرتا ہے بطور دعویٰ یہ جملے آپ کی کسی تحریر میں قیامت تک نہیں دکھائے جا سکتے۔ باقی مرشد کے ارشادات و اقوال کو اپنے حق میں نقل کرنا تحدیث نعمت کے طور پر بالکل جائز ہے۔ جس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ میں تو اپنے آپ کو ایسا نہیں سمجھتا، مگر مرشد پاک نے مجھے ان القابات سے سرفراز فرمایا اور نوازا ہے میرا اپنا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ یہ پیرو مرشد کی نوازش ہے اور خدا کا فضل ہے۔

قارئین کرام! پیر محمد صفحہ **110/111** میں جو کچھ لکھتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پیر سیف الرحمن صاحب (مدظلہ) نے خود اپنے آپ کو اخص الخواص اولیاء میں شمار کیا ہے اور اپنے آپ کو مجدد افہم اور حضرت پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے اپنے آپ کو افضل قرار دیا ہے۔

الجواب پہلے اس کا جواب دے دیا گیا ہے کہ حضرت صاحب نے مناصب و مراتب مذکورہ بالا میں کسی کا دعویٰ نہیں فرمایا بلکہ یہ جملے کسی خادم نے آپ کے حق میں بیان کئے ہیں۔ اور یہ بات خود پیر محمد کی نقل کردہ عبارات سے خود ظاہر ہے۔ مثلاً اسی صحفہ پر نقل کرتا ہے کہ۔ اور حضرت صاحب مبارک مجدد افہم ہیں۔ اور سیدنا حضرت مبارک صاحب نے چھ مقامات عبدیت کے مقام سے فوق طے کئے ہیں۔ یہ جملے خود واضح کرتے ہیں کہ ان کے کہنے والے خود سرکار نہیں۔ مناطقہ کا یہ قول ہے کہ شان خداوندی آثار مرتبہ علی حفات الواحب سے عبارۃ ہے۔